تاریخِ اسلام — ایک نظر میں

جمیل یوسف

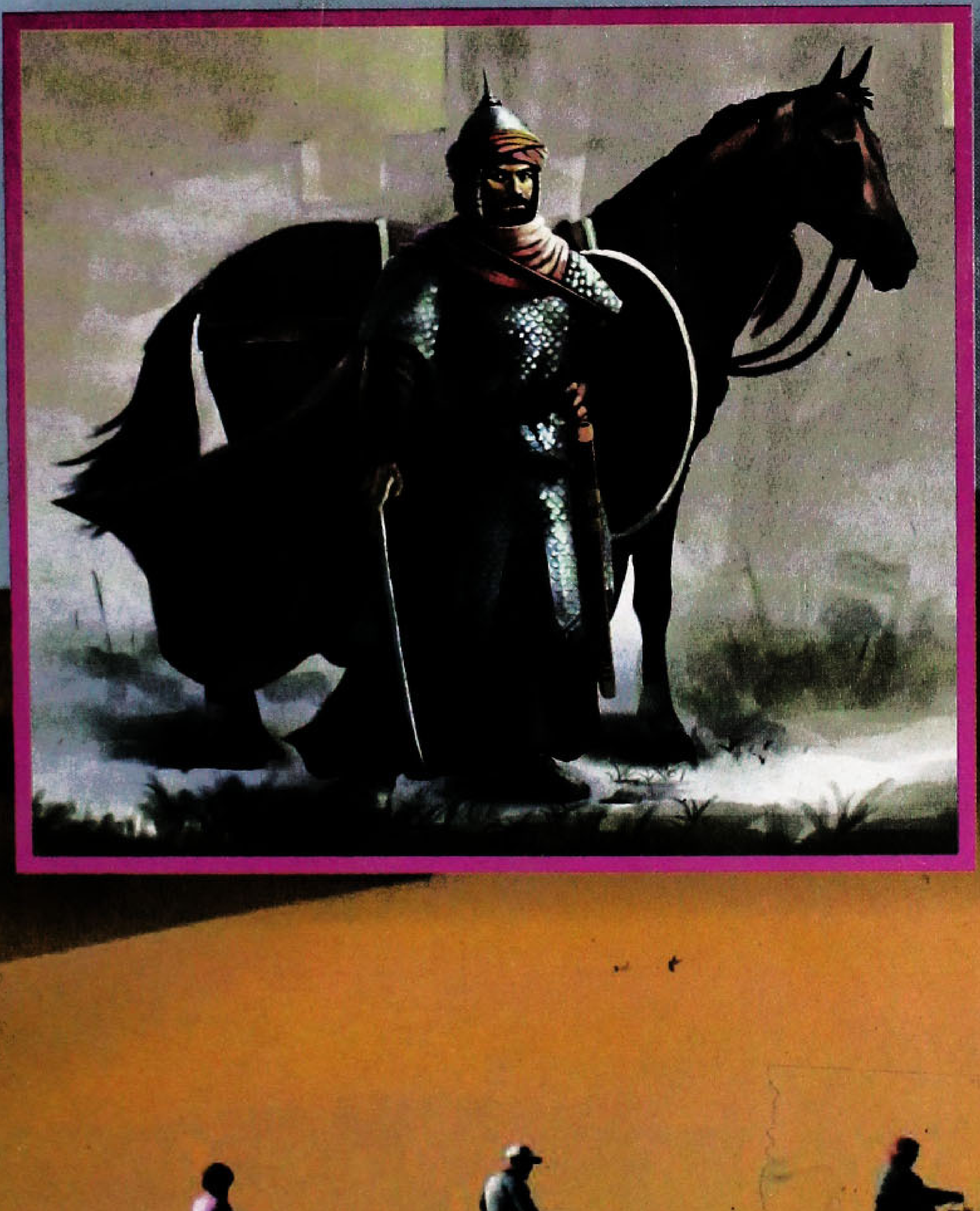

اردو سائنس بورڈ

Marfat.com

تاریخ اسلام

جمیل یوسف

اردو سائنس بورڈ

299 - اپر مال، لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق بحق اردو سائنس بورڈ محفوظ

وزارتِ اطلاعات، نشریات وقومی ورثہ، حکومتِ پاکستان

297-9
58 ج
۱۹۰۲۴۲

نگران : مشہود احمد مرزا

سرورق : طارق جاوید

کمپوزنگ : جمیل احمد۔محمد رفیق

گرافکس وے آؤٹ : طارق جاوید۔فرحت سعید

اہتمام طباعت ظہیر احمد قریشی، حسنین الطاف

اہتمام اشاعت : زبیر وحید، خلیل احمد

طابع : فریدیہ آرٹ پریس، سردار چیل چوک، لاہور

ناشر : اردو سائنس بورڈ 299- اپر مال، لاہور

فون:042-35758475 / 35789150 فیکس : 042-35789215

ذیلی دفاتر : اردو سائنس بورڈ، منظور چیمبرز، گاڑی کھاتہ، حیدر آباد

فون وفیکس : 022-9200070

اردو سائنس بورڈ، فلیٹ نمبر 103، فیز 2، یونیورسل کمپلیکس، کولون روڈ، کوئٹہ

فون : 081-9203659

اردو سائنس بورڈ، برانچ آفس، سویکارنو سکوائر، خیبر بازار، پشاور

فون : 091-2553257 فیکس: 091-2562835

سیل پوائنٹ : 5- بی، عمر ٹاور، حق سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

فون : 042-37360502

دوسرا ایڈیشن : 2016ء

قیمت : -/100 روپے

Marfat.com

فہرست

پیش لفظ پروفیسر صاحبزادہ عبدالرسول	5	سلجوقی سلطنت ،	33
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،	7	صلیبی جنگیں ،	34
خلافت راشدہ	14	محمد خوارزم اور چنگیز خان ،	35
حضرت ابوبکر صدیقؓ ،	14	عباسیوں کا عہد حکومت ،	36
حضرت عمر فاروقؓ ،	15	فتح اندلس ،	37
حضرت عثمان غنیؓ ،	18	فرانس پر حملہ ،	38
حضرت علی المرتضیٰؓ ،	19	امیر عبدالرحمٰن اُموی ،	38
حضرت حسنؓ ،	20	عبدالرحمٰن الناصر ،	39
حضرت امیر معاویہؓ ،	21	منصور حاجب ،	42
یزید ،	23	یوسف بن تاشفین ،	44
عبدالملک بن مروان ،	23	غرناطہ ،	46
ولید اور سلیمان ،	25	اندلس کا اسلامی عہد ،	47
حضرت عمر بن عبدالعزیز ،	27	صقلیہ میں اسلامی حکومت ،	48
یزید بن عبدالملک ،	27	تاتاری اور تیموری ،	49
عباسیوں کا دور ،	29	سلطنت عثمانیہ ،	50
ہارون الرشید ،	30	امیر تیمور ،	52
مامون الرشید ،	30	سلطان سلیم اور سلیمان اعظم ،	53
رومیوں سے جنگیں ،	30	خیرالدین باربروسا ،	54

Marfat.com

عثمانیوں کا زوال ، 55
جنگ بلقان ، 57
جنگ عظیم اول ، 57
مصطفےٰ کمال ، 58
مصر کا عہد جدید، 59
جمال الدین افغانی، 60
ایران، 60
افغانستان ، 63
مسلمان -- برصغیر پاک و ہند 65
محمد بن قاسم ، 66
سلطان محمود غزنوی ، 68
محمد غوری ، 70
سلطان قطب الدین ایبک ، 72
رضیہ سلطانہ ، 74
سلطان ناصر الدین قباچہ ، 74
سلطان غیاث الدین بلبن ، 75
جلال الدین خلجی ، 77
علاؤ الدین خلجی ، 77
عہد مغلیہ ، 87
ظہیر الدین بابر ، 87
نصیر الدین ہمایوں ، 89
جلال الدین اکبر ، 90
نور الدین جہانگیر ، 92
شہاب الدین شاہجہان ، 92
اورنگ زیب عالمگیر ، 93
مغلیہ سلطنت کا زوال 94
سلطان ٹیپو 99

Marfat.com

پیش لفظ

جمیل یوسف کا نام ملک کے ادبی حلقوں میں بہت معروف ہے۔ شعروادب سے وابستگی کے علاوہ انہیں تاریخ سے بھی گہری دلچسپی رہی ہے۔ نوجوانی میں ان کی تصنیف ''بابر سے ظفر تک'' منصۂ شہود پر آئی جو مختصر مگر ادبی فن پارہ تھی۔

زیرِ نظر کتاب ''تاریخ اسلام۔ ایک نظر میں'' اپنی طرز کی نئی کتاب ہے جو ماہرانہ اختصار کا شاہکار ہے۔ اس میں چودہ صدیوں کی تاریخ کو اس انداز میں سمیٹ دیا گیا ہے کہ قاری ایک ہی نشست میں اسلامی تاریخ کے تمام ادوار اور مختلف ممالک میں اسلامی اقتدار کے نشیب وفراز سے آگہی حاصل کر سکتا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مصنف کے ذہن میں یہ بات ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور کی تاریخ سے لوگ بالعموم واقف ہیں اس لیے اس حصہ کو نہایت مختصر یعنی محض خاکے کے طور پر پیش کیا ہے۔ لیکن بنوعباس، اندلس، ترکمان، عثمانی، ایرانی وغیرہ کی تاریخ نسبتاً زیادہ وضاحت سے تحریر کی گئی ہے تاکہ تاریخ اسلام کے فراموش کردہ گوشے بھی قاری کے سامنے آجائیں۔ تاریخ اسلام کے مختلف خاندانوں اور مملکتوں پر الگ الگ ضخیم کتب موجود ہیں مگر کوئی ایسی کتاب جس میں مشرقِ وسطیٰ، یورپ، شمالی افریقہ، وسط ایشیا اور جنوبی ایشیا میں قائم ہونے والی تمام مسلم حکومتوں کی تاریخ آجائے، اتنی مختصر ہو کہ ایک نشست میں پڑھی جائے اور کسی اہم پہلو سے صرفِ نظر بھی نہ کیا گیا ہو، اردو میں اس سے پہلے نہیں لکھی گئی۔

موجودہ دور میں کاروبارِ حیات کی مصروفیتیں اتنی بڑھ گئی ہیں کہ بہت کم لوگوں کو ضخیم

Marfat.com

کتابیں پڑھنے کے لیے وقت میسر ہے۔ایسے مصروف لوگوں کے لیے یہ کتاب مفید رہے گی اور
ان کے شوقِ مطالعہ کی تسکین ہو سکے گی۔

پروفیسر صاحبزادہ عبدالرسول

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

20 اپریل 571ء تا 7 جون 632ء ☆

9 ربیع الاول تا 12 ربیع الاول 11 ھ

عالمِ انسانیت کی سب سے بڑی شخصیت، جو صرف اپنوں کی نظر میں ہی سب سے بڑی شخصیت اور عظیم ترین انسان نہیں ہیں بلکہ غیروں نے بھی انہیں اسی مقام و مرتبہ پر متمکن پایا ہے (دیکھیں مائیکل ایچ ہارٹ کی مشہور کتاب دی ہنڈرڈ 'The 100')، رحمتہ للعالمین محسن

☆ تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے مگر اس پر زیادہ تر اتفاق ہے کہ پیدائش سوموار کو ہوئی۔ اس سال ربیع الاول میں سوموار 2، یا 9 ربیع الاول کو ہوا۔ لہٰذا 9 ربیع الاول کو یوم پیدائش مان لیا گیا۔ جدید ترین سیرت کی کتاب الرحیق المختوم (جسے سعودی عرب کی طرف سے ساری دنیا میں اول انعام ملا) کے مصنف صفی الرحمٰن مبارک پوری نے اسے ہی اپنایا ہے۔ عیسوی تاریخ 20 یا 22 اپریل لکھی جاتی ہے۔ کوئی ایک اختیار کی جا سکتی ہے۔

وفات کے بارے میں بھی اختلاف ہے لیکن عموماً 12 ربیع الاول 11 ھ پر اتفاق کر لیا گیا ہے۔

Marfat.com

انسانیت حضرت محمد ﷺ 20 اپریل 571ء بمطابق 9 ربیع الاول سنہ 01 عام الفیل مطابق 40 جلوس کسریٰ نوشیرواں بروز پیر بعد از صبح صادق اور قبل از طلوعِ آفتاب دنیا میں تشریف لائے۔

شادی 25 برس کی عمر میں۔ تجدید حلف الفضول۔

کسی زمانے میں عرب کے بعض سربرآوردہ سرداروں نے آپس میں یہ عہد کیا تھا کہ ہم ہمیشہ مظلوم کی طرف داری اور ظالم کا مقابلہ کریں گے۔ اس جماعت میں جتنے اشخاص شامل تھے ان سب کے ناموں میں فضل کا لفظ آتا ہے۔ اس لیے اس عہد نامے کو حلف الفضول کے نام سے یاد کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ اور ان کے چچا زبیر بن عبدالمطلب کی تحریک پر حلف الفضول کی تجدید کی گئی۔ ایک انجمن قائم کی گئی جس میں بنو ہاشم۔ بنو عبدالمطلب، بنو اسد۔ بنو زہرہ، بنو تمیم شامل تھے ہر ممبر نے اس بات پر اقرار کیا کہ :

1- ہم ملک سے بدامنی دور کریں گے۔
2- مسافروں کی حفاظت کریں گے۔
3- غریبوں کی امداد کیا کریں گے۔
4- زبردستوں کو ظلم کرنے سے روکیں گے۔

آنحضرت ﷺ لڑکپن ہی سے اپنے اخلاق و کردار کی اعلیٰ صفات کے باعث الصادق اور الامین مشہور ہو گئے۔ ان ہی ناموں سے لوگ آپ کو پہچانتے اور یاد کرتے تھے۔

آنحضور ﷺ کے اخلاق و کردار کی بلندی اور ان کی طبیعت اور مزاج اور دوسروں سے ان کے حسنِ سلوک کا اندازہ اس سے کیجیے کہ حضرت زید بن حارث جب ایک نوعمر لڑکے تھے تو انہیں ڈاکوؤں نے اغوا کر کے اور غلام بنا کر فروخت کر دیا تھا۔ حضرت خدیجہؓ کا بھتیجا حکیم بن حزام انہیں کہیں سے خرید لایا اور اپنی پھوپھی حضرت خدیجہؓ کی نذر کر دیا۔ اس وقت حضرت خدیجہ کی شادی آنحضورؐ سے ہو چکی تھی۔ آنحضورؐ نے زید بن حارث کو بالکل اپنے بیٹے کی طرح رکھا۔ کچھ عرصے بعد حضرت زید کے گھر والوں کو پتہ چل گیا کہ ان کا بیٹا مکے میں موجود ہے۔ حضرت زید کے والد حارث اور ان کے چچا کعب انہیں لینے آ گئے اور حضورؐ سے

Marfat.com

درخواست کی کہ جس قیمت پر زید کو خریدا گیا ہے وہ رقم لے کر زید کو ان کے حوالے کر دیں۔ حضورؐ نے بغیر کسی رقم کے مطالبے کے زید کو والد اور چچا کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی مگر حضرت زیدؓ نے کہا ''میں تو آپؐ کو چھوڑ کر ہرگز جانا نہیں چاہتا۔'' ان کے باپ حارث نے خفا ہو کر کہا کہ تو غلامی کی زندگی کو آزادی پر ترجیح دیتا ہے۔ زید نے کہا ''ہاں، میں نے اپنے آقاؐ میں وہ بات دیکھی ہے کہ اب میں اپنے ماں باپ بلکہ تمام کائنات کو بھی ان پر ترجیح نہیں دے سکتا''۔

جو لوگ آنحضورؐ کے معجزوں کی تلاش میں رہتے ہیں ان کو آنحضورؐ کی زندگی کے اس طرح کے واقعات پر غور کرنا چاہیے۔ کیا اس طرح کے واقعات معجزوں سے کم ہیں؟ پھر غزوہء بدر میں مسلمانوں کی عظیم فتح سے بڑھ کر بھلا اور کیا معجزہ ہو سکتا ہے۔ دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا جرنیل اور جنگی ماہر اس کی وضاحت نہیں کر سکتا کہ کس طرح تین سو تیرہ نہتے مسلمانوں نے اسلحے سے پوری طرح لیس ایک ہزار جنگجوؤں کو شکستِ فاش دے دی۔ مسلمانوں کی اس فتح نے دنیا کی تاریخ بدل کر رکھ دی۔ نتائج کے لحاظ سے یہ بلاشبہ دنیا کی اہم ترین اور عظیم ترین جنگ ہے۔

رسالت کا آغاز چالیس سال کی عمر میں (پہلی وحی) 12 فروری 610ء بروز پیر (09 ربیع الاول) سے ہوا۔ تین برس تک خفیہ دعوت اسلام جاری رہی، قریش کے مظالم انتہا کو پہنچ گئے۔ نبوت کے پانچویں سال پہلی ہجرت حبشہ ہوئی۔ ابو طالب کے پاس شکایت کی گئی مگر آپ اپنے مشن پر قائم رہے۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ فاروق کے قبول اسلام سے مسلمانوں کو تقویت ملی۔ نبوت کے ساتویں برس ایک باہمی عہد نامہ کے تحت بنو ہاشم کا مقاطعہ کیا گیا۔ تین برس تک مکہ سے ملحقہ ایک گھاٹی میں محصور رہے۔ سفر طائف میں سخت اذیت کے باوجود مخالفین کو دعا دی۔ عقبہ کی پہلی بیعت سے اسلام کی روشنی یثرب میں پہنچی۔ نبوت کے گیارھویں سال یثرب کے بارہ آدمی بیعت ہونے حضرت مصعب بن عمیر بطور داعی یثرب بھیجے گئے۔ عقبہ کی دوسری بیعت اگلے سال ہوئی جس میں 72 آدمی مسلمان ہوئے۔ آپؐ

Marfat.com

نے ساتھیوں کو یثرب کی طرف ہجرت کی اجازت فرمائی - آخر میں ہجرت نبوی ﷺ پیش آئی - جس کے دوران غار ثور میں تین دن قیام فرمایا - 20 ستمبر 622ء (08 ربیع الاول) کو قبا پہنچے - مواخات کے ذریعے مہاجرین اور انصار کو ایک دوسرے کا بھائی بنادیا -

میثاق مدینہ

آنحضورؐ نے مدینہ پہنچ کر یہودیوں اور دوسرے غیر مسلم قبائل سے مذاکرات کیے اور انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اور مسلمان باہم امن و اطمینان سے رہنے کے لیے آپس میں ایک معاہدہ کرلیں - یہ معاہدہ جو مسلمانوں اور مدینے کے اندر اور باہر مضافات میں رہنے والے تمام قبائل کے درمیان طے پایا، تحریری شکل میں تھا - اس معاہدے کو تاریخِ عالم کی پہلی سیاسی دستاویز کی حیثیت حاصل ہے - تاریخ نے اسے میثاقِ مدینہ کا نام دیا - اس دستاویز کی کم وبیش (63) شقیں ہیں - انسانی معاشرے کے مختلف طبقوں کے مابین امن وامان قائم رکھنے اور ان کو درپیش نظم ونسق چلانے کے لیے گویا یہ پہلا تحریری آئین ہے جو تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہے - میثاق کی بڑی بڑی شرطیں یہ تھیں :

1- یہودی اور مسلمان اور معاہدے کے دوسرے شرکاء ایک قوم (ملک وقوم کے موجودہ تصور کی طرح) ہوں گے - کسی ایک فریق کو جنگ پیش آئے گی تو دوسرے سب مل کر اس کی مدد کریں گے -

2- ہر فریق کو اپنے اپنے دین پر کاربند رہنے کی آزادی ہوگی -

3- مدینے پر حملہ ہوگا تو سب مل کر حملہ آور کا مقابلہ کریں گے -

4- مظلوم کی مدد کی جائے گی -

5- اگر ان کے درمیان کوئی نئی بات یا اختلاف پیدا ہوگا یا جھگڑا اٹھے گا تو فیصلہ خدا اور رسول پر چھوڑا جائے گا -

6- کوئی فریق عہدنامے کی خلاف ورزی نہیں کرے گا -

Marfat.com

غزوہ بدر ہجرت کے دوسرے سال 19 رمضان، 16 مارچ 624ء کو ہوا، جس میں مسلمانوں کو عظیم فتح نصیب ہوئی - اگلے سال غزوہ احد 03 شوال 03ھ، 26 مارچ 625ء کو پیش آیا جنگ خندق 5ھ، مارچ 627ء کا اہم واقعہ ہے جس میں کفار کی ناکامی نے ان کا زور توڑ دیا - اس دوران یہودیوں کی شرارتیں جاری رہیں ان کا قلع قمع کر دیا گیا - 6ھ بمطابق 627ء آپ چودہ سو صحابہ کے ساتھ حج کی نیت سے مکہ روانہ ہوئے - قریش مکہ نے راستہ روکا - بالآخر صلح نامہ حدیبیہ پر طے پایا اور فریقین دس سال تک پرامن رہنے پر رضامند ہو گئے - یہ صلح اسلام کے لیے فتح مبین ثابت ہوئی -

ہجرت کے ساتویں سال آپؐ نے عرب سے باہر دعوتِ اسلام کے لیے تبلیغی خطوط ارسال کیے گئے جن میں دعوت اسلام دی گئی تھی - نجاشی، شاہِ حبش آپ کا خط پڑھ کر فوراً مسلمان ہو گیا - ہرقل، قیصرِ روم، مقوقس شاہِ مصر و اسکندریہ، شاہِ بحرین، شاہِ عمان، شاہِ دمشق، شاہِ یمن، کسریٰ شاہ فارس، آنحضورؐ نے ان سب کو ایک ہی مضمون کے خطوط بھیجے اور دعوت دی کہ اللہ پر ایمان لے آئیں اور نیکی کی راہ اختیار کریں - آنحضورؐ نے ان خطوط میں واضح طور پر یہ بھی لکھا کہ اسلام کی دعوت کا پہنچانا ان پر اللہ کی طرف سے فرض کیا گیا ہے اور وہ اپنا یہ فرض پورا کر رہے ہیں - عرب و شام کے متعدد رئیسوں کو بھی اسی طرح کے خطوط ارسال گئے گئے اور مختلف قبیلوں میں مبلغین بھیجے گئے - جنگ خیبر محرم 07ھ مئی 628ء میں پیش آئی جس کے نتیجہ میں یہودیوں کا قلع قمع ہو گیا - جنگ موتہ بصریٰ (شام) کے حاکم کے ہاتھوں حضورؐ کے سفیر حضرت حارث بن عمیرؓ کے قتل کا بدلہ لینے کے لیے لڑی گئی - اس جنگ میں تین ہزار مسلمانوں کا مقابلہ ایک لاکھ رومیوں سے تھا - پہلے تین سپہ سالاروں کی شہادت کے بعد چوتھے سپہ سالار حضرت خالد بن ولید نے دشمنوں کو مار بھگایا - انہیں سیف اللہ کا لقب عطا ہوا - رمضان 08ھ میں مکہ فتح ہوا - اس کی وجہ یہ ہوئی کہ صلح حدیبیہ کو خود قریش نے توڑ دیا تھا - حضورؐ دس ہزار صحابہ کے ساتھ مکہ پہنچے فتح مکہ کے بعد جنگ حنین اور طائف کے محاصرہ کے بعد آپؐ کامیاب واپس آئے - اب وفود کی مدینہ آمد شروع ہوئی اور لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں

Marfat.com

داخل ہوئے۔ (یدخلون فی دین اللہ افواجا) سفر تبوک ہجرت کے نویں سال کا واقعہ ہے۔تیس ہزار کے لشکر کے ساتھ حضورؐ قیصر روم کی یلغار کا مقابلہ کرنے کے لیے تبوک پہنچے۔بیس دن وہاں قیام فرمایا۔قیصر روم نے پیش قدمی کا ارادہ ترک کر دیا۔

حج ہجرت کے نویں سال فرض ہوا۔ہجرت کے دسویں سال ایک لاکھ پچیس ہزار صحابہ کرام کے ہمراہ حضورؐ حج بیت اللہ کے لیے تشریف لائے اور عرفات اور منیٰ میں خطبے دیے۔

خطبہ حجتہ الوداع

آپ نے ارشاد فرمایا :

1- لوگو ! آگاہ ہو جاؤ کہ تمہارا رب ایک ہے، تمہارا باپ ایک ہے۔(یعنی آدمؑ) ہاں عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر، کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ اور پرہیزگاری کی بناء پر''۔

2- دیکھو ! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمانوں کے درمیان برادری کا رشتہ ہے۔

3- لوگو ! تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں قیامت تک کے لیے اسی عزت و حرمت کی مستحق ہیں جس طرح تم آج کے دن کی (حج کے دن کی) اس مہینے کی (حج کے مہینے کی) اور اس شہر (مکہ مکرمہ) کی عزت و حرمت کرتے ہو۔

4- i- میں زمانہء جاہلیت کے تمام خون (یعنی بدلہ لینے کی ریت) آج مٹا رہا ہوں اور سب سے پہلے اپنے خاندان سے ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون باطل کرتا ہوں۔

ii- میں جاہلیت کے تمام سود ختم کرتا ہوں اور سب سے پہلے اپنے خاندان میں سے عباس بن عبدالمطلب کے سود کو مٹاتا ہوں۔

Marfat.com

iii- اپنے غلاموں (یعنی خادموں کا) خیال رکھو، جو خود کھاؤ ان کو کھلاؤ، جو خود پہنو ان کو پہناؤ۔

iv- عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرو، تمہارے حقوق عورتوں پر ہیں، عورتوں کے حقوق تم پر ہیں۔

منیٰ کا خطبہ

1- تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں قیامت تک کے لیے اسی عزت و حرمت کے مستحق ہیں جس طرح آج کا دن، یہ مہینہ اور شہر حرمت والے ہیں۔

2- دیکھو میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگ جاؤ۔ تمہیں عنقریب خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔

3- دیکھو، مجرم اپنے جرم کا ذمہ دار ہے۔ باپ کا گناہ بیٹے پر نہ ڈالا جائے اور بیٹے کا گناہ باپ پر نہ ڈالا جائے۔

4- اگر کوئی نک کٹا حبشی بھی تمہارا امیر ہو اور تمہیں خدا کی کتاب کے مطابق لے چلے تو اس کی بات سنو اور فرماں برداری کرو۔

5- لوگو ! نہ میرے بعد کوئی نبی آئے گا نہ ہی نئی امت پیدا ہوگی۔ خوب سن لو اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ پانچ وقت نماز پڑھو، رمضان کے روزے رکھو۔ مال کی زکوٰۃ خوشی خوشی دو۔ خانہ کعبہ کا حج کرو۔ اپنے حاکموں کے فرمانبردار رہو۔ اس کی جزا یہ ہے کہ اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔

دین کی تکمیل۔ (اکملت لکم دین کم) مدینہ واپسی۔ حجۃ الوداع کے بعد صرف اسی یا اکاسی دن آپ اس دنیا میں رہے۔ 12 ربیع الاول 11ھ بمطابق 7 جون 632ء بروز پیر روح پاک بدن مبارک سے الگ ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

Marfat.com

خلافتِ راشدہ

خلافت راشدہ حضرت ابو بکر صدیق ربیع الاول 11ھ تا 22 جمادی الآخر 13ھ 632ء تا 634ء دو برس تین ماہ حضرت عمر فاروقؓ 23 جمادی الآخر 13ھ تا یکم محرم 24ھ دس برس چھ ماہ حضرت عثمان غنیؓ محرم 24ھ تا 18 ذی الحج 35ھ گیارہ برس گیارہ مہینے حضرت علی المرتضیٰؓ ذی الحج 35ھ تا رمضان 40ھ چار برس نو ماہ حضرت حسنؓ رمضان 40ھ تا ربیع الاول 41ھ چھ ماہ۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ

خلافت کا پہلا خطبہ

''لوگو ! مجھے تم پر حاکم بنایا گیا ہے، حالانکہ میں تم سب سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر اچھے کام کروں تو میری مدد کرو، برائی کی طرف جاؤں تو مجھے سیدھا کر دو۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔ تم میں سے کمزور میرے نزدیک قوی ہے، یہاں تک کہ میں اس کا حق واپس دلا دوں، ان شاء اللہ، اور تم میں سے قوی آدمی میرے نزدیک کمزور ہے، یہاں تک کہ دوسروں کے حق اس سے واپس دلا دوں، ان شاء اللہ۔ جو قوم خدا کی راہ میں جہاد چھوڑ دیتی ہے۔ اسے خدا ذلیل وخوار کر دیتا ہے۔ جس قوم میں بدکاری عام ہو جاتی ہے، اس کی مصیبت بھی خدا عام کر دیتا ہے۔ میں خدا اور رسولؐ کی فرماں برداری کروں تو میری فرماں برداری کرو۔ خدا اور رسولؐ کی نافرمانی کروں تو تم پر میری فرمانبرداری فرض نہیں۔ نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ، خدا تم پر رحم کرے۔''

دو فتنے، نبوت کے جھوٹے دعویدار اور منکرین زکوٰۃ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کا فوری سد باب کیا گیا۔ اسامہ کا لشکر سرحد شام کو روانہ کیا گیا۔ جمع قرآن کا اہم کام زید بن ثابت کو سونپا گیا۔ روم وایران سے کشمکش کے نتیجہ میں حضرت خالدؓ نے عراق کی طرف پیش قدمی کر کے حیرہ کا علاقہ ایران سے چھین لیا۔ حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح سپہ سالار اعلیٰ سرحدِ شام پر تھے۔

Marfat.com

قیصر روم کی پیش قدمی کے اندیشہ کے پیش نظر حضرت خالد کو عراق سے شام کی طرف روانگی کا حکم ہوا۔ اسلامی فوج کا دستور العمل ۔ ملک شام پر فوجیں بھیجیں تو ان کو جو نصیحتیں فرمائیں وہ اسلامی فوج کے لیے ہمیشہ کے واسطے دستور العمل بن گئیں۔ فرمایا: تم کو دس وصیتیں کرتا ہوں:

1- کسی عورت، بچے یا بوڑھے کو قتل نہ کرنا۔
2- ثمردار درخت کبھی نہ کاٹنا۔
3- کسی آباد جگہ کو ویران نہ کرنا۔
4- کھانے کی ضرورت کے سوا بکری، گائے اور اونٹ کو کبھی ذبح نہ کرنا۔
5- نخلستان کو نہ جلانا۔
6- مال غنیمت میں خیانت نہ کرنا۔
7- بزدل نہ بننا۔
8- جب کسی قوم سے گزرو تو نرمی سے اسے اسلام کی طرف بلانا۔
9- یہودیوں اور عیسائیوں میں سے جو لوگ دنیاوی تعلقات سے الگ ہو کر عبادت میں لگے ہوئے ہیں، انہیں کچھ نہ کہنا۔
10- جب کھانا تمہارے سامنے آئے تو اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرنا۔

آپ کے عہد میں کئی فتوحات ہوئیں۔ اجنادین کا مشہور معرکہ ان میں شامل ہے۔ 22 جمادی الآخر 13ھ بمطابق 23 اگست 634ء بروز پیر وفات ہوئی۔

حضرت عمر فاروقؓ

23 جمادی الآخر 13ھ تا یکم محرم 24ھ ۔ امیر المومنین کا لقب اختیار کیا ۔ اپنے وظیفے میں اضافے کی تجویز نامنظور فرمائی ۔ شام کی جنگوں میں حاکم فلسطین کی یزید بن ابو سفیان کے ہاتھوں شکست ہوئی ۔ پھر بصرہ اور دمشق کی فتح عمل میں آئی ۔ اہل دمشق نے بغیر لڑے شہر حوالے کر دیا ۔ جنگ یرموک دریائے یرموک کے کنارے رومیوں اور مسلمانوں میں خوفناک

Marfat.com

جنگ ہوئی - رومی ایک لاکھ بیس ہزار کی تعداد میں تھے - جنگِ یرموک دنیا کی فیصلہ کن جنگوں میں سے ایک ہے - یہ حضرت خالد بن ولید کی فیصلہ کن فتح تھی - رومی ہمیشہ کے لیے شام کا علاقہ چھوڑ گئے "الوداع اے شام ! تو کتنی اچھی سرزمین ہے جو دشمن کے قبضے میں چلی گئی" (قیصر روم کا نوحہ) -

بیت المقدس

عمرو بن العاص نے فلسطین کے مختلف مقامات پر چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کے بعد بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا - رومیوں نے بیت المقدس کی حوالگی پر آمادگی ظاہر کی - حضرت عمر حضرت علیؓ کو اپنا جانشین بنا کر بیت المقدس روانہ ہوئے - وہاں لوگوں کو فرمان نامہ لکھ کر دیا - حضرت عمرؓ بیت المقدس میں ایک بڑے گرجے میں موجود تھے - نماز کا وقت ہو گیا - عیسائیوں نے کہا - یہیں نماز پڑھ لیں - فرمایا "اسے دلیل بنا کر مسلمان بعد میں گرجے کو زبردستی مسجد میں نہ بدل دیں" - گرجے سے باہر نکل کر نماز ادا کی - اس مقام پر ایک مسجد تعمیر ہوئی، جواب تک موجود ہے -

فتح مصر

حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت عمرؓ کی اجازت سے مصر پر بھی قبضہ کر لیا - شام اور مصر کے زرخیز علاقے چھن جانے سے رومی سلطنت کی عظمت کا سورج گہنا گیا -

جنگ قادسیہ

اب ایرانیوں نے مسلمانوں کو مغربی محاذ پر مصروف پا کر پیش قدمی کی - دو بڑے معرکے ہوئے - ایک جنگِ قادسیہ - ایرانی سپہ سالار کا نام رستم تھا - حضرت سعد بن ابی وقاص نے ایرانیوں کو شکست دی - رستم مارا گیا - مسلمان ایرانیوں کے دارالحکومت مدائن جا پہنچے -

Marfat.com

جنگِ قادسیہ کے تقریباً چار برس بعد جنگ نہاوند پیش آئی - حضرت نعمان اسلامی لشکر کے سپہ سالار تھے - ایرانی سپہ سالار مرجان شاہ تھا - حضرت نعمان شدید زخمی ہوئے مگر فتح تک جنگ جاری رکھی اور لشکر کے ساتھ رہے - فتح کی خوشخبری سن کر جان جان آفرین کے سپرد کردی - مسلمان ایرانیوں کے تعاقب میں ہمدان تک جا پہنچے - آخری ساسانی بادشاہ یزدگرد فرار ہوگیا - پورے ایران پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا - دوسری طرف مسلمانوں کی سلطنت کی حدود سندھ تک آن پہنچی -

ایک امریکی مورخ کی رائے

''ساتویں صدی عیسوی کی پہلی دہائی میں اگر کوئی شخص یہ پیش گوئی کرنے کی جرات کرتا کہ عرب کی غیر متمدن اور غیر معروف سرزمین سے اچانک ایک نادیدہ طاقت ظہور پذیر ہوگی جو اس عہد کی دو عالمگیر طاقتوں سے ٹکرا جائے گی، ساسانی طاقت کی پوری میراث سنبھال لے گی اور رومیوں سے زرخیز ترین صوبے چھین لے گی تو ایسے شخص کو پاگل قرار دیا جاتا لیکن حقیقت میں یہی کچھ پیش آیا'' -

حضرت عمرؓ کی شہادت

ذی الحجہ 23 ہجری کی آخری تاریخوں میں پارسی غلام ''فیروز'' نے خنجر سے وار کردیا جب آپ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے - یکم محرم 24 ہجری کو وفات پائی - حضرت عمرؓ جیسا سخت گیر، مدبر، انصاف پسند اور درویش صفت اور عظیم حکمران دنیا میں نہیں ہوا - سکندرِ اعظم، جولیس سیزر، شارلیمان، نپولین وغیرہ کی فتوحات ان کی زندگی میں ہی ان کے ہاتھوں سے نکل گئیں یا بعد میں جلد ہی قصہء پارینہ بن گئیں مگر حضرت عمرؓ کے عہد میں اسلامی سلطنت کی حدود نے جو بے پناہ وسعت اختیار کی وہ مسلسل بڑھتی رہی - حضرت عمرؓ کا یہ فقرہ تاریخ میں سنہری حروف میں لکھا

Marfat.com

ہوا ہے۔

”اگر میرے زیرِ انتظام اسلامی سلطنت میں دریائے فرات کے کنارے کوئی کتا بھی بھوکا مر جائے تو میں قیامت کے دن اس غفلت اور کوتاہی کے لیے جواب دہ ہوں گا۔“

حضرت عثمانؓ

حضورﷺ کی دوسری صاحبزادی حضرت رقیہ کے خاوند تھے۔ ہجرت کے بعد بیر رومہ کا کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔ جنگِ تبوک کے لیے دس ہزار مسلمان فوجیوں کا خرچہ اپنے پاس سے دیا۔ جنگ بدر کے زمانے میں حضرت رقیہ کا انتقال ہو گیا تو حضورﷺ نے اپنی تیسری صاحبزادی امِ کلثوم بھی حضرت عثمانؓ سے بیاہ دی۔ اس پر آپ نے ذوالنورین کا لقب پایا۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ کی شہادت کی خبر پر بیعتِ رضوان لی گئی۔

اہم واقعات

ایران کی فتح مکمل ہوئی۔ خراسان، طبرستان اور طخارستان کے علاقے فتح ہوئے۔ مغرب کی طرف طرابلس اور الغرب فتح ہوئے۔ تیونس، الجزائر اور مراکش پر پیش قدمی کا آغاز ہوا۔ بعض بغاوتوں کی سرکوبی کر دی گئی۔ شام کے گورنر امیر معاویہ اور مصر کے گورنر عبدالرحمٰن نے بحری بیڑے تیار کیے۔ قبرص (Cyprus) کا جزیرہ فتح ہوا۔ 653ء میں رومیوں کے پانچ سو بحری جنگی جہازوں نے حملہ کیا۔ مگر امیر معاویہ اور عبدالرحمٰن نے اسے تباہ کر دیا۔ امیر معاویہ نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا۔ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت کے پہلے چھ سال اطمینان، امن اور سکون میں گزرے۔ پھر فتنوں کا آغاز ہو گیا۔ عبداللہ ابن سبا کی سازش کے تحت بصرہ کوفہ اور مصر کے فتنہ پرداز، حج کے ارادے کا اعلان کرتے ہوئے مختلف گروہوں کی شکل میں آ کر مدینہ جمع ہو گئے اور حضرت عثمانؓ کے گھر کا گھیراؤ کر لیا۔ ان پر پانی بند کر دیا گیا۔ محاصرہ بیالیس دن رہا۔ شہادت بمطابق 18 ذی الحجہ 35 ہجری (17 نومبر 656ء) بروز جمعہ ہوئی۔ خون آلود کرتہ

Marfat.com

شام میں امیر معاویہ کے پاس پہنچایا گیا۔

حضرت عثمانؓ کی پیش گوئی ''اگر مجھے قتل کرو گے تو پھر نہ ایک ساتھ نماز پڑھو گے، نہ ایک ساتھ جہاد کر سکو گے''۔ حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی۔ مدینۃ النبی پر باغیوں کا قبضہ ہو گیا اور تین دن تک جنازہ نہ پڑھایا جا سکا۔

حضرت علیؓ

اعلان نبوت سے دس سال پہلے پیدا ہوئے۔ نوعمروں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ سیدۃ النساء حضرت فاطمہ زہراؓ سے ہجرت کے دوسرے سال شادی ہوئی۔ جنگ بدر میں کفار کی مبارزت پر جو مسلمان مجاہد سب سے پہلے آگے بڑھے ان میں حضرت علیؓ پیش پیش تھے۔ جنگ احد اور جنگ خندق میں داد شجاعت دی۔ ابن عبدود جو ہزاروں سواروں پر بھاری سمجھا جاتا تھا، حضرت علیؓ کی تلوار سے قتل ہوا۔ خیبر کا قلعہ حضرت علیؓ نے فتح کیا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت پر تین دن منصب خلافت خالی رہا۔ لوگوں کے اصرار پر منصب خلافت قبول کرنے پر رضامند ہوئے۔ 21 ذی الحج 35ھ (20 نومبر 656ء) پیر کے دن مسجد نبوی میں آپؓ کی بیعت ہوئی۔ اپنے عہد حکومت کا ایک ایک لمحہ اصلاح احوال کے لیے انتہائی سعی و کوشش میں بسر کیا۔ حالات بہت بگڑ چکے تھے۔

حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کا معاملہ

بڑی مشکل چشم دید گواہ کا نہ ملنا تھی۔ حضرت عثمانؓ کی اہلیہ صرف محمد بن ابی بکر کو پہچانتی تھیں اور وہ قاتل نہ تھے۔ قاتل دو اور آدمی تھے جن کا کھوج اور پہچان مشکل ہو گئی۔ حضرت علیؓ نے تختِ خلافت سنبھالتے ہی فوراً حضرت عثمانؓ کے عہد کے تمام حاکموں اور گورنروں کو الگ کر دیا مگر شام کے گورنر حضرت امیر معاویہ نے نامزد گورنر کو راستے سے ہی لوٹا دیا۔ حضرت علی امیر معاویہ کے خلاف کارروائی کا سوچ ہی رہے تھے، ادھر حضرت عائشہ

Marfat.com

صدیقہ مکہ حج کو گئی ہوئی تھیں۔ حضرت طلحہ اور حضرت زبیرؓ بھی وہیں موجود تھے۔ مدینے سے بد امنی اور قاتلین عثمان کی گرفتاری میں تاخیر اور غلط افواہوں سے پریشان ہو کر عراق روانہ ہوگئیں۔ لوگ ان کے ارد گرد جمع ہوگئے اور خون عثمانؓ کے قصاص کا مطالبہ کرنے لگے۔ حضرت علیؓ شام کا قضیہ چھوڑ کر عراق کو روانہ ہوئے۔

جنگ جمل

یہ جنگ حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ کے لشکروں کے درمیان ہوئی۔ مسلمانوں کے مابین یہ پہلی جنگ تھی۔ جنگ جمل کے بعد حضرت علیؓ نے کوفہ کو دارالحکومت بنالیا۔ جنگ صفین ثالثی کا قضیہ اور خارجیوں کا فتنہ بعد کے اہم واقعات ہیں خارجیوں کا مرکز نہروان تھا۔

جنگ نہروان۔

حضرت علیؓ کے ہاتھوں خارجیوں کی سرکوبی۔

شہادت

خارجی عبدالرحمٰن بن ملجم نے کوفہ کی مسجد میں حضرت علیؓ پر حملہ کر دیا۔ زہر میں بجھی ہوئی تلوار سے سر میں زخم لگایا۔ 20 رمضان 40ھ بمطابق 27 جون 661ء کو خالق حقیقی سے جا ملے۔ حضرت علیؓ کا قول ''بیت المال میں سے خلیفہ کو صرف دو پیمانے غلہ لینے کا حق ہے، ایک اپنے اور کنبے کے لیے، دوسرا مہمانوں کے لیے''۔ آپؓ کی ذات بابرکات اخلاق نبویؐ کی تصویر تھی۔

حضرت حسنؓ

ہجرت کے تیسرے برس رمضان کے مہینے میں پیدا ہوئے۔ آٹھ برس کے تھے کہ حضورؐ دنیا سے پردہ فرما گئے۔ حضرت عثمانؓ کی حفاظت کرتے ہوئے زخمی بھی ہوئے۔ جنگ

Marfat.com

جمل اور جنگ صفین میں بھی شرکت فرمائی - حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد لوگوں نے آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی-

دست برداری

حضرت حسنؓ نے خطبے میں فرمایا

''یہ امر (خلافت) ہمارے اور امیر معاویہ کے درمیان جھگڑے کا باعث بنا ہوا ہے- دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں - یا ہم اس کے حقدار ہیں یا یہ معاویہ کا حق ہے - میں دونوں ہی صورتوں میں اسے چھوڑتا ہوں-''

اس اعلان پر منافقوں اور یہود و نصاریٰ کے ایجنٹوں اور ان لوگوں نے جو امت میں نفاق اور تفرقہ ڈالنا چاہتے تھے حضرت حسن پر کفر کا فتویٰ لگا دیا - ایک اسی طرح کے مرحلے پر مسلمانوں کے دشمنوں نے حضرت علیؓ پر بھی کفر کا فتویٰ لگایا تھا-

امیر معاویہ نے ایک سادہ کاغذ پر دستخط کر کے حضرت حسنؓ سے کہا کہ ''آپ کو اختیار ہے جو شرطیں چاہیں لکھ لیں-'' خلافت سے دستبرداری کے بعد نو سال زندہ رہے- متعدد شادیاں کیں - بے حد حسین و جمیل تھے - حلم اور بُردباری کا پہاڑ تھے - حاجتمند کی امداد کو اعتکاف پر ترجیح دیتے تھے-

بنو امیہ کا دور

امیر معاویہؓ

41ھ (661ء) میں حضرت امام حسنؓ کی دست برداری کے ساتھ ہی خلافتِ راشدہ کا دور ختم ہو گیا اور ملوکیت کا آغاز ہو گیا جو دراصل بادشاہی تھی - 661ء میں صحیح معنوں

Marfat.com

میں بنو امیہ کا دور حکومت شروع ہوا - اموی اور ہاشمی خاندان نسبت کے لحاظ سے بہت قریبی تھے - رسول پاک ﷺ نے اپنی بڑی صاحبزادی حضرت زینبؓ کی شادی ابو العاص بن ربیع اموی سے کی تھی - رسول پاک ﷺ کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کی زوجیت میں آئیں وہ بھی اموی تھے - خود امیر معاویہ کی بہن اور ابوسفیان کی صاحبزادی حضرت ام حبیبہ کا عقد حضور ﷺ سے ہوا - اموی کا لقب خاندان کے جد اعلیٰ امیہ سے ماخوذ ہے جو حضور ﷺ کے دادا عبدالمطلب کے سگے چچا عبدالشمس کے بیٹے تھے - امیہ اور عبدالمطلب کے دادا عبدمناف تھے - حضور ﷺ کا خاندان عبدالمطلب کے والد ہاشم کی نسبت سے ہاشمی کہلاتا ہے اور امیر معاویہ کا خاندان ہاشم کے سگے بھائی عبدالشمس کے بیٹے امیہ کے نام سے منسوب ہے - (شجرہ نسب پر ایک نظر ڈالیے) امیر معاویہ ابوسفیان کے بیٹے تھے جو جنگ احد میں کفار کے سپہ سالار تھے - ابوسفیان فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے - ان کے بڑے بیٹے یزید کو خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سپہ سالار بنا کر شام کی مہم پر بھیجا پھر وہ دمشق کے گورنر رہے - حضرت عمرؓ نے معاویہ کو شام کا گورنر مقرر کیا - امیر معاویہ بڑے مدبر اعلیٰ درجے کے منتظم اور مردم شناس، سیاسی بصیرت سے مالا مال، فراخ دل، سخی اور حیرت انگیز قوتِ برداشت کے مالک تھے - امیر معاویہ نے سب سے پہلے خارجیوں کی بیخ کنی کی طرف توجہ دی -

فتوحات

امیر معاویہ کے زمانے کے آغاز میں ہی مہلب بن ابی صفرہ نے طورخم عبور کر کے درہ خیبر کے راستے ہندوستان پر یلغار کی - دوسرا حملہ بلوچستان کے ایک شہر قیقان (یا قزقنان) پر ہوا (قلات) - قندھار فتح ہوا - ترکستان میں پیش قدمی ہوئی - امیر معاویہ نے قسطنطنیہ پر بھی چڑھائی کی - اسی لشکر میں حضرت ابو ایوبؓ انصاری بھی تھے - جن کا مزار قسطنطنیہ (استنبول) کے مضافات میں ہے - روڈز اور بعض دوسرے جزیرے بھی فتح ہوئے - کریٹ پر حملہ کیا گیا - یزید کو ولی عہد نامزد کرنے کا افسوسناک اور غلط فیصلہ ہوا - اس فیصلے سے سر عام اختلاف کرتے

۱۹۵۳۷۲

Marfat.com

ہوئے حضرت عبداللہ ابن زبیر نے فرمایا تھا - جانشینی کے بارے میں تین نظیریں ہمارے سامنے ہیں - حضور ﷺ، حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ - چوتھی کوئی نظیر نہیں - اپنے بیٹے کو اپنا جانشین بنانا قیصر و کسریٰ کا طریقہ ہے - پانچ اصحاب نے علی الاعلان یزید کو ولی عہد ماننے سے انکار کر دیا - حضرت امام حسینؑ، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ ابن زبیر اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر - امیر معاویہ نے 22 رجب 60ء (28 اپریل 680ء) کو 77 برس کی عمر میں وفات پائی - امیر معاویہ کے عہد میں سلطنت دس صوبوں میں تقسیم تھی - 1: شام - 2: عراق کوفہ - 3: بصرہ (بحرین، خراسان، سیستان) - 4: آرمینیا - 5: مکہ مکرمہ - 6: مدینہ منورہ 7: سرحدات ہند یعنی مکران - 8: مصر - 9: افریقہ - 10: یمن -

یزید (28 اپریل 680ء تا نومبر 683ء)

تین برس نو مہینے حکومت کی - اس کا عہد تاریخ اسلام کے دردناک ترین واقعے حادثہ کربلا کی وجہ سے بدنام ہے - یزید نے مدینہ منورہ میں قتلِ عام بھی کروایا -

یزید 35 سال کی عمر میں فوت ہوا - اس کے بعد اس کا بیٹا معاویہ ثانی تخت نشین ہوا مگر تین ماہ بعد حکومت سے دستبردار ہو گیا - وہ واقعہ کربلا اور مدینہ میں قتل و غارت سے سخت دلبرداشتہ تھا - حکومت سے دستبرداری کے وقت اس نے تقریر میں کہا کہ ''مجھ میں حکومت کا بوجھ اٹھانے کی طاقت نہیں - تم لوگ جسے چاہو اپنا حاکم بنالو - '' امیر معاویہ کے خاندان کی حکومت ختم ہو گئی - مروان بن حکم اموی تخت سلطنت پر جا بیٹھا - عبداللہ بن زبیر کو شکست دے کر اور شام اور مصر پر اپنا قبضہ جما کر خلیفہ کہلایا - نو ماہ کی حکومت کے بعد اچانک وفات پائی - یزید کی بیوہ ام خالد نے جس کے ساتھ مروان نے نکاح کر لیا تھا، مروان کو زہر دے کر اور گلا گھونٹ کر مار دیا -

عبدالملک بن مروان (685ء تا 705ء)

39 سال کی عمر میں باپ کی وفات پر تخت نشین ہوا - بڑا عالم و فاضل شخص تھا - تخت

Marfat.com

نشینی کے وقت اس کی حکومت شام و مصر تک محدود تھی - حجاز و عراق میں عبداللہ بن زبیر تھے - سادات کے حامی بنوامیہ کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوئے - خارجی پھر زور پکڑ گئے - چوتھی طرف رومی لشکر کشی پر آمادہ ہو رہے تھے - توابین بھی نمودار ہو گئے - مختار ثقفی حضرت امام حسینؑ کے فرزند حضرت امام زین العابدین کا نمائندہ بن کر اٹھا اور اہل عراق اور توابین کو اپنے ساتھ ملایا اور امام حسینؑ کے قتل کا بدلہ لینے کا اعلان کیا - شمر، ابن زیاد اور عمرو بن سعد اس کے ہاتھوں قتل ہوئے - آخر عبداللہ بن زبیر کے بھائی مصعب ابن زبیر حاکم بصرہ نے اسے شکست دے کر قتل کر دیا - اسی اثناء میں رومیوں نے شام پر حملہ کر دیا مگر عبدالملک نے بیرونی خطروں سے نمٹنے سے پہلے اندرونی خانہ جنگی کو فرو کرنا ضروری سمجھا - رومیوں کو تاوان دے کر رخصت کیا اور عبداللہ ابن زبیر حاکم حجاز کے خلاف لشکر کشی کی - حجاج بن یوسف ثقفی کو عبدالملک نے عبداللہ ابن زبیر سے لڑنے کے لیے مکہ مکرمہ بھیجا - عبداللہ ابن زبیر بڑی مردانگی سے لڑے مگر ان کے اکثر ساتھیوں کو حجاج نے لالچ دے کر ان سے علیحدہ کر دیا - عبداللہ ابن زبیر اپنی والدہ حضرت اسماء کے پاس آئے - عرض کیا کہ ساتھی ساتھ چھوڑ چکے ہیں - حضرت اسماء نے فرمایا ''بیٹا اگر تم حق کے لیے لڑے تھے تو اس طرح لڑو جس طرح تمہارے ساتھی لڑے اور جانیں دیں - اگر تم دنیا کے لیے لڑے تھے تو افسوس کہ تم نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا اور دوسروں کی جانیں بھی ضائع کیں - یہ شریفوں اور دینداروں کا شیوہ نہیں ہوتا کہ ساتھیوں کو کم پائیں تو حق کی یاوری چھوڑ دیں - تم کو دنیا میں کب تک رہنا ہے - جاؤ لڑو - حق کے لیے جان دے دینا زندگی سے ہزار درجے بہتر ہے -'' عبداللہ ابن زبیر شہید ہوئے تو حجاج نے ان کی لاش سولی پر لٹکا دی - تین دن تک لاش سولی پر لٹکتی رہی - حضرت اسماء نے دیکھا تو فرمایا ''یہ شہسوار ابھی تک سواری سے نہیں اترا'' - اس جنگ میں خانہ کعبہ بھی سنگ باری کا نشانہ بنا - عبداللہ ابن زبیر 64ھ سے 73ھ تک نو برس حکمران رہے - 73ھ میں عبدالملک پوری دنیائے اسلام کا بادشاہ بن گیا - حجاج بن یوسف کو حاکم عراق مقرر کیا گیا - 5 شوال 85ھ (یکم اگست 705ء) عبدالملک نے وفات پائی - عبدالملک کے عہد تک ایران میں دفتری کام فارسی میں اور شام و

Marfat.com

مصر میں یونانی میں ہوتا تھا- عبدالملک نے حکم دیا کہ سب دفتری کام عربی میں ہو- حجاج بن یوسف نے قرآن پاک پر اعراب اور نقطے لگوائے- یہ بہت بڑی دینی خدمت تھی جو اللہ تعالیٰ نے حجاج جیسے ظالم اور جابر شخص سے لی-

ولید بن عبدالملک اور سلیمان بن عبدالملک (705ء سے 717ء)

ولید، دس سال تک، دن رات تعمیری کاموں میں مصروف رہا- وسعت سلطنت کے لحاظ سے خاندان امیہ میں بے مثال ہے- قتیبہ بن مسلم نے ترکستان کی طرف پیش قدمی کی- بلخ کو مطیع کیا- دریائے جیحوں عبور کر کے بخارا اور سمرقند کے علاقے فتح کیے (پرانا نام سغدیانہ)- خوارزم (خیوا) اور فرغانہ بھی فتح کیے- مشرق میں اسلامی سلطنت کی حدود چین کی سرحدوں تک بڑھا دیں- قسطنطنیہ پر بھی حملہ کیا گیا- طرسوس اور انطاکیہ فتح ہوئے- بحیرہ روم کے اہم جزیرے میورقہ اور سارڈینیا بھی فتح کر لیے گئے- ولید کے عہد میں ملک پر ملک، علاقوں پر علاقے اور جزیروں پر جزیرے مسلمانوں کے قبضے میں آ گئے- ولید نے بھیک مانگنے کی ممانعت کر دی- عام ضرورت مندوں کے لیے روزینے مقرر کیے- یتیموں کی کفالت کا انتظام کیا- ایسے آدمی مقرر کیے جن کا کام صرف یہ تھا کہ جہاں کہیں کسی اندھے یا اپاہج کو دیکھیں ان کی مدد کریں اور جہاں انہوں نے جانا ہو وہاں پہنچا دیں- مسجد النبی کو نئے سرے سے تعمیر کروایا- دمشق میں نہایت عالی شان جامع مسجد بنوائی-

فتح سندھ:

سندھ میں راجہ چچ بدھ مت کو مٹا کر برہمن راج قائم کر چکا تھا- اس کے عہد میں مکران کے مسلمانوں سے چپقلش شروع ہوئی- چچ کے بیٹے داہر کے عہد میں دیبل (کراچی) کا واقعہ پیش آیا- حجاج بن یوسف حاکم صوبجات مشرقیہ نے قیدیوں کی رہائی اور مال کی واپسی کا مطالبہ کیا- انکار پر محمد بن قاسم کی یلغار ہوئی- جس میں دیبل اور نیرون (موجودہ حیدرآباد)

Marfat.com

کی فتح عمل میں آئی - راور کی لڑائی میں داہر مارا گیا - محمد بن قاسم نے ملتان تک کا علاقہ قبضہ میں لے لیا -

افریقہ میں پیش قدمی - تیونس، الجزائر اور مراکش تک مسلمان امیر معاویہ کے عہد میں پہنچ چکے تھے - تیونس میں قیروان کا شہر آباد کیا، جو افریقہ میں مسلمانوں کی حکومت کا مرکز تھا - امیر معاویہ کے عہد میں عقبہ بن نافع نے مغربی افریقہ کی آخری سرحد تک پہنچ کر بحر ظلمات (اٹلانٹک) میں گھوڑا ڈال دیا - اور کہا "اگر سمندر بیچ میں نہ آجاتا تو اے اللہ میں دنیا کے آخری سرے تک تمہارے نام کے جھنڈے گاڑ دیتا -"

ولید نے موسیٰ بن نصیر کو افریقہ کا گورنر بنایا، جس نے سارے مغربی اور شمالی افریقہ پر تسلط قائم کیا اور طنجہ پر اسلامی جھنڈا لہرایا - یہاں کے بربر مسلمان ہوئے - طارق بن زیاد بربر تھا جو حاکم طنجہ بنا - اس نے 711ء میں اندلس پر یلغار کی - اندلس کے بادشاہ راڈرک کو شکست ہوئی - اسلامی فوجیں موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد کی کمان میں سارا سپین فتح کرنے کے بعد فرانس میں جا داخل ہوئیں -

ولید بن عبدالملک 715ء (جمادی الآخر 96ء) میں صرف 46 سال کی عمر میں فوت ہوا - سلیمان بن عبدالملک تخت نشین ہوا - موسیٰ بن نصیر اور حجاج نے سلیمان کی جانشینی کی مخالفت کی تھی - حجاج مر چکا تھا - اس کا بدلہ اس کے بھتیجے محمد بن قاسم سے لیا گیا - محمد بن قاسم کو واپس نہ بلایا جاتا تو سارا ہندوستان اسی وقت فتح ہو جاتا اور ہندوؤں کی اکثریت مسلمان ہو جاتی - قتیبہ بن مسلم بھی حجاج کا آدمی تھا - اس کو بھی خلیفہ سلیمان نے معزول کر دیا - موسیٰ بن نصیر پر بڑا بھاری جرمانہ عائد کر دیا - قتیبہ کے بعد یزید بن مہلب کو خراسان کا حاکم بنایا جس نے جرجان اور طبرستان فتح کر لیے - قسطنطنیہ پر حملہ ناکام رہا - سلیمان صرف پونے تین سال حکمران رہا - اس کا سب سے اچھا کارنامہ یہ تھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کو اپنا جانشین نامزد کر دیا -

Marfat.com

حضرت عمر بن عبدالعزیز (717ء سے 720ء)

آپ نے صرف دو برس اور پانچ مہینوں میں خلافت راشدہ کی یاد تازہ کر دی - اتنی دیانتداری اور عمدگی سے انتظام کیا کہ حجاج بن یوسف جیسے ظالم اور سخت گیر حکمران کے زمانے میں عراق کے بیت المال کو دو کروڑ اسی لاکھ درہم کی آمدنی تھی - حضرت عمر بن عبدالعزیز کی نرمی اور رحمدلی کے عہد میں یہ آمدنی بارہ کروڑ چالیس لاکھ ہوگئی - حضرت عمر بن عبدالعزیز حجاج کے بارے میں فرمایا کرتے تھے -''حجاج کو دین کا سلیقہ تھا نہ دنیا کا'' جاگیروں کی ضبطی عمل میں آئی - بیوی کے جہیز کا قیمتی ہیرا بیت المال کے حوالے کر دیا - اپنے پاس لباس کا صرف ایک جوڑا رہنے دیا - اسے ہی دھو دھو کر پہنتے تھے - عوام اتنے خوشحال ہو گئے کہ صدقہ اور زکوٰۃ لینے والا کوئی نہ رہا - سب محتاجوں، معذوروں کے وظیفے اور روزینے مقرر کیے - خطبے میں حضرت علیؓ کی شان میں جو نازیبا الفاظ ادا کیے جاتے تھے، انہیں حذف کرنے کا حکم دیا اور اس کی جگہ قرآن کی یہ آیت پڑھنے کا حکم دیا -

(اللہ تعالیٰ عدل و احسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے - فحش، برائی اور ظلم سے روکتا ہے - شاید تم سمجھ جاؤ)

یہ آیت اب تک پڑھی جاتی ہے - خارجیوں کا پوری طرح قلع قمع کیا - جن رشتہ داروں سے جاگیریں چھین کر بیت المال کے حوالے کی تھیں، انہوں نے ایک نوکر سے زہر دلوا دیا -

یزید بن عبدالملک (یزید ثانی)

عمر بن عبدالعزیز کے بعد یزید بن عبدالملک تخت پر بیٹھا - عمر بن عبدالعزیز کے عہد کی سب اصلاحات ملیامیٹ ہوگئیں - یزید بن عبدالملک شعبان 105ھ میں فوت ہوا - یزید نے اپنے بھائی ہشام کو اپنا جانشیں نامزد کیا - اس کے عہد میں نصر ابن سیار نے کاشغر اور آس پاس کے دوسرے علاقے فتح کر کے اسلامی سلطنت کی حدیں چین سے ملا دیں - آرمینیا اور

Marfat.com

قفقاز میں وحشی قبیلوں کی مسلمانوں کے علاقوں پر یلغار کا سد باب کیا اور ان سے خوفناک لڑائیاں لڑیں۔ ہندوستان میں گجرات کاٹھیاواڑ کی طرف پیش قدمی ہوئی۔ مسلمان اندلس سے گزر کر فرانس میں داخل ہوئے۔ فرانس پر پے در پے پانچ حملے کیے گئے۔ طور (Tours) کے ذرا سا آگے بڑھ کر ایک خونریز لڑائی ہوئی۔ امیر عبدالرحمٰن بن عبداللہ اسلامی لشکر کا سپہ سالار تھا۔ اس جنگ میں امیر عبدالرحمٰن سخت زخمی ہو کر شہید ہوا۔ مسلمان پسپا ہوئے۔ یورپ میں مسلمانوں کی پیش قدمی رک گئی۔ ہشام کے زمانے میں مسلمانوں نے صقلیہ (سسلی) پر بھی حملہ کیا۔ ہشام نے 743ء (6 ربیع الثانی 125ء) میں وفات پائی، بنو امیہ میں آخری بڑا حکمران تھا۔ پھر اس کے بعد یزید ثالث (جسے یزید الناقص بھی کہتے ہیں)، پھر مروان بن محمدؒ تخت نشین ہوئے۔ اس اثناء میں عباسیوں کی دعوت خوب پھیل چکی تھی۔ حضرت علیؓ کے طرفداروں نے حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے بعد ان کے فرزند حضرت امام زین العابدینؒ کو اپنا سردار بنانا چاہا مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اس پر طرفداران اہل بیت نے حضرت علیؓ کے ایک اور فرزند محمد بن حنیفہ کو اپنا سردار بنا لیا۔ اس کے بعد ابو ہاشم عبداللہ ان کے جانشین ہوئے۔ انہیں زہر دے دیا گیا۔ اب عبداللہ بن عباسؓ کے پوتے محمد بن علی عباسی ہی قریبی رشتہ دار رہ گئے تھے۔ ابو ہاشم نے انہیں اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ اس طرح خلافت کی دعویداری اہل بیت نبوی اور خاندان حضرت علیؓ سے عباسی خاندان میں منتقل ہوگئی۔ عباسیوں نے اہل بیت نبوی کے کارندوں کے طور پر لوگوں کو امویوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کی دعوت بڑے موثر اور خفیہ انداز میں دینی شروع کر دی۔ سب سے موثر اور کامیاب داعی ابو مسلم خراسانی تھا۔ اس نے خراسان میں ہر جگہ بغاوت پھیلا دی۔ ایک مقررہ تاریخ کو خراسان کے سب شہروں اور قصبوں سے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ خراسان بنو امیہ کے ہاتھ سے نکل گیا۔ پھر عراق عجم پر بھی ان کا قبضہ ہو گیا۔ جنگ زاب (ربیع الثانی 132ھ نومبر 749ء) میں آخری اموی حکمران مروان بن محمد شکست کھا کر بھاگا اور مارا گیا۔ عباسیوں نے امویوں پر بے پناہ مظالم توڑے۔ سب بچوں، عورتوں، بوڑھوں کو قتل کر دیا۔ ایک موقع پر 80 اموی معززین کو دعوت پر بلایا۔

Marfat.com

ان کو قتل کر دیا اور ان کی لاشوں پر دستر خوان بچھا کر کھانا کھایا اور جشن منایا - اموی خلفاء کی لاشیں قبروں سے نکال کر جلائیں -شہزادوں میں سے صرف ایک بچا، ہشام کا پوتا عبدالرحمٰن بن معاویہ، جس نے اندلس پہنچ کر حکومت کی اور قرطبہ کی شان وشوکت اس قدر بڑھائی کہ بغداد کی عظمت اس کے مقابلے میں ماند پڑ گئی-

بانی اسلام حضرت محمد ﷺ کے بعد سو برسوں میں آپ کے امتی اس سلطنت کے مالک بن گئے - جو رومی سلطنت کے عہد شباب سے بھی زیادہ وسیع تھی - اندلس سے لے کر دریائے سندھ تک -چین اور بحیرہ خوارزم (بحیرہ ارال) سے دریائے نیل تک-

عباسیوں کا دور

آغاز نومبر 749ء - عباسی خلافت تقریباً پانچ سو برس تک قائم رہی - دارالخلافہ بغداد تھا - تاتاریوں کے ہاتھوں سقوط بغداد کے بعد بچے کھچے عباسی قاہرہ (مصر) جا پہنچے -اور یہاں ایک بے اختیار خلافت قائم ہوئی - جو 254 برس قائم رہی - عباسیوں کے عہد حکومت کو چار ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے - پہلا دور : بغداد، ایرانیوں کا عروج - دوسرا دور: ترکوں کا عمل دخل - تیسرا دور: عباسیوں کا زوال، سقوط بغداد تک - چوتھا دور : برائے نام خلافت کی مصر منتقلی - قاہرہ کے آخری عباسی خلیفہ متوکل ثالث نے ترک حکمران سلطان سلیم عثمانی کے حق میں خلافت چھوڑ دی -

عباسیوں کا پہلا خلیفہ ابوالعباس عبداللہ بن محمد (سفاح) تھا - سفاح کے معنی ہیں خونریز - پہلا خلیفہ جس نے وزارت کا منصب قائم کیا، امویوں پر ظلم وستم سے قطع نظر بڑا مدبر اور فیاض حکمران تھا - چار برس آٹھ مہینے حکومت کی - اس کے بعد ابوجعفر منصور کے عہد میں ابو مسلم خراسانی کو قتل کر دیا گیا - حضرت امام حسن کی ساری اولاد اور ان کے پورے خاندان کو گرفتار کر لیا گیا اور پورے خاندانِ سادات کو پابجولاں مدینے سے عراق لایا گیا - المنصور نے اہل بیت پر بڑے مظالم ڈھائے - افریقہ کا علاقہ عباسیوں کے ہاتھوں سے عملاً نکل گیا -

Marfat.com

المنصور نے دریائے دجلہ کے کنارے بغداد شہر کی بنیاد رکھی، جو پانچ صدیوں تک عباسی سلطنت کا مرکز رہا- المنصور نے 158ھ اکتوبر 775ء میں وفات پائی -سوا بائیس برس حکومت کی-

ہارون الرشید

ہارون الرشید اور اس کا بیٹا مامون الرشید عباسی خاندان کے سب سے بڑے حکمران تھے (786ء سے 833ء)- عباسی دور انہی کے عہد میں اپنے عروج و کمال کو پہنچا- جس رات ہارون الرشید تخت نشین ہوا، اسی رات مامون الرشید پیدا ہوا- یحییٰ بن خالد برمکی وزیر اعظم بنا- یحییٰ برمکی کے چار بیٹے فضل، جعفر، موسیٰ اور محمد تھے جو 17-18 سال تک عباسی سلطنت پر چھائے رہے- جاہ و جلال، دولت و ثروت اور فیاضی کی ناقابل یقین داستانیں ان سے منسوب رہیں- 803ء میں برامکہ کو زوال آیا- جعفر قتل ہوا- فضل اور یحییٰ جیل میں ڈال دیے گئے-

رومیوں سے جنگیں

قسطنطنیہ کی ملکہ کی جگہ نقفور نیا حکمران بنا- اس نے ہارون الرشید کے نام گستاخانہ خط لکھا- ہارون الرشید نے جواب میں چڑھائی کر دی- رومیوں کو شکست ہوئی- ہارون نے 23 سال حکومت کی- مکہ مکرمہ کی نہر زبیدہ کی تعمیر اس عہد میں ہوئی-

مامون الرشید اپنے بھائی امین الرشید کو شکست دینے کے بعد 813ء (محرم 198ھ) میں تخت بغداد پر بیٹھا- عباسی خاندان کا سب سے بڑا خلیفہ تھا- بیس سال حکومت کی- اہل بیت سے عقیدت رکھتا تھا چنانچہ امام علی رضاؑ بن امام موسیٰ کاظم کی ولی عہدی کا اعلان کر دیا- اس پر عباسیوں کی مخالفت اور شورش بپا ہوئی اور امام علی رضا کی اچانک موت واقع ہوئی- انہیں زہر دیے جانے کا شبہ کیا جاتا ہے- طاہر بن حسین کو خراسان کا گورنر بنا دیا- خراسان عملاً عباسی سلطنت سے الگ ہو گیا- رومیوں سے پھر جنگیں ہوئیں اور رومیوں کو شکست ہوئی- مامون نے 833ء میں وفات پائی- مامون علم و فضل تدبر و سیادت، عدل و انصاف، شجاعت و سخاوت

Marfat.com

میں باکمال اور بے مثال تھا- یونانی کتابوں کے ترجموں کا سلسلہ خلیفہ منصور کے عہد میں شروع ہوا- مامون کے عہد میں یہ کام کمال کو پہنچا- دارالترجمہ میں سنسکرت کی علمی کتابوں کے ترجمے بھی ہوئے- مسلمان سائنس، طب، فلکیات، ریاضیات میں دنیا کے امام بن گئے- ہارون و مامون کے عہد کا دبدبہ تھا، جس کے فیض سے بعد میں عباسی چار سو سال تک حکومت کرتے رہے-

عباسی خلافت ایرانیوں کی کوششوں سے قائم ہوئی تھی- ایرانیوں کا حکومت پر قبضہ، عربوں کی حیثیت معمولی رہ گئی- مامون کے بعد معتصم باللہ نے ترکی فوج بھرتی کی- سامرا کی چھاؤنی ترک سپاہیوں سے آباد ہوگئی- یہ شہر ساٹھ برس تک حکومت عباسیہ کا مرکز رہا- شیعوں کے مطابق ان کا آخری امام بھی یہیں دفن ہے- قیصر روم نے مسلمان علاقے پر چڑھائی کی اور قتل عام کیا- ایک عورت کی دہائی "اے معتصم میری مدد کو پہنچو" - یہ سنا تو لبیک لبیک کہتا ہوا لشکر لے کر چڑھ دوڑا اور عموریہ پر قبضہ کرلیا- اکتوبر 841ء (محرم 227ھ) میں معتصم نے وفات پائی- اس کا بیٹا ہارون واثق باللہ کے لقب سے تخت نشین ہوا- چھ سال حکومت کی- اس کے عہد میں سسلی پر مسلمانوں کا موثر قبضہ ہوا- کئی اور فتوحات ہوئیں- اس کے بعد اس کا بیٹا متوکل علی اللہ برسرِ اقتدار آیا- قسطنطنیہ میں رومیوں کے ہاتھوں مسلمان قیدیوں کا قتل ہوا- متوکل اپنے بیٹے کے ہاتھوں قتل ہوا- اب عباسیوں کا زوال شروع ہوگیا- ایک سو پندرہ برس کے بعد زوال کے واضح آثار نظر آنے لگے- ترکوں کا بڑھتا ہوا عمل دخل اس کا ایک سبب تھا-

زوال کا پہلا دور (861ء تا 92ء)

خلفاء ترک سالاروں کے ہاتھوں میں قیدیوں کی حیثیت رکھتے تھے- حرم خلافت میں کنیزوں کی حکومت تھی- خلیفہ معتز بن متوکل کو ترک فوجی محل سے پکڑ کر باہر لے آئے- تپتی ریت پر ننگے پاؤں کھڑا رکھا- اتنا پیٹا کہ اس کے کپڑے پھٹ گئے- پاؤں اٹھاتا تو تھپڑ مارتے- عراق میں حبشی غلاموں کی شورش بپا ہوئی - یہ فتنہ چودہ پندرہ سال برپا رہا- پانچ لاکھ آدمی مارے گئے-

Marfat.com

زوال کا دوسرا دور (892ء تا 1074ء)

چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستیں بظاہر عباسی خلفاء سے پروانہ حاصل کرتی تھیں مگر عملاً اپنے اپنے علاقوں میں خود مختار تھیں۔ ان میں نمایاں سامانی سلطنت تھی۔ بخارا اس کا مرکز تھا۔ سمرقند بخارا اسی عہد میں اپنے اوج کمال کو پہنچے۔ پھر آل بویہ، غزنوی، سلجوقی اور فاطمی۔ ایک خلیفہ مقتدر باللہ 908ء سے 932ء تک خلیفہ رہا، اس کے عہد میں مصر میں فاطمیوں اور اندلس میں عبدالرحمٰن ثالث نے خلافت کا دعویٰ کر دیا۔ گویا ایک ہی زمانے میں دنیائے اسلام میں تین خلیفے ہو گئے۔ مطیع اللہ کے عہد میں غزنوی خاندان کی بنیاد پڑی۔ قادر باللہ نے سلطان محمود غزنوی کو یمین الدولہ اور امین الملک کے خطابات دیئے۔ اس دور میں بغداد کی سیاسی برتری برائے نام تھی۔ شیراز، غزنی، قاہرہ اور قرطبہ زیادہ اہم شہر بن گئے۔ خاندان بویہ نے ایران کے بڑے حصے پر قبضہ کر لیا۔ دارالحکومت شیراز تھا۔ معزالدولہ نے بغداد پہنچ کر امیر الامراء کا لقب حاصل کیا۔ اور خلیفہ کو اس بات پر مجبور کیا کہ جمعہ کے خطبے میں خلیفہ کے ساتھ امیر الامراء کا نام بھی لیا جائے۔ خاندان بویہ کے زوال کے بعد غزنویوں کو بڑا عروج حاصل ہوا۔ اس کا بانی الپ تگین سامانی غلام تھا۔ خراسان کا گورنر بن گیا۔ پھر اس کا داماد سبکتگین اس کا جانشین بنا۔ سبکتگین کا بیٹا محمود غزنوی عراق عجم خراسان، افغانستان، سیستان، ماورالہند اور پنجاب پر قابض رہا۔ سلطان محمود 999ء میں تخت نشین ہوا۔ پچیس برس حکمران رہا۔ ہندوستان پر پے در پے 17 حملے کیے۔ قنوج، کالنجر، گوالیار، متھرا، سومنات، کاٹھیاواڑ اس کی زد میں آئے۔ محمود غزنوی 1030ء میں فوت ہوا۔ اس کے عہد میں غزنی کا شمار دنیا کے بڑے بڑے شہروں میں ہوتا تھا۔ یہ شہر پندرہ سولہ میل تک پھیلا ہوا تھا۔ فردوسی، عنصری، البیرونی اسی کے دربار سے منسلک تھے۔ سارے ایران، جرجان، خوارزم، طبرستان، اصفہان، ہمدان پر اس کا قبضہ تھا۔ قائم باللہ کے زمانے میں 18 دسمبر 1055ء کو سلجوقی بغداد کے دروازے تک جا پہنچے۔ بغداد کی حکومت سلجوقیوں کے زیر اثر آ گئی۔ مصر میں فاطمی خلافت کا بانی عبداللہ المہدی (سعید) تھا۔ قیروان سے سولہ میل دور اپنا دارالحکومت بنایا۔ اس خاندان نے مصر میں تقریباً دو سو ساٹھ

Marfat.com

برس حکومت کی - اس خاندان کے ایک سپہ سالار جوہر رومی نے 969ء میں مصر پر قبضہ کر لیا اور قاہرہ شہر کی بنیاد رکھی - اس وقت سے قاہرہ ہی مصر کا دارالحکومت بن گیا - اس خاندان کے پانچویں خلیفہ عبدالعزیز نے (972ء تا 996ء) قاہرہ کو بے حد خوبصورت کر دیا اور الازہر یونیورسٹی قائم کی - العزیز نے اندلس کے اموی حکمران کو تحقیر آمیز خط لکھا - اس نے جواب میں کہلا بھیجا - ''تم نے ہماری ہنسی اڑائی اس لیے کہ ہمارا نام سن چکے ہو - اگر ہم نے تمہارا نام سنا ہوتا تو مذاق کا ضرور جواب دیتے - ''

سلجوقی سلطنت (1055ء-1194)

ایران میں سلجوقی سلطنت شوکت وحشمت، جاہ وجلال، اور وسعت میں بے مثال تھی - عباسی خاندان کے 26 ویں خلیفہ قائم بامر اللہ کے زمانے میں سلجوقی سلطنت قائم ہوئی اور 34 ویں خلیفہ ناصر لدین اللہ کے زمانے میں اس کا اقتدار ختم ہوا - اس کے مشہور سلطانوں میں طغرل، الپ ارسلان، ملک شاہ، شامل ہیں - الپ ارسلان کی قیصر روم ارمانوس کے ساتھ یزدگرد کے مقام پر لڑائی ہوئی - قیصر روم کی فوج تین لاکھ، الپ ارسلان کے پاس صرف پندرہ ہزار جانباز تھے - خون کے دریا بہہ نکلے - رومیوں کو ذلت آمیز شکست ہوئی - یہ دنیا کی مشہور لڑائیوں میں سے ایک لڑائی ہے - الپ ارسلان نے قیدی رومی بادشاہ ارمانوس کے ساتھ نہایت فیاضیانہ سلوک کیا - اس لڑائی میں مشہور شاعر اور ریاضی دان عمر خیام بھی الپ ارسلان کی فوج میں شامل تھا - الپ ارسلان کے بعد اس کا بیٹا ملک شاہ تخت نشین ہوا - اصفہان مرکز سلطنت تھا - اس کا وزیر نظام الملک طوسی اسی عہد کی مشہور شخصیت تھی - سیاست نامہ یا دستور الوزراء اس کی مشہور کتاب ہے - اس نے مدرسہ نظامیہ بغداد کی بنا ڈالی - موجودہ درس نظامی علمائے فرنگی محل لکھنو میں سے ملا نظام نے مرتب کیا - نظامیہ بغداد سے اس کا کوئی تعلق نہیں - امام غزالی اس درسگاہ میں استاد تھے - حسن بن صباح قزوین کے پہاڑی علاقے میں قلعہ الموط میں جاگزیں تھا - جنت، بھنگ، حشیش، فرائیین کے بارے میں اس کے قصے مشہور ہیں - ملک

Marfat.com

شاہ کی وفات کے بعد سلجوقیوں کا زوال شروع ہوا۔

صلیبی جنگیں

صلیبی جنگوں کی ابتداء 1096ء میں ہوئی۔ حملہ آور فرنگیوں کا نشان جنگ صلیب تھا۔ اس لیے انہیں صلیبی جنگیں کہتے ہیں۔ 1096ء سے 1293ء تک یہ جنگیں ہوتی رہیں۔ سات یا نو دفعہ عیسائی حملہ آور ہوئے۔ بیت المقدس حضرت عمرؓ کے زمانے سے مسلمانوں کے پاس تھا۔ اچانک حملہ کر کے عیسائیوں نے 1099ء میں بیت المقدس پر قبضہ کرلیا۔ مسلمانوں کو بے دردی سے قتل کیا۔ گاڈ فرا اور اس کے بعد بالڈون بیت المقدس کے اردگرد فلسطین کے علاقے کا بادشاہ بن بیٹھا۔ عباسی خلافت یا ایران کی سلجوقی سلطنت یا افریقہ میں فاطمی خلیفوں نے عیسائیوں کے خلاف کوئی پیش قدمی نہ کی۔ موصل، حران اور حلب میں نورالدین زنگی کی حکومت تھی۔ اس نے 1154ء میں دمشق پر قبضہ کرلیا۔ نجم الدین ایوب نامی ایک کُرد سردار زنگی سلطنت میں نمایاں ہوا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی اسی نجم الدین ایوب کا بیٹا تھا۔ مصر کے فاطمی خلفاء صلیبیوں یعنی عیسائیوں کے حامی تھے۔ نورالدین زنگی عیسائیوں پر فیصلہ کن حملہ کرنے سے پہلے مصر کی طرف سے اطمینان حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس نے صلاح الدین ایوبی کے چچا اسد الدین شیرکوہ کو مصر بھیجا۔ اس نے فاطمی خلیفہ کو ہٹانے کے بعد وہاں کے سارے انتظامات خود سنبھال لیے۔ 1171ء میں فاطمی خلیفہ کا نام خطبے سے خارج کروا کے عباسی خلیفہ کا نام اس کی جگہ پڑھوایا۔ اس کے بعد سلطان نورالدین زنگی کے مرنے کے بعد زنگی سلطنت کے زعما نے خود تخت سلطنت صلاح الدین ایوبی کو پیش کر دیا۔ پہلے صلاح الدین نے شام کے باطنی مرکز کو ختم کیا۔ باطنی بھی فاطمیوں کی طرح صلیبیوں کے امدادی تھے۔ اب صلاح الدین ایوبی نے عیسائیوں سے بیت المقدس واپس لینے کی تیاریاں شروع کر دیں اور شدید جنگ کے بعد اسے فتح کرلیا۔ اب تیسری صلیبی جنگ شروع ہوئی جس میں انگلستان کا بادشاہ رچرڈ شیر دل شامل تھا مگر اس نے ناکام ہو کر صلاح الدین ایوبی سے صلح کر لی۔ اپنی بہن

Marfat.com

سلطان صلاح الدین ایوبی کے بھائی کے ساتھ بیاہ دی اور چار لاکھ اشرفیاں دے کر اپنی فوج کو شام سے بحفاظت نکال کر لے گیا- یہ واقعہ نومبر 1191ء کا ہے- صلاح الدین ایوبی کی وفات کے بعد اس کے خاندان کے آٹھ بادشاہ ہوئے- پھر مصر و شام میں مملوکوں کی سلطنت قائم ہوگئی- ان کی حکومت 1517ء تک قائم رہی- ترک سلطان سلیم عثمانی نے ان سے مصر چھینا-

عباسی خلافت کا خاتمہ- بغداد کی خلافت عباسیہ کے آخری دور میں ایک خلیفہ ناصرلدین اللہ 1179ء سے 1225ء تک پورے 46 برس مسند خلافت پر متمکن رہا- تقریباً ساڑھے سات سو سال کی خلافت عباسیہ میں اتنا لمبا عرصہ کوئی اور خلیفہ حکمران نہیں رہا- اس کے عہد میں ایران میں سلجوقیوں کا زور ٹوٹا- خوارزم شاہیوں اور سلجوقیوں کی کشمکش شروع ہوئی-

سلجوقیوں کے اقتدار کا خاتمہ- خلیفہ نے سلطان تکش شاہِ خوارزم کو عراق عجم پر حملے کی دعوت دی- سلطان طغرل کو 1194ء میں شکست- اس فتح کے بعد سلطان تکش خلافت کا مختار بن کر بیٹھ گیا- خلیفہ بے دست و پا تھا- تکش کے بعد اس کا بیٹا علاؤالدین محمد ایران، بخارا، سمرقند اور غزنہ کو فتح کر کے اور زیادہ طاقت ور ہوگیا- وہ بغداد پر حملہ کرنا چاہتا تھا تاکہ عباسیوں کا خاتمہ کر کے خلافت علویوں کے حوالے کرے- مگر اس دوران منگولیا میں چنگیز خان ایک خوفناک قوت بن کر نمودار ہوا- 1216ء میں خلیفہ ناصرلدین اللہ نے چنگیز کے پاس پیغام بھیجا کہ خوارزم شاہ کا خاتمہ کر دو- یعنی پہلے خلیفہ نے سلطان تکش کو امداد کے لیے بلایا تھا- جب تکش اور اس کا بیٹا علاؤالدین محمد خلیفہ کے لیے زیادہ پریشانی کا باعث بن گئے تو اس نے مدد کے لیے چنگیز خان کو پکارا- آخر یہ اقدام عباسی خلافت اور بغداد کی تباہی کا باعث بن گیا- بغداد کو تباہ و برباد کرنے والا اور 1258ء میں بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے والا چنگیز خان کا پوتا ہلاکو خان تھا- ایک مورخ کے قول کے مطابق تاتاریوں کے ہاتھوں بغداد کے قتل عام اور وحشیانہ لوٹ مار کا سرسری ذکر سننا بھی بڑی بات ہے- تفصیل سننے کی تاب کون لا سکتا

Marfat.com

ہے- اس شہر پر جو کچھ گزری صرف قیاس کرلو، حال نہ پوچھو، بغداد کے عظیم کتب خانوں کو آگ لگا دی گئی- آخری عباسی خلیفہ کا نام مستعصم باللہ ہے- اس نے ہلاکو خان کے پاس حاضر ہو کر بلا شرط اطاعت قبول کر لی لیکن تاتاریوں نے اسے ڈنڈے مار مار کر قتل کر دیا- بغداد میں عباسی خلافت کا نشان تک نہ رہا- لیکن عجیب اتفاق ہے کہ عباسی خلافت نہ مٹی- ظاہر بامر اللہ کا ایک بیٹا مصر پہنچ گیا- وہاں کے مملوک سلطان نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی- مصر میں عباسی خلافت کا یہ سلسلہ مزید ڈھائی سو سال تک چلتا رہا- یہ خلافت 1571ء تک قائم رہی- ان خلیفوں کے پاس نہ کوئی ملک تھا نہ کوئی اختیار- مصر کے مملوک سلطان انہیں وظیفہ دیتے تھے- آخری خلیفہ متوکل علی اللہ ثالث تھا جسے ترک سلطان سلیم عثمانی اپنے ساتھ قسطنطنیہ لے گیا- اس نے سلطان کے حق میں خلافت چھوڑ دی جس پر عثمانی ترک منصب خلافت پر فائز ہوئے اور حرمین شریفین کے خادم بنے-

عباسیوں کے عہدِ حکومت کے بعض اہم نکات

امویوں کی طرح عباسیوں کو بھی خلفاء کہنا غلط ہے- حقیقت میں یہ مطلق العنان بادشاہ تھے- حکومت کا انتظام تین بڑے افسروں کے سپرد تھا- وزیر اعظم قاضی القضاۃ یعنی چیف جسٹس اور فوج کا سپہ سالار جسے امیر کہتے تھے- عباسیوں کے عہد میں خلیفہ کے مذہبی تقدس پر بہت زور دیا گیا خلیفہ کو ظلِ اللہ علی الارض یعنی زمین پر خدا کا سایہ کہتے تھے- عربوں کی سادگی کی جگہ عجمی تکلفات نے لے لی- مالیات کے محکمے کو دیوان الخراج کہتے تھے- آمدنی کی بڑی مدیں زمین کا مالیہ مختلف حکومتوں سے خراج، جزیہ، زکوٰۃ اور محصول تجارت تھیں- عباسیوں کی خلافت اپنے دور عروج میں بہت امیر تھی- خلیفہ منصور فوت ہوا تو خزانے میں سات کروڑ درہم اور ایک کروڑ چالیس لاکھ دینار موجود تھے- ہارون الرشید کے پاس ایک یاقوت تھا جس کی قیمت چالیس ہزار دینار بتائی جاتی تھی- اسے اندھیرے میں رکھتے تو اجالا ہو جاتا- یحییٰ برمکی کے پاس جواہرات کا ایک ڈبہ تھا جو قیمتی پتھروں سے بنایا گیا تھا- اس کی قیمت ایک کروڑ تین لاکھ درہم- تھی ہر طرف دولت و ثروت کی ریل پیل تھی- اس زمانے میں حماموں کا دستور عام

Marfat.com

تھا-صرف بغداد میں ساٹھ ہزار حمام تھے-عباسیوں کے عہد میں مختلف علوم اپنے اوج کمال کو پہنچے-

تفسیر، حدیث فقہ، تاریخ، جغرافیہ، طب ادب، اخلاق ہر موضوع پر بہتر سے بہتر عالم اور بہتر سے بہتر کتابیں موجود تھیں-طب میں ابوبکر رازی اور بوعلی سینا، فلسفے میں کندی اور فارابی، ریاضیات میں الخوارزمی (جس کا نام لاگرتھم کی شکل میں زندہ ہے-لاگرتھم الخوارزمی ہی کا بگاڑ ہے)، البیرونی، عمر خیام، تفسیر و تاریخ میں ابوجعفر محمد بن جریر الطبری اور مسعودی، ادب وشعر میں جن لوگوں نے امتیاز حاصل کیا ان کا کچھ شمار نہیں-سعدی، حافظ، خیام، فردوسی بے شمار بڑے نام اسی عہد سے متعلق ہیں-حدیث کی چھ مشہور کتابیں (صحاح ستہ) اسی عہد میں مرتب ہوئیں-اسلامی فقہ کے چاروں امام بھی عباسیوں ہی کے عہد میں گزرے-ابتدائی تعلیم ہر جگہ مسجدوں میں ہوتی تھی-کوئی بستی مدرسوں سے خالی نہ تھی-بڑے شہروں میں بے شمار بڑی بڑی درسگاہیں تھیں جن میں بغداد کی نظامیہ اور قاہرہ کی الازہر زیادہ مشہور ہیں-بالغوں کی تعلیم پر خاص توجہ دی جاتی تھی-کتب خانوں کا شمار مشکل ہے-مختلف قصبوں اور شہروں میں ہسپتال موجود تھے جہاں سب کا علاج مفت ہوتا تھا-بغداد کا بڑا ہسپتال جسے بیمارستان کہتے تھے، ایک بہت بڑا ہسپتال تھا-ہر طرف پلوں، سراؤں، سڑکوں، نہروں، بندوں اور خوراک گھروں کا ایک جال بچھا ہوا تھا-عربی زبان و ادب کی ترویج اور ترقی غیر معمولی طور پر ہوئی-سوڈیڑھ سو برس ہی میں عربی اتنی پھیل گئی کہ عرب سے باہر سمرقند، بخارا، مرو، غزنہ، اصفہان، شیراز، رے اور ہمدان میں عربی کے ہزاروں عالم ملتے تھے-سامانیوں، غزنویوں اور سلجوقیوں کے زمانے میں فارسی شعر و ادب نے بھی غیر معمولی ترقی کی-

فتح اندلس

اندلس کو آج کل سپین کہا جاتا ہے-اس کا ایک اور نام ہسپانیہ بھی ہے-اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک کے عہد میں موسیٰ بن نصیر کو افریقہ (طرابلس، تیونس، الجزائر اور مراکش) کا گورنر بنایا گیا-قیروان اس کا مرکزِ حکومت تھا-اس کے پاس اندلس سے پے در پے التجائیں اور عرضداشتیں پہنچیں کہ آؤ اور اندلسیوں کو گاتھ بادشاہوں کے ظلم سے نجات دلاؤ-ان

Marfat.com

عرضداشتوں میں شمالی افریقہ کے چھوٹے سے ایک علاقہ سبطہ کا عیسائی گورنر جولین بہت پیش پیش تھا۔ کہتے ہیں کہ اندلس کے گاتھ بادشاہ راڈرک نے اس کی پیاری بیٹی کی آبرو پر حملہ کیا تھا۔ موسیٰ بن نصیر نے پہلے اپنے ایک بہادر سردار طریف کو چار سو پیادے اور ایک سو سوار دے کر اندلس بھیجا، اندلس کے جنوب مغربی گوشے میں طریفہ نام کا ایک مقام اب تک ہے۔ اس پہلی کامیاب مہم سے حاصل کردہ معلومات کی روشنی میں موسیٰ بن نصیر نے پانچ ہزار آدمیوں کی ایک فوج تیار کی اور طنجہ کے حاکم طارق بن زیاد کو اس کا سپہ سالار بنا کر 711 عیسوی میں اندلس بھیجا طارق اس مقام پر اترا جسے اب جبل الطارق (جبرالٹر) کہتے ہیں، ساحل پر اترتے ہی طارق نے اپنے جہاز جلا دیئے گویا اپنی فوج پر واضح کر دیا کہ اندلس کو فتح کیے بغیر واپس جانے کا کوئی امکان نہیں۔ طارق بن زیاد نے دریائے برباط کے کنارے راڈرک کی کثیر فوج کو فیصلہ کن شکست دی۔ بعض روایتوں کے مطابق راڈرک کی فوجوں کی تعداد ساٹھ ہزار تھی۔ اس فتح نے مسلمانوں پر اندلس کے دروازے کھول دیئے۔ جنگ برباط کے بعد طارق نے جلد ہی گاتھ بادشاہ کا دارالحکومت طلیطلہ (Toledu) بھی فتح کر لیا۔ پھر قرطبہ پر چڑھائی کی اور دو مہینے کے محاصرے کے بعد اسے فتح کر لیا۔ 712ء میں موسیٰ بن نصیر بھی دس ہزار کا لشکر لے کر اندلس پہنچ گیا اور طارق بن زیاد اور موسیٰ بن نصیر کی مشترکہ فوج نے چند مہینوں میں ہی اندلس کے تمام شہر اور قصبے فتح کر لیے۔ اگلے سال 713ء میں جب خلیفہ ولید نے موسیٰ اور طارق کو دمشق بلایا تو ان کے ساتھ مالِ غنیمت کے طور پر کم و بیش چار سو گاتھ شہزادے اور امراء تھے، مال غنیمت میں مائدہ سلیمانی بھی تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ مائدہ حضرت سلیمان نے بنوایا تھا۔

فرانس پر حملہ

اندلس میں طارق کے داخلے (جولائی 711ء) سے لے کر امیر عبدالرحمٰن اموی کی حکومت قائم ہونے تک (756ء) چوبیس مسلمان امیر اندلس کے حکمران رہے۔ 718ء میں حُر بن عبدالرحمٰن ثقفی نے فرانس اور اندلس کے بیچ کی کوہستانی دیوار (کوہ پیرنیز یا جبل البرتات) کو پھاند کر جنوبی فرانس پر حملہ کیا۔ 720ء میں سمح بن مالک خولانی نے جنوبی فرانس کی مشہور

Marfat.com

بندرگاہ ناربون کو فتح کر لیا۔ 721ء میں سمح نے طولوز (Toulouse) پر حملہ کیا۔ سمح کے حلق میں ایک تیر لگا، وہ شہید ہو گیا۔ اسلامی لشکر کی پیش قدمی رک گئی تھی۔ 732ء میں امیر عبدالرحمٰن بن عبداللہ نے کوہِ پیرنیز کو شمالی سمت سے عبور کیا اور خلیج بسکے کے کنارے فرانس کی عظیم الشان بندرگاہ بوردو پر قبضہ کر لیا۔ اس علاقے میں طورش کے قریب عبدالرحمٰن بن عبداللہ کا مقابلہ فرانسیسی سپہ سالار چارلس مارٹل سے ہوا۔ چارلس کی فوج کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ اس جنگ میں امیر عبدالرحمٰن شہید ہوا۔ اس کی شہادت کے بعد اسلامی لشکر رات کی تاریکی میں چپ چاپ پیچھے ہٹ آیا مگر فرانسیسی کمانڈر چارلس دیر تک اسے کوئی جنگی چال سمجھ کر دبکا رہا اور اسے آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ جنگ طورش اہل یورپ کے نزدیک بہت اہم ہے کیونکہ اس جنگ کے بعد فرانس اور دوسرے یورپی ممالک کی طرف مسلمانوں کی پیش قدمی رک گئی ورنہ مشہور مورخ گبن کے قول کے مطابق آج سارے یورپ میں انجیل کی جگہ قرآن پڑھا جا رہا ہوتا۔

اندلس کے بعد کے مسلمان فرمانرواؤں میں یوسف بن عبدالرحمٰن الفہری قابلِ ذکر ہے۔ جو عقبہ بن نافع فاتح افریقہ (بانی قیرواں) کی اولاد میں سے تھا۔ گاتھ بادشاہوں کے زمانے میں طلیطلہ اندلس کا دارالحکومت تھا۔ عبدالعزیز بن موسیٰ نے اشبیلیہ کو دارالحکومت بنایا پھر سمح بن مالک نے قرطبہ کو دارالحکومت بنایا۔ قرطبہ ہی امویوں کے عہد میں اندلس کا دارالحکومت رہا۔

عبدالرحمٰن الناصر

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب دمشق میں اموی حکومت کی بساط الٹی تو عباسیوں نے امیہ خاندان کے ایک ایک آدمی کو ڈھونڈ کر قتل کر دیا مگر خلیفہ ہشام بن عبدالملک کا پوتا عبدالرحمٰن کسی طرح جان بچا کر بھاگا، فرات کے کنارے بدوؤں کے خیمے میں پناہ لی، پھر مصر ہوتا ہوا مراکش جا پہنچا۔ اندلس میں بنو امیہ کے خیر خواہ موجود تھے انہوں نے اموی شہزادے عبدالرحمٰن

Marfat.com

کو اندلس بلایا اور اسے اپنا سردار بنالیا- 14 مئی 756ء کو وادی کبیر کے کنارے عبدالرحمٰن کا مقابلہ یوسف الفہری سے ہوا- عبدالرحمٰن کی بے سروسامانی کا عالم یہ تھا کہ اس کے پاس جھنڈا بھی نہ تھا- ایک سردار نے اپنی سبز دستار اتار کر برچھے کی نوک پر لٹکا دی ،اس طرح جھنڈا تیار ہوا- فتح عبدالرحمٰن کی قسمت میں تھی، اس نے قرطبہ پر قبضہ کر کے عام معافی کا اعلان کر دیا- عبدالرحمٰن غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک تھا- اس نے چالیس پچاس برس کے بگڑے ہوئے حالات کو بڑے صبر، تدبر اور حکمت سے درست کیا- پہلی مرتبہ اندلس میں ایسا امن قائم ہوا کہ رعایا اپنے امیر پر جان چھڑکنے لگی- عبدالرحمٰن نے قرطبہ کو نہایت خوبصورت اور عالی شان شہر بنا دیا- ایک وسیع وعریض باغ بنوایا جس میں دور دور سے منگوا کر ایسے ایسے درخت لگوائے جو پہلے اندلس میں موجود نہ تھے- ان میں ایک کھجور کا درخت بھی تھا، جسے اجنبی سرزمین میں پروان چڑھتا ہوا دیکھ کر عبدالرحمٰن کو خود اپنی یاد آتی تھی- عبدالرحمٰن نے اس درخت کی تعریف میں شعر لکھے- اقبال نے ان اشعار کا اردو میں ترجمہ کیا ہے- عبدالرحمٰن نے اندرونی خلفشار اور بیرونی خطرات کو بڑی دلیری سے فرو کیا- فرانس کا مشہور بادشاہ شارلیمان 778ء میں اندلس پر حملہ آور ہوا- مگر سخت نقصان اٹھا کر پسپا ہوا- شارلیمان نے خود صلح کی درخواست کی اور اپنی بیٹی عبدالرحمٰن کو عقد میں دینے کی پیش کش کی- عبدالرحمٰن نے صلح کر لی مگر اس کی بیٹی کے ساتھ شادی سے انکار کر دیا- 773ء تک اندلس میں بھی عباسی خلیفوں کا نام خطبے میں پڑھا جاتا تھا- عبدالرحمٰن نے اس کی ممانعت کر دی لیکن اپنے لیے خلیفہ کے بجائے صرف امیر کا لقب پسند کیا- عبدالرحمٰن کے حسنِ انتظام کے کارنامے تاریخ کی کتابوں میں سنہری حروف میں درج ہیں- اس کا عہد امن وامان، رعایا کی خوشحالی اور علم وادب کی ترقی کے لیے مشہور ہے- قرطبہ کی شہرہ آفاق مسجد کی بنیاد بھی عبدالرحمٰن نے رکھی- وہ اس کی تعمیر میں عام مزدوروں کی طرح کام کرتا رہا- مسجد مکمل ہونے سے قبل سخت بیمار پڑ گیا- اس دوران مسجد میں نماز ادا کی اور خطبہ دیا- اس طرح مسجد کا افتتاح ہو گیا- وہ بتیس برس کی حکومت کے بعد 788ء میں ستاون برس کی عمر میں فوت ہوا- عبدالرحمٰن کا فرزند ہشام بھی بڑا نیک دل اور علم دوست حکمران تھا- اس کا بیٹا حکم

Marfat.com

عیش و عشرت میں پڑ گیا - قرطبہ شہر کے ایک محلّہ کے لوگوں نے حکم پر پتھر برسائے - حکم نے ان لوگوں کو تین دن کے اندر ملک سے جانے کا حکم دے دیا - آٹھ ہزار کنبے قرطبہ سے نکلے اور مراکش اور اسکندریہ سے ہوتے ہوئے جزیرہ کریٹ جا اترے - ان لوگوں نے وہاں اپنی حکومت قائم کر لی جو پونے دو سو برس قائم رہی - حکم کے جانشین اس سے بھی نالائق نکلے - سلطنت کے حالات بگڑ گئے - اندلس کے امیر یعنی مسلمان حکمران کا اقتدار محمد بن عبدالرحمٰن ثانی کے عہد میں گھٹتے گھٹتے صرف قرطبہ شہر تک محدود ہو کر رہ گیا - مگر قدرت نے امویانِ اندلس میں ایک اور بڑا شخص پیدا کر دیا - یہ عبدالرحمٰن ثالث تھا - جو ناصر لدین اللہ کے لقب سے مشہور ہوا - اس کا شمار دنیا کے چند نامور حکمرانوں میں ہوتا ہے - اس کے عہد میں جو امن اور خوشحالی کا دور اہل اندلس نے دیکھا وہ انہیں نہ کبھی پہلے نصیب ہوا تھا نہ بعد میں ملا - عبدالرحمٰن ثالث نے تخت پر بیٹھتے ہی پہلا کام یہ کیا کہ تمام غیر شرعی محاصل منسوخ کر دیے - اس کے ساتھ ہی یہ اعلان کیا کہ تمام باغی اور خودسر سردار اگر فوراً فرمانبردار بن جائیں تو ان کے سارے جرم معاف کر دیے جائیں گے - لوگ آئے دن کی کشمکشوں، خونریزیوں اور بدنظمیوں سے تنگ آئے ہوئے تھے - یہ اعلان سنتے ہی اکثر نے فرمانبرداری قبول کر لی مگر طلیطلہ کے باشندے بڑے ہی سرکش اور خودرائے تھے - وہ سرکشی اور بغاوت سے باز نہ آئے - عبدالرحمٰن نے طلیطلہ کا محاصرہ کر لیا، شہر کے باہر ایک نیا شہر بسا کر بیٹھ گیا - اور سرکشوں کو ایسی سزا دی کہ پھر انہیں عبدالرحمٰن کی زندگی میں کبھی سر اٹھانے کی ہمت نہ رہی - عبدالرحمٰن ثالث سے پہلے اندلس کے اموی حکمرانوں نے مرکزِ خلافت سے کوئی تعلق نہ رکھا، خود بھی خلیفہ نہ کہلوائے مگر عبدالرحمٰن ثالث نے 16 جنوری 929ء کو اپنی خلافت کا اعلان کیا اور بیعت لی اور الناصر لدین اللہ کا لقب اختیار کیا - اسی وقت سے اسے عبدالرحمٰن الناصر کہنے لگے - قرطبہ اس زمانے میں دنیا کا مشہور ترین اور عظیم ترین شہر بن گیا - اس کی لمبائی تقریباً 24 میل اور چوڑائی تقریباً 6 میل کے برابر تھی - عبدالرحمٰن الناصر نے قرطبہ سے چند میل دور پہاڑ کے دامن میں ایک نادر روزگار محل بنایا - اس کا نام عبدالرحمٰن کی ایک ملکہ زہرہ کے نام پر الزہرہ پڑ گیا - یہ ایک بہت بڑا محل تھا جس کا اندازہ اس سے لگایا جا

Marfat.com

سکتا ہے کہ اس محل کے اندر محافظ فوج، خواجہ سراؤں اور شاہی غلاموں کے لیے چار سو مکانات بنائے گئے۔ باغات، بارہ دریاں، نہریں سنگ مرمر کی بنی ہوئی تھیں۔ محل کے دروازے اور کھڑکیاں آبنوس کی لکڑی کے بنے ہوئے تھے۔ ان پر سونے چاندی اور ہاتھی دانت کا نہایت قیمتی کام کیا گیا تھا۔ اس محل کے اردگرد آہستہ آہستہ بہت سے امراء نے اپنے محل بنوا لیے، پورا شہر آباد ہو گیا جو مدینۃ الزہرہ کے نام سے مشہور ہوا۔ عبدالرحمٰن الناصر نے مسجد قرطبہ میں اضافے کیے۔ مسجد کی چھت چھ سو بیس فٹ لمبی اور چار سو تین فٹ چوڑی ہو گئی۔ ستونوں کی تعداد ایک ہزار چار سو سترہ تک جا پہنچی۔ مسجد کا منبر آبنوس، صندل اور ہاتھی دانت کے چھتیس ہزار ٹکڑوں کو جوڑ کر بنایا گیا تھا۔ ایک یورپی مورخ نے لکھا ہے کہ اگر دسویں صدی عیسوی کے قرطبہ شہر کے مکانوں، جامعہ مسجد اور قصرِ الزہرہ کی قیمت کا اندازہ کیا جائے تو اس زمانے کے لندن، پیرس اور روم کی ساری عمارتوں کی قیمت مل کر بھی برابری نہ کر سکے۔

منصور حاجب

عبدالرحمٰن الناصر نے 912ء سے 961ء تک تقریباً پچاس برس کی حکمرانی کے بعد 961ء میں وفات پائی۔ اس کے بعد امویوں کی حکومت صرف ستر برس قائم رہی۔ اس کے جانشینوں میں حکم ثانی اور منصور حاجب قابل ذکر ہیں۔ 1031ء میں یہ حکومت ختم ہو گئی۔ اس کی جگہ اندلس کے مختلف صوبوں میں کئی خود مختار حکومتیں بن گئیں۔

حکم ثانی کتابوں کا بڑا دلدادہ تھا۔ اس نے قرطبہ کی شاہی لائبریری میں چھ لاکھ کتابیں جمع کیں جن کی فہرست چالیس جلدوں میں تیار ہوئی۔ منصور حاجب نوجوانی میں یتیم ہو گیا تھا اور اُس نے بازار میں بیٹھ کر عرضی نویسی شروع کر دی۔ آخر اندلس کے تخت خلافت تک جا پہنچا۔ یہ ایک عجیب و غریب داستان ہے۔ وہ بڑا ہی مدبر، منتظم اور بہادر تھا۔ سال میں دو دفعہ لشکر لے کر جہاد کے لیے نکلتا۔ دشمن اس کا نام سن کر کانپتے تھے۔ منصور کی ہیبت کا یہ عالم تھا کہ اس نے ایک دفعہ کسی پہاڑی علاقہ سے اپنی فوج کو واپسی کا حکم دیا۔ اس کی فوج کا پرچم

Marfat.com

پہاڑی پر نصب تھا، جو وہیں رہ گیا۔ اگرچہ جھنڈے کے پاس کوئی آدمی نہ تھا۔ لیکن دشمن کو عرصے تک جھنڈے کے قریب آنے کی ہمت نہ ہوئی۔ منصور کا نام ہی جھنڈے کی حفاظت کرتا رہا۔ منصور نے مسجد قرطبہ کے صحن اور ارد گرد کے رقبے کو بڑھا کر دگنا کر دیا۔ اس غرض کے لیے آس پاس کے بہت سے مکان خرید کر گرا دیے گئے۔ ایک بڑھیا نے اپنا چھوٹا سا مکان بیچنے سے انکار کر دیا۔ منصور نے مسجد کی توسیع روک دی اور کہا کہ مسجد کے لیے کسی کا مکان جبراً نہیں لیا جا سکتا۔ آخر بڑھیا اس شرط پر راضی ہوئی کہ مجھے بدلے میں جو مکان دیا جائے اس میں میرے گھر کی کھجور جیسا درخت بھی ہو۔ منصور نے اسے کہا کہ سارے قرطبہ میں جو مکان تمہیں پسند آئے لے لو میں اس کی قیمت ادا کر دوں گا۔ منصور بڑا پرہیز گار اور حق شناس انسان تھا۔ زندگی میں پچاس مرتبہ جہاد کے لیے نکلا۔ واپس آتا تو اپنے کپڑوں سے گرد جھڑوا کر جمع کرواتا رہتا۔ اس کی ذاتی ملکیت ایک کھیت تھا۔ اس میں کپاس کی کاشت کروائی، اس کی روئی اپنی لڑکی کے ہاتھ سے کتوا کر کفن کے لیے کپڑا بنوایا، ساتھیوں کو وصیت کر دی تھی کہ جب مروں تو اسی کپڑے میں دفنایا جائے اور جمع کی ہوئی گرد سارے جسم پر چھڑک دی جائے۔ وہ ستائیس برس تک حکمران رہا۔ 1002ء میں اس کی وفات کے بعد سلطنت کا شیرازہ بکھر گیا۔ قرطبہ، غرناطہ، طلیطلہ، اشبیلیہ، مالقہ، الجزائر، سرقسطہ اور المیریہ میں الگ الگ خاندان حکمران بن بیٹھے اور باہم لڑائیاں شروع کر دیں۔ یہ سارے مسلمان حکمران اپنی باہمی لڑائیوں میں عیسائیوں سے مدد مانگتے رہے۔ عیسائی انہیں آپس میں لڑوا کر روز بروز اپنی قوت میں اضافہ کرتے رہے۔ قرطبہ اور اشبیلیہ میں جن لوگوں نے اقتدار سنبھالا ان میں ایک قابل ذکر نام معتمد کا ہے۔ وہ 1068ء میں اشبیلیہ کے تخت پر بیٹھا۔ اس وقت قرطبہ، اشبیلیہ کے ماتحت تھا۔ معتمد بہت ہی اچھا شاعر بے حد دلیر مگر نہایت لاابالی مزاج کا آدمی تھا۔ دوسری مسلمان صوبائی حکومتوں کے خلاف معتمد ریاست گلیشیا کے عیسائی سردار الفانسو سے مدد مانگا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ الفانسو نے سفیر بھیجا کہ مجھے جو رقم دی جائے وہ اشرفیوں کی شکل میں دی جائے نیز میری بیوی بیمار ہے وہ قرطبہ میں رہنا چاہتی ہے، مسجد قرطبہ اس کے حوالے کر دی جائے۔ معتمد کو یہ سن کر اتنا غصہ آیا

Marfat.com

کہ سیسے کی دوات اٹھا کر سفیر کے سر پر دے ماری - وہ وہیں مر گیا - سفیر کے ساتھیوں کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا - اس پر الفانسو سے لڑائی چھڑ گئی - بہت سے عیسائی سردار الفانسو کے ساتھ مل گئے - معتمد نے بھی اپنے اردگرد کے عرب امیروں کو بلایا اور کہا کہ مراکش کے امیر یوسف بن تاشفین کو مدد کے لیے بلانا چاہیے -

یوسف بن تاشفین

یوسف بن تاشفین مراکش میں مرابطین سلطنت کا بانی تھا - مرابط رباط سے نکلا ہے جس کے معنی سرائے اور خانقاہ کے ہیں - مرابطین متقی مسلمانوں کا ایک حلقہ تھا - کیونکہ ان کی مجلس اور بیعت رباط یعنی سرائے میں ہوئی تھی اس لیے انہیں مرابطین کہتے ہیں - یوسف بن تاشفین اس حلقہ کا ممبر تھا - وہ پیدائشی جرنیل تھا - اس نے اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کیا - اور مراکش پر قبضہ کر لیا - سو برس کی عمر پائی اور لمبی مدت تک حکومت کرتا رہا لیکن جو معمولی لباس وہ پہلے پہنتا تھا، عمر بھر وہ ہی پہنتا رہا اور سوکھی روٹی کھاتا رہا - یوسف اپنے اندلسی بھائیوں کی مدد کے لیے تیار ہو گیا - الفانسو کو خبر ہوئی تو یوسف کو ایک لمبا چوڑا خط بھیج دیا - اس میں لکھا کہ تم کیوں اندلس آنے کی تکلیف اٹھاتے ہو، میں خود مراکش پہنچ کر تمہارا شوق جنگ پورا کر دوں گا اور بھی بہت سی طعن اور تمسخر کی باتیں لکھیں - یوسف نے اپنے میر منشی سے کہا کہ اس کا جواب لکھ کر لاؤ - اس نے بڑے فاضلانہ انداز میں بہت لمبا چوڑا جوابی مضمون باندھا - یوسف نے جواب دیکھا تو اسے پھاڑ کر پھینک دیا اور الفانسو کے خط کی پشت پر صرف یہ فقرہ لکھ کر بھیج دیا کہ جو کچھ ہونے والا ہے، اسے تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا - یوسف بن تاشفین فوج لے کر اندلس پہنچا اور معتمد اور دوسرے عرب امراء کو ساتھ لے کر الفانسو پر چڑھائی کر دی - 23 اکتوبر 1086ء کو بطلیوس کے قریب زلاقہ کے میدان میں ایک خوفناک جنگ ہوئی - الفانسو کی فوج تعداد میں بہت زیادہ تھی - یوسف بن تاشفین کے ساتھ صرف بیس ہزار آدمی تھے - الفانسو کے اتنے آدمی مارے گئے کہ یوسف نے کٹے ہوئے سروں کا ایک مینار بنوایا - جس پر

Marfat.com

کھڑے ہو کر اذان دی۔ یوسف چالیس ہزار کٹے ہوئے سر اپنے ساتھ مراکش لے گیا۔ جنگ زلاقہ نے مسلمانانِ اندلس کو سنبھلنے کا ایک نادر موقع فراہم کیا مگر انہوں نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ آخر یوسف نے یہی بہتر سمجھا کہ اندلس کا انتظام خود سنبھال لے۔ اس نے غرناطہ، اشبیلیہ اور دوسرے علاقوں پر قبضہ کر کے اندلس میں مرابطین کی حکومت قائم کر دی۔ معتمد کو گرفتار کر کے مراکش بھیج دیا۔ یوسف نے 1106ء میں وفات پائی۔ مراکش کا مشہور شہر اسی نے آباد کیا تھا۔ اس اثناء میں مراکش میں ایک اور قوت پیدا ہوئی۔ یہ موحدین کی قوت تھی۔ انہوں نے شمالی افریقہ میں سب سے بڑی حکومت قائم کر لی۔ موحدین کا قابلِ ذکر حکمران عبدالمومن تھا اس نے مرابطین کو شکست دی۔ مراکش، اندلس، الجزائر، تیونس اور طرابلس کو فتح کر لیا۔ عبدالمومن کے جانشینوں میں اس کا پوتا ابو یوسف یعقوب المنصور قابلِ ذکر ہے (1184ء سے 1199ء)۔ اس نے سلطان صلاح الدین ایوبی کی مدد کے لیے ایک سو اسی (180) جہاز صلیبی جنگوں میں مسلمانوں کی مدد کے لیے بھیجے تھے۔ 1214ء میں اندلس میں عیسائیوں نے موحدین کو ایک بڑی شکست سے دوچار کر دیا۔ وہ اندلس سے نکلنے پر مجبور ہو گئے۔ اندلس پھر عیسائی امراء اور عرب امراء میں بٹ گیا۔ اندلس میں مسلمانوں کی آخری بڑی حکومت غرناطہ میں تھی۔ 1236ء میں قرطبہ اور 1248ء میں اشبیلیہ پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا۔ غرناطہ میں بنو نصر کی حکومت قائم ہو چکی تھی جس کا بانی محمد ابن یوسف ابن نصر تھا۔ اس نے غالب باللہ کا لقب اختیار کیا اور 1232ء سے 1272ء تک حکمران رہا۔ اس کے جانشینوں کے عہد میں عیسائیوں کے ساتھ برابر جنگیں جاری رہیں۔ ان جنگوں میں جنگ البیرہ بہت مشہور ہے۔ جو 1319ء میں ہوئی۔ عیسائیوں کی فوج کئی لاکھ آدمیوں پر مشتمل تھی جبکہ اسلامی فوج میں صرف چار ہزار پیادے اور ڈیڑھ ہزار سوار تھے۔ ابوالولید اسماعیل شہ غرناطہ نے جو فوج کا سپہ سالار تھا، اپنی مٹھی بھر فوج کو اس حکمتِ عملی سے لڑایا کہ پچاس ہزار عیسائی مارے گئے۔ مقتولوں میں عیسائی فوج کا سردار پیڈرو بھی تھا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے صرف تیرہ آدمی شہید ہوئے۔

Marfat.com

غرناطہ

غرناطہ کے بادشاہوں میں ابوالحجاج یوسف اور محمد خامس الغنی باللہ اس وجہ سے قابلِ ذکر ہیں کہ اندلس کا مشہور مدبر اور شہرہ آفاق ادیب اور مورخ لسان الدین خطیب انہی کے عہد میں وزیر تھا اور علامہ ابن خلدون کو جب مراکش سے نکلنا پڑا تو اس نے شاہِ غرناطہ الغنی باللہ کے ہاں پناہ لی۔ شاہِ غرناطہ نے ایک دفعہ ابنِ خلدون کو اپنا سفیر بنا کر اشبیلیہ بھیجا۔

غرناطہ کے آخری بادشاہوں میں ابوالحسن کا نام ناقابلِ فراموش ہے۔ اس نے اپنی آزادی برقرار رکھنے کے لیے عیسائیوں سے کئی جنگیں کیں۔ 1461ء میں تخت نشیں ہوتے ہی اُس نے قسطلہ (Castille) کے عیسائی حاکم کو خراج دینے سے انکار کر دیا اور لکھا کہ غرناطہ کی ٹکسال میں اب سونے کی اشرفیاں نہیں بنتیں فولاد کی تلواریں بنتی ہیں۔ اس نے عیسائیوں کے خلاف کئی فتوحات حاصل کیں مگر بدقسمتی سے اس کے بیٹے ابوعبداللہ نے عیسائیوں کے ساتھ مل کر اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ اس طرح غرناطہ باہمی اختلافات اور خانہ جنگی کی مصیبتوں میں مبتلا ہو گیا۔ پریشانیوں کے سبب ابوالحسن پر فالج گر گیا۔ جس سے وہ اندھا ہو گیا۔ اس نے اپنے بھائی محمد الزغل کو اپنا جانشین مقرر کیا مگر ابوالحسن کے بیٹے ابوعبداللہ محمد نے اپنے چچا کی حکومت کو تسلیم نہ کیا اور عیسائی سردار فرڈیننڈ کے ساتھ مل کر اپنے چچا کے خلاف سازشیں کرتا رہا اس نے عیسائی فوج کی مدد سے غرناطہ پر قبضہ کر لیا۔ اور اپنے چچا زغل کو وہاں سے نکال دیا۔ زغل فرار ہو کر بے یار و مددگار الجزائر جا پہنچا جہاں زندگی کے آخری ایام اس نے بڑی تنگی میں گزارے۔ کہتے ہیں کہ اس نے ایک پٹہ سا بنوا لیا تھا جس پر یہ لفظ کڑھے ہوئے تھے، ''اندلس کا آخری اور بے بس سلطان۔'' بس یہ پٹہ گلے میں ڈال کر بازاروں میں پھرتا رہتا۔ لوگ جو کچھ دیتے اسی پر گزر کرتا۔ آخر قسطلہ کا عیسائی حکمران فرڈیننڈ اپنی چالوں اور سازشوں سے 12 جنوری 1492ء کو غرناطہ پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ابوعبداللہ نے غرناطہ سے جاتے جاتے ایک ٹیلے پر چڑھ کر شہر پر نظر ڈالی تو اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ باپ کے خلاف اس کو بغاوت پر اکسانے والی اس کی ماں عائشہ بھی اس کے ساتھ تھی۔ وہ اس

Marfat.com

منظر کی تاب نہ لا سکی اور بولی جس شہر کو مردوں کی طرح لڑ کر نہ بچا سکے، اس پر عورتوں کی طرح آنسو بہانے سے کیا ہو سکتا ہے- ہسپانوی اس مقام کو آج تک مسلمانوں کی آخری آہِ حسرت کہتے ہیں- فرڈی نینڈ نے جو معاہدہ ابو عبداللہ کے ساتھ کیا تھا اسے بڑی بے دردی سے توڑ ڈالا- مسلمانوں کو جبراً عیسائی بنانے کی مہم شروع کر دی- جو انکار کرتا اسے قتل کر دیا جاتا- اسلام کے متعلق عربی میں جتنی کتابیں تھیں بازاروں میں رکھ کر جلا دی گئیں- 1556ء میں ہسپانیہ کے بادشاہ فلپ ثانی نے ایک فرمان جاری کیا کہ مسلمان نہ صرف اپنا مذہب چھوڑ دیں بلکہ اپنی زبان، تمدن اور طریقہ عبادت سے بھی فی الفور دستبردار ہو جائیں ورنہ سخت سزا پائیں گے مسلمانوں نے اپنے زمانے میں بے شمار حمام بنائے تھے اس وقت یورپ کے عام عیسائی لوگ نہانا گناہ سمجھتے تھے اور اس شخص کو بہت نیک مانتے تھے جو عمر بھر اپنے بدن کو پانی سے بچائے رکھے- فلپ نے یہ حکم دیا کہ مسلمانوں کے بنائے ہوئے سارے حمام ڈھا دیئے جائیں کیونکہ یہ اسلامی عہد کی یادگار ہیں- 1492ء سے 1610ء تک ایک سو اٹھارہ برس کی مدت میں تیس لاکھ مسلمان مارے گئے یا جلاوطن ہوئے-

اندلس کا اسلامی عہد :

ایک انگریز مورخ کے مطابق مسلمانوں کے بعد مسیحی ہسپانیہ تھوڑی مدت کے لیے چاند کی طرح مستعار روشنی سے چمکتا رہا پھر یہ روشنی زائل ہو گئی- اس وقت سے ہسپانیہ تاریکی میں ٹھوکریں کھا رہا ہے- اکثر چیزیں اہل ہسپانیہ نے اس خیال سے تباہ کر دیں کہ وہ مسلمانوں کی یادگار ہیں- نہ وہ علم باقی رہا نہ زراعت، نہ تجارت، نہ صنعت و حرفت، نہ تہذیب و تمدن- ہسپانیہ اب تک کفرانِ نعمت کی سزا بھگت رہا ہے-

یوں تو اندلس کا کون سا شہر تھا جہاں مسلمانوں نے نادر اور عظیم الشان عمارتیں تعمیر نہیں کیں- قرطبہ، غرناطہ، اشبیلیہ، طلیطلہ، سرقسطہ، مالقہ ہر جگہ مسلمانوں کے علوم و فنون کے کمالات موجود تھے- ان میں ایک قابلِ ذکر عمارت غرناطہ کا قصرِ الحمراء ہے- اس عمارت کی

Marfat.com

بنیاد بنو نصر کے پہلے حکمران نے رکھی تھی۔ یہ ایک پہاڑی پر ساٹھ ایکڑ کے رقبے پر بنا ہوا ایک قلعہ ہے جو آج بھی دیکھنے والوں کے لیے حیرت کا سامان ہے۔ باریک نقش و نگار میں جا بجا لکھا ہوا ہے۔ لَا غَالِبَ اِلَّا اللّٰہ۔

بغداد کے علاوہ یہ اندلس ہی تھا جس نے یونانیوں کے مردہ علوم کو قبروں سے نکالا اور انہیں نئی زندگی بخشی۔ اندلس پر عربوں کے بے شمار احسانات ہیں۔ وہاں کے باشندوں کی بول چال، بود و باش، زبان، موسیقی، خورد و نوش غرض تمام چیزوں میں عربوں کے اثرات آج بھی موجود ہیں۔ عیسائی بادشاہوں نے اگرچہ مسلمانوں کے سارے علمی خزانے کو آگ لگا دی مگر پھر بھی کسی طرح مختلف مقامات پر ایک ہزار آٹھ سو پچاس کتابیں بچ گئیں۔ جو اب بھی وہاں اسکوریال کے کتب خانے میں۔ موجود ہیں اس کو دنیا بھر میں ایک نہایت ہی نادر کتب خانہ سمجھا جاتا ہے۔ مسلمانوں سے پہلے اندلس میں گاتھ قوم کی حکومت تھی۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ مسلمانوں نے ان کی سب کتابیں محفوظ رکھیں جو مسلمانوں کی بدولت ہی بعد کے عیسائی بادشاہوں تک پہنچیں۔ اندلس میں مسلمانوں نے کاغذ کی صنعت کو بڑی ترقی دی تھی۔ جس سے علوم کی اشاعت میں بے انتہا مدد ملی۔ انہی کی کتابوں سے نئی دنیا کی دریافت کا راستہ کھلا۔ کولمبس بھی اندلسی ملاحوں کی رہنمائی میں امریکہ پہنچا تھا۔

صقلیہ میں اسلامی حکومت (837ء - 1052ء)

صقلیہ (سسلی) بحیرہ روم کے وسط میں ایک بہت بڑا جزیرہ ہے۔ مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان لڑائیوں میں مسلمانوں نے کئی دفعہ اس جزیرہ پر بھی حملہ کیا۔ 878ء میں صقلیہ پر مسلمانوں کا مکمل قبضہ ہو گیا۔ صقلیہ کا مشہور شہر سرا کیوز (Syracuse) مسلمانوں کا دارالحکومت بن گیا۔ صقلیہ اور اٹلی کے درمیان صرف دو میل چوڑا سمندر تھا۔ مسلمان ایک ہی جست میں اٹلی بھی پہنچ گئے اور وینس میں داخل ہو گئے۔ ایک مرتبہ روم بھی خطرے میں پڑ گیا اور پوپ جان ہشتم (872ء سے 874ء) نے دو سال کا خراج دے کر مسلمانوں سے امان نامہ حاصل کیا۔ سوسان (سوئٹزرلینڈ) میں بھی کئی قلعے ہیں جن کے ناموں سے ظاہر ہوتا ہے کہ

Marfat.com

عرب وہاں بھی پہنچے تھے - مالٹا بھی ان کے قبضے میں آ گیا - صقلیہ مسلمانوں کے زیر اثر علم و فنون اور تہذیب وتمدن کا گہوارہ بن گیا - مگر آخر اندلس کی طرح یہاں بھی مسلمانوں کو زوال آیا - 1300ء میں صقلیہ سے مسلمانوں کو نکال دیا گیا -

تاتاری اور تیموری

ہلاکو نے فتح بغداد کے بعد مراغہ کو اپنا پایہء تخت بنایا تھا، جو آذربائیجان میں ہے - اس کی سلطنت کو ایل خانی سلطنت کہتے ہیں - اس کا مطلب ہے ایک حصے کی یا ماتحت سلطنت کیوں کہ یہ تاتاریوں کی مرکزی حکومت جو منگولیا میں تھی، اس کے ماتحت تھی - ہلاکو نے قیصر روم کی بیٹی سے شادی کا بندوبست کیا تھا مگر دلہن کے پہنچنے سے پہلے ہلاکو 1256ء میں مر گیا - اس کے بیٹے اور وارث اباقاخان ایل خانی نے قیصر روم کی بیٹی سے شادی کر لی - وہ 1281ء میں فوت ہوا - اب اس کا بھائی نکودار تخت پر بیٹھا وہ جلد ہی مسلمان ہو گیا اور احمد خان اپنا نام رکھا - اس نے حکم دیا کہ جتنے گرجا گھر ہیں، ڈھا دیئے جائیں - عیسائیوں نے سازش کر کے نکودار کو 1284ء میں شہید کر دیا - پھر اباقاخان کا بیٹا ارغون تخت پر بیٹھا - 1295ء میں ارغون کے بیٹے غازان محمود نے تاج شاہی سر پر رکھا - یہ ایل خانیوں میں سب سے بڑا سلطان مانا جاتا ہے - اس نے ایک موقع پر دمشق کو بھی فتح کر لیا تھا مگر مرج الصفر کے مقام پر اس نے شکست کھائی - یہ وہ جنگ ہے جس میں شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ بھی بطور غازی شریک جنگ ہوئے تھے - ایل خانی سلطنت کا یہ سلسلہ امیر تیمور کے ہاتھوں ختم ہوا -

چنگیز خان کے بعد وسطِ ایشیا کا دوسرا عظیم الشان فاتح امیر تیمور تھا، جس کی اولاد میں سے ایک شاخ نے ہندوستان میں مغل سلطنت قائم کی - ایران، خراسان، افغانستان اور وسط ایشیا پر بھی اس کے اسلاف مدت تک حاکم رہے - تیمور 1336ء میں شہر سبز میں پیدا ہوا جو سمرقند سے پچاس میل جنوب میں ہے - 1358ء میں اس کی فتوحات کا آغاز ہوا - آٹھ دس برس میں ترکستان، خوارزم اور خراسان کے علاقے فتح کیے پھر شمال مغرب کی طرف رخ کیا اور

Marfat.com

دریائے دالگا کے کناروں تک جا پہنچا- جنوب مغرب کی طرف پلٹا تو پورے ایران اور مشرقی عراق وعرب کو پامال کر ڈالا پھر ہندوستان پہنچا، یہاں سے واپس ہوا تو شام میں دمشق اور حلب کو فتح کیا اور ترکی کی طرف بڑھا- 1402ء میں انگورا (موجودہ انقرہ) کے مقام پر تیمور کی لڑائی سلطان بایزید یلدرم عثانی سے ہوئی جس میں بایزید نے شکست کھائی اور گرفتار ہوا- 17 فروری 1405ء کو تیمور فوت ہوا- تیمور کے چار بیٹے تھے- میراں شاہ، عمر شیخ مرزا، شاہ رخ اور جہانگیر- ان میں زیادہ قابل ذکر شاہ رخ ہے جس نے ہرات کو دارالسلطنت بنا کر حکومت کی- ہرات کا آخری بڑا بادشاہ حسین مرزا بائقرا تھا جو عمر شیخ مرزا کی اولاد میں سے تھا- اسی لڑی کے ایک امیر نے جس کا نام بھی عمر شیخ مرزا تھا، فرغانہ میں اپنی حکومت بنالی- اس عمر شیخ مرزا کا بیٹا ظہیر الدین محمد بابر ہندوستان میں مغل سلطنت کا بانی بنا- اس اثناء میں ایران میں شاہ اسماعیل صفوی ایک طاقتور بادشاہ بن کر ابھرا-

سولہویں صدی میں ترکی نے سلطنت عثمانیہ کے سلطان سلیم اور سلطان سلیمان اعظم کے تحت وسعت، طاقت، جاہ وجلال اور عظمت وشوکت کے لحاظ سے اوجِ کمال حاصل کیا- ایران میں سلطنت صفویہ کی بنیاد پڑی جس نے شاہ عباس اعظم کے تحت نقطہ عروج پایا- ہندوستان میں مغلیہ سلطنت قائم ہوگئی- اکبرِ اعظم نے اس کی سرحدیں کابل اور قندھار سے لے کر مشرق میں اراکان کی پہاڑیوں اور کشمیر سے لے کر جنوب میں دکن تک پھیلا دیں-

سلطان سلیم، سلطان سلیمان اعظم، شاہ عباس اور جلال الدین محمد اکبر صرف سولہویں صدی ہی کے عظیم بادشاہ نہ تھے بلکہ ان جیسے فرمانروا کسی ملک کے کسی عہد میں شاذونادر ہی ملیں گے-

سلطنت عثمانیہ

(1299ء - 1923ء)

عثمانی ترک وسط ایشیاء کے ادغوز قبیلے سے تھے- چنگیز خان کی سختیوں سے تنگ آ کر یہ لوگ اسلامی سرزمینوں میں پہنچے پھر ایشیائے کوچک کا رخ کیا جہاں سلجوق حکمران تھے اور قونیہ

Marfat.com

ان کا مرکز تھا-عثمانیوں کا سردار ارطغرل تھا-ارطغرل اپنے قبیلے کو لیے جار ہا تھا کہ اتفاق سے ایک میدان میں پہنچا جہاں دو فریقوں کے درمیان جنگ ہو رہی تھی- ایک فریق کی فوج بہت زبردست تھی- دوسرا فریق کمزور تھا- ارطغرل کو کمزور کی حالت دیکھ کر رحم آ گیا،فوراً اپنے چار پانچ سو جنگجو آدمی لے کر کمزور فریق کی مدد کے لیے جنگ میں کود پڑا- اس مردانگی سے لڑا کہ طاقت ور فوج کو شکست ہوگئی- اس وقت معلوم ہوا کہ جن کو شکست دی وہ تاتاری تھے اور جس فوج کی مدد کی وہ قونیہ کے سلجوقی سلطان علاؤالدین کیقباد کا لشکر تھا- سلطان علاؤالدین نے خوش ہو کر ارطغرل کو دریائے سکاریہ کے کنارے رومی سرحد کے قریب ایک وسیع جاگیر دے دی- ارطغرل نوے برس کی عمر پا کر 1288ء میں فوت ہوا- اس کا بیٹا عثمان خان قبیلے کا سردار بنا- یہی عثمان خان ترکی میں سلطنت عثمانیہ کا بانی ہے-عثمان خان نے کئی علاقے فتح کیے، بار بار رومیوں کو شکستیں دیں- علاؤالدین کیقباد کی وفات کے بعد افراتفری پھیلی تو عثمان نے 1299ء میں اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا- کئی چھوٹے بڑے سرداروں کو شکست دیتا ہوا بروصہ پہنچا جو رومیوں کا نہایت مستحکم شہر تھا- دس برس تک اس کا محاصرہ جاری رکھا-عثمان خان نے بسترِ مرگ پر بروصہ کی فتح کی خبر سنی- اس کے بعد اس کا بہادر بیٹا اورخان اس کا جانشین بنا اورخان نے اپنے بڑے بھائی علاؤالدین کو اپنا وزیر اعظم بنایا- دونوں بھائیوں نے مل کر سارے ایشیائے کوچک کو فتح کرلیا- رومیوں کے پاس صرف دو شہر رہ گئے- اس اثناء میں خود قیصر روم نے اورخان سے مدد مانگی- اس پر اورخان یورپ میں داخل ہوا- گیلی پولی اور آس پاس کے علاقے فتح کر کے وہاں ترکوں کی نوآبادیاں قائم کیں- اورخان بہت بڑا فاتح ہی نہ تھا بلکہ رعایا کی بھلائی کا بھی اسے بہت خیال تھا- اس نے بے شمار مسجدیں، خانقاہیں، مدرسے، سرائیں اور لنگر خانے بنوائے اورخان نے ترکوں کی شہرہ آفاق فوج ینی چری کی بنیاد رکھی جسے یورپ والے جنی سری (Janssaries) کہتے ہیں- اس کے لفظی معنی ہیں جدید فوج-

اورخان کے بعد اس کا بیٹا سلطان مراد تخت نشین ہوا- اس کی توجہ زیادہ تر یورپ پر تھی- اس نے بروصہ کو چھوڑ کر ایڈریا نوپل (ادرنہ) کو اپنا دارالحکومت بنایا- 27 اگست 1389ء کو

Marfat.com

قوصوہ کے مقام پر مراد کی فوج اور رومی عیسائیوں کے درمیان ایک بڑی جنگ ہوئی جس میں دشمن کا سپہ سالار سردیا کا بادشاہ مارا گیا- سلطان مراد مخالف فوج کے ایک سردار کے ہاتھوں زخمی ہو کر شہید ہوا- سلطان مراد کے بعد اس کا بیٹا بایزید یلدرم تخت نشین ہوا- اس نے ایشیا اور یورپ میں بہت سے علاقے فتح کیے- مقدونیہ، سالونیکا اور آس پاس کے علاقوں پر قبضہ جمانے کے بعد قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا- اس اثناء میں صلیبیوں (عیسائیوں) کی ایک فوج نے دریائے ڈینیوب عبور کر کے سلطان بایزید کی مملکت کے اندر نکوپولس کا محاصرہ کر لیا- سلطان قسطنطنیہ کا محاصرہ چھوڑ کر اس طرف بڑھا اور صلیبیوں کو تباہ کر کے رکھ دیا- اس موقع پر مصر کے عباسی خلیفہ نے بایزید کو سلطان روم کا خطاب دیا- سلطان بایزید نے پھر قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا-

امیر تیمور

قیصر روم شہر کا ایک حصہ مسلمانوں کے حوالے کر کے صلح کی درخواست کر رہا تھا کہ امیر تیمور بلائے ناگہانی بن کر یزید کے سر پر آ پہنچا- انگورا کے میدان میں 1402ء میں امیر تیمور نے بایزید کو شکست دی اور اسے گرفتار کر لیا- اگر تیمور جنگ نہ چھیڑتا تو سلطان محمد فاتح سے کم و بیش پچاس برس پہلے قسطنطنیہ فتح ہو چکا ہوتا اور ترک فوجیں بایزید کی کمان میں آگے نکل جاتیں- اسلامی فتوحات کے ایک سیل سے یورپ اور ہندوستان کو سلیمان بن عبدالملک کی تنگ دلی اور نالائقی نے بچایا تھا، دوسرے سیل سے تیمور نے بچالیا-

جنگ انگورہ کے بعد تیمور نے ایشیاء کوچک کے مختلف شہروں میں لوٹ مار کی- بایزید کے بیٹے تخت و تاج کے لیے لڑنے لگے- دس برس تک یہ کشمکش جاری رہی 1413ء میں محمد اپنے دوسرے بھائیوں کو شکست دے کر تخت نشین ہوا- یہ تاریخ میں محمد اول کہلاتا ہے- 1421ء میں محمد اول کا بیٹا مراد ثانی تخت نشین ہوا- فتوحات کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا- قسطنطنیہ کے قیصر نے مجبور ہو کر خراج دینے کا اقرار کیا- بحیرہ اسود کے کنارے بلغاریہ کی مشہور بندرگاہ درنہ (Varna) کے مقام پر مراد نے ہنگری کے بادشاہ کے زیر کمان عیسائیوں کی ایک بڑی فوج کو

Marfat.com

شکست دی - 1451ء میں مراد فوت ہوا- اس کے بعد اس کا چھوٹا بیٹا محمد جسے تاریخ میں محمد فاتح کا لقب دیا گیا تخت نشین ہوا - اس نے 1453ء میں قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا - 29 مئی 1453ء کو ترک فوجیں شہر میں داخل ہوئیں- آخر قسطنطنیہ جسے مسلمان امیر معاویہ کے زمانے سے فتح کرنے کی کوشش کر رہے تھے، مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا اور سلطنت عثمانیہ کا پائے تخت بن گیا- اس فتح نے محمد کو محمد فاتح بنا دیا- سلطان محمد فاتح کے عہد میں جنوبی سردیہ، البانیہ، بوسنیا اور کریمیا فتح ہوئے- وینس والوں کو اپنی بحری قوت پر بڑا ناز تھا- سلطان محمد نے انہیں شکست دے کر سقوطری لے لیا سلطان محمد فاتح کی وفات کے بعد اس کا ایک بیٹا جو قسطنطنیہ میں تھا بایزید ثانی کے نام سے تختِ حکومت پر بیٹھا اس کے عہد میں ترکی کے بحری بیڑے اور وینس کے بحری بیڑے کے درمیان 28 جولائی 1499ء کو سخت جنگ ہوئی جس میں وینس نے شکست کھائی - بایزید کے عہد میں ایران اور ترکی میں بھی لڑائیاں شروع ہوگئیں- بایزید کے بعد 1512ء میں سلیم نے تختِ سلطنت پر قدم رکھا-

سلطان سلیم اور سلیمانِ اعظم

(1512ء-1566ء)

سلطان سلیم نے اگرچہ صرف آٹھ نو برس بادشاہی کی مگر اس کے عہد میں ترکی سلطنت کی حدیں بہت پھیل گئیں- اس نے یورپ میں فتوحات کو وسعت نہ دی بلکہ ایشیاء میں زیادہ سے زیادہ اسلامی ملکوں کو اپنے زیرنگیں کیا تاکہ مسلمانوں کی قوت یکجا ہو جائے- شاہ اسماعیل صفوی نے سلطان سلیم کے خلاف اس کے بھائی شہزادہ احمد کو کھڑا کیا- دوسری طرف مصر کے مملوک بادشاہوں کو ترکی پر حملہ کرنے پر آمادہ کیا لیکن سلطان سلیم نے اپنے سرحدی علاقہ میں شاہِ ایران کے چالیس ہزار آدمی ایک دم قتل کروا دیئے- 23 اگست 1514ء کو چالدیران جو آذربائیجان میں جھیل ارومیہ کے مشرق میں ہے، کے مقام پر سلطان سلیم نے شاہ اسماعیل کو شکست دی اور شاہ اسمٰعیل کے دارالحکومت تبریز پر قبضہ کر لیا- سلطان سلیم نے اس

Marfat.com

کے بعد مصر پر بھی قبضہ کرلیا-2 جنوری 1517ء کو ترک فوجیں قاہرہ میں داخل ہوگئیں- سلطان سلیم یکم اگست 1518ء کو قسطنطنیہ واپس پہنچا- مصر کے مملوک خلیفہ متوکل علی اللہ ثالث نے جسے سلطان سلیم پکڑ کر اپنے ساتھ لے گیا تھا، خلافت کے تبرکات اور دوسرے نشانات سلطان سلیم کے حوالے کر دیئے اور خود خلافت سے دستبردار ہونے کا اعلان کر دیا- اس وقت سے خلافت ترکوں کے قبضے میں آ گئی- سلطان سلیم نے 1520ء میں وفات پائی- اس کے بعد اس کا بیٹا سلیمان تخت پر بیٹھا جو سلیمانِ اعظم کے نام سے مشہور ہوا- اس نے تخت پر بیٹھتے ہی سارے جنگی قیدی چھوڑ دیئے، ایران کے ساتھ بہتر تعلقات پیدا کرنے کے لیے اقدامات کیے، وہ امن وامان چاہتا تھا مگر ہنگری کے بادشاہ نے سلیمان کے سفیر کو قتل کرا دیا- اس کو سزا دینے کے لیے سلیمان نے ہنگری پر حملہ کر دیا-1526ء میں ہنگری کا بادشاہ لڑائی میں مارا گیا- بوڈاپسٹ کے علاوہ ہنگری کے بڑے حصے پر عثمانی پرچم لہرانے لگا- ادھر تبریز میں بغاوت ہوگئی- شاہ طہماسپ صفوی سلیمان کو یورپ کی جنگوں میں مصروف پا کر تبریز پر قابض ہوگیا- سلیمان نے اپنی فوج اس طرف بھیجی- ایرانی فوج بغیر لڑائی کے پسپا ہوگئی- اس اثناء میں سلطان سلیمان نے آرمینیا پر قبضہ کرلیا- بغداد، جارجیا اور ارض روم بھی سلطان کے قبضے میں آ گئے-1532ء میں سلیمان نے یورپ کے سب سے بڑے شہنشاہ جرمنی کے چارلس پنجم کے خلاف فوج کشی کی، ویانا تک پہنچ گیا لیکن صلح ہوگئی، اگرچہ ترک فوج آگے بویریہ تک جا پہنچی، سلطان نے بلغراد کو بھی فتح کیا- فرڈی نینڈ شاہ آسٹریا نے خراج دینا منظور کیا- سلیمان نے روڈس اور کئی دوسرے جزیروں پر بھی قبضہ کرلیا-

خیرالدین باربروسا

خیرالدین باربروسا سولہویں صدی کا شہرہ آفاق امیر البحر تھا- یورپ کے بحری قزاقوں نے بحیرہ روم میں اودھم مچا رکھا تھا اور اسلامی آبادیوں پر حملے کرتے پھرتے تھے- خیرالدین اور اس کے بڑے بھائی یعقوب نے، جو اورج کے نام سے مشہور تھا، جوابی حملے

Marfat.com

شروع کیے - اِن دونوں بھائیوں نے تیونس اور الجزائر پر قبضہ کرلیا - سلطان سلیمانِ اعظم نے خیرالدین باربروسا کو اپنا امیر البحر مقرر کرلیا - خیرالدین نے 1538ء میں چارلس پنجم، پوپ اور وینس تینوں کے مشترکہ بیڑے کو شکستِ فاش دی - سلیمان اعظم بہتر (72) برس کی عمر میں 1566ء میں فوت ہوا - اس وقت وہ ہنگری میں ایک مقام کا محاصرہ کیے ہوئے تھا - وزیراعظم نے اس کی وفات کو پوشیدہ رکھا - جب اس کا بیٹا سلیم ثانی کے لقب سے تخت نشین ہوا تو سلیمان کی موت کا اعلان کیا گیا - مورخوں نے لکھا ہے کہ سلیمان نے چھیالیس برس زندہ رہ کر حکومت کی اور چھیالیس دن مرکر حکومت کرتا رہا - وہ خاندان عثمانیہ کا سب سے بڑا حکمران تھا اس لیے اسے سلیمان اعظم کہتے ہیں - نہ صرف وہ ایک عظیم فاتح تھا بلکہ بہت لائق حکمران تھا - اس نے کئی نئے قوانین بنائے اس وجہ سے اسے سلیمان قانونی کا نام بھی دیا گیا ہے - اس کے زمانے میں باقاعدہ فوج تین لاکھ تھی -

عثمانیوں کا زوال

سلیمان اعظم کے بعد سلیم ثانی بادشاہ بنا - اس وقت سے زوال شروع ہو گیا - تخت نشینی کی جنگ میں جو کامیاب ہوتا وہ اپنے تمام بھائیوں کو قتل کر دیتا اور جو بچ جاتا وہ ملک چھوڑنے پر مجبور ہو جاتا - فوج اقتدار میں دخیل ہوگئی - فوج کے سالار جسے چاہتے تخت پر بٹھاتے اور جسے چاہتے اتار پھینکتے - دولتِ عثمانیہ کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مملوک امراء مصر میں خودمختار ہو گئے - 1798ء میں نپولین نے چھتیس ہزار فوج لے کر مصر پر حملہ کیا - مملوک حکومت نے شکست کھائی پھر نپولین شام کی طرف بڑھا اور غزہ، رملہ اور یافا کو فتح کرتا ہوا عکر (Acre) پہنچ گیا - اس موقع پر انگریز نپولین کے خلاف ترکی کے مددگار تھے - انگریز امیر البحر نیلسن نے دریائے نیل میں نپولین کو عبرتناک شکست دی - اسی اثناء میں نپولین نے جو فوج مصر بھیجی تھی وہ بھی تتر بتر ہوگئی -

اس زمانے میں شیخ محمد بن عبدالوہاب نے نجد میں دینی اصلاح کی تحریک شروع کی -

Marfat.com

اس میں خاندانِ سعود بھی شامل ہو گیا اور عرب میں ایک نئی طاقت کا ظہور ہوا- یہ خلیفہ سلطان سلیم ثالث تھا جس کے پاس ہندوستان سے سلطان ٹیپو نے انگریزوں کے خلاف مدد کیلیے ایلچی بھیجے- سلطان سلیم ثالث کو 1807ء کو تخت سے اتار دیا گیا- سلیم ثالث کے بعد اگلا قابل ذکر بادشاہ محمود ثانی ہے جو 1808ء میں تخت نشین ہوا- اسے محمود مصلح کا نام دیا گیا- اس نے ہر شعبے میں اصلاحات کے نام پر بہت سی تبدیلیاں کیں- فوج کی قوت کم کرنے کے لیے اس کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کروا دیا- ترکوں کا لباس بدلا- بڑی بڑی پگڑیوں کی بجائے ترکی ٹوپی کو رواج دیا- محمود مصلح کے عہد میں مصر میں محمد علی پاشا نے مستقل حکومت قائم کر لی- یونان نے ترکی کے خلاف بغاوت کی- انگریزوں نے یونان کی مدد کی- آخر ترکی بعض شرائط پر یونان کو آزادی دینے پر مجبور ہو گیا- فرانس نے الجزائر پر قبضہ کر لیا- بوسنیا اور البانیہ میں بغاوتیں ہوئیں- محمود مصلح 1839ء میں فوت ہوا- اس کے بعد سلطان عبدالحمید اول، سلطان عبدالعزیز اور سلطان مراد پنجم تخت نشین ہوئے- سلطان عبدالحمید اول کے زمانے میں روس کے ساتھ جنگِ کریمیا چھڑ گئی- فرانس اور انگلستان نے ترکی کا ساتھ دیا- 1876ء میں سلطان عبدالحمید ثانی تخت پر بیٹھا- اس کے عہد میں روس نے ترکی کے ساتھ پھر جنگ چھیڑ دی- اس جنگ میں پلونا کا معرکہ تاریخ کا ایک شاندار باب ہے- غازی عثمان پاشا نے بڑی مردانگی دکھائی لیکن روسی فوجیں درنہ تک جا پہنچیں- یورپی طاقتوں نے روس کا راستہ روکنے اور اسے قسطنطنیہ اور درہ دانیال پر قابض ہونے سے باز رکھنے کے لیے برلن میں پرنس بسمارک کی صدارت میں ایک کانفرنس بلائی- 1878ء میں ایک معاہدہ ہوا- اسی کانفرنس میں بلغاریہ، سردیا، رومانیہ اور مونٹی نیگرو کو ترکی کے قبضے سے آزاد کرانے کا فیصلہ ہوا- سلطان عبدالحمید نے یہ کہہ کر پارلیمنٹ توڑ دی کہ ترک ابھی پارلیمانی نظام کے قابل نہیں ہوئے- سلطان اور قوم میں کشمکش شروع ہو گئی- اسی زمانے میں نوجوان ترکوں کی تحریک شروع ہوئی- ان کی بنائی ہوئی انجمنِ اتحاد و ترقی نے دنیا میں شہرت حاصل کی- محمود شوکت پاشا، طلعت پاشا، انور پاشا اور مصطفٰے کمال پاشا اسی تحریک کے سرگرم راہنماؤں میں تھے- 1907ء میں یورپ کی کئی طاقتیں ترکی کے مزید

Marfat.com

حصے بخرے کرنے کے لیے اسکیمیں بنانے لگیں- سلطان سلطنت کو بچانے کے لیے کوئی قدم نہ اٹھا سکا، الٹا عوام کے جذبہء آزادی کو کچلنے کے لیے راہنمایانِ آزادی کو قتل کرنا شروع کر دیا- فوج میں بغاوت پھیل گئی- محمود شوکت پاشا قسطنطنیہ پہنچا- سلطان عبدالحمید کو اتار کر اس کے بھائی سلطان محمد خامس کو تخت پر بٹھایا اور ترکی میں دستوری حکومت قائم کر دی- ترکوں کو سنبھلنے کا موقع ملا مگر یورپی طاقتیں نہیں چاہتی تھیں کہ ترکی اس موقع سے فائدہ اٹھائے- 1911ء میں اٹلی کو طرابلس پر حملہ کے لیے اکسایا گیا- نوجوان ترکوں کے لیے بظاہر طرابلس پہنچنا دشوار تھا- انور کمال پاشا، مصطفےٰ کمال پاشا، عصمت پاشا اور دوسرے غازی بھیس بدل کر مصر کے راستے طرابلس پہنچے- عربوں کو منظم کر کے اٹلی کے چھکے چھڑا دیئے-

جنگ بلقان

ادھر یورپی طاقتوں کی شرارت سے جنگِ بلقان شروع ہو گئی- نوجوان ترکوں نے ہمت نہ ہاری اور طرابلس کو آزادی دے کر ترکی نے اپنی ساری قوت جنگِ بلقان پر مرکوز کر دی- بلقانیوں کے قدم جہاں جہاں پہنچے انہوں نے مسلمان آبادیوں پر بہت ظلم وستم کیے- یورپی طاقتوں نے صلح کے بہانے ترکی کے بہت سے علاقے بلقانی ریاستوں کو دیئے-

جنگ عظیم اوّل

1914ء میں پہلی جنگِ یورپ چھڑ گئی جسے پہلی جنگِ عظیم بھی کہتے ہیں، اس میں روس، برطانیہ اور فرانس ایک طرف تھے- جرمنی اور آسٹریا دوسری طرف- روس، برطانیہ اور فرانس نے ترکی کے حصے بخرے کرنے کا خفیہ معاہدہ کر لیا اور قسطنطنیہ کو روس کے حوالے کرنے کا منصوبہ بنا لیا- اس صورت حال میں ترکی نے جنگ میں جرمنی کا ساتھ دیا- برطانیہ نے ایک طرف مصر میں ترکی کی برائے نام امداد کی عادت ختم کی تو دوسری طرف حجاز میں شریف حسین کو ہر طرح کی امداد دے کر ترکوں کے خلاف بھڑکایا- انگریزی بحری جہازوں نے درہء دانیال پر

Marfat.com

حملہ کر دیا اور گیلی پولی میں فوجیں اتار دیں- وہاں سے مصطفٰے کمال پاشا نے انگریزی فوجوں کو مار بھگایا- اتحادیوں نے اگست 1917ء میں فیصلہ کیا کہ آرمینیا، مشرقی اناطولیہ، قسطنطنیہ اور درہ دانیال روس کو، جیفا اور بغداد برطانیہ کو، اسکندریہ اور موصل فرانس کو، مغربی اناطولیہ اٹلی کو دے دیا جائے اور فلسطین کو تمام اتحادیوں کی مشترکہ نگرانی میں رکھا جائے- اتحادیوں نے امریکہ کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا- اس اثناء میں انگریزوں نے یونان سے اٹھ کر اناطولیہ پر حملہ کر دیا- امریکہ، فرانس اور برطانیہ اس کی مدد کر رہے تھے- قسطنطنیہ اور درہ دانیال پر اتحادی قابض ہو گئے-

مصطفٰے کمال

یہ حالات دیکھ کر غازی کمال مصطفٰے پاشا قسطنطنیہ سے نکلا اور مشرقی اناطولیہ میں قومی دفاع کا جھنڈا بلند کیا- انگریزوں کو گیلی پولی اور درہ دانیال سے پیچھے دھکیل کر اپنی شرائط پر صلح کرنے پر مجبور کر دیا- مصطفٰے کمال نے 1920ء میں قسطنطنیہ میں نئی پارلیمنٹ کے قیام کی راہ ہموار کی- قومی وحدت اور مقاصد کے لیے قومی میثاق کی تشکیل کی- یہ میثاق پارلیمنٹ نے منظور کیا- اس میثاق کی بڑی بڑی شرطیں یہ تھیں :

1- عربوں کے لیے حقِ خودمختاری کا اعتراف
2- اناطولیہ، مشرقی تھریس اور موصل کی آزادی
3- قسطنطنیہ کو جنگی نقطۂ نگاہ سے محفوظ کرنا
4- درہ دانیال میں تجارتی جہازوں کے آنے کی آزادی
5- اقلیتوں کے لیے انہی حقوق کا قیام جو دوسرے ملکوں میں انہیں حاصل ہیں
6- غیر ملکیوں کو حاصل خاص رعایتوں کا خاتمہ-
7- قومی قرضے کا مناسب فیصلہ

مصطفٰے کمال نے نئے انتخابات کا اعلان کر دیا- مجلسِ ملیہ منتخب ہوئی- انگورہ (انقرہ) میں قسطنطنیہ کے مقابلے میں نئی حکومت بن گئی- اتحادیوں نے ترکی کے مستقبل کا فیصلہ خود ہی

Marfat.com

کر کے 10 اگست 1920ء کو ترکی کے سلطان وحید الدین سے اس پر دستخط لے لیے۔ اس معاہدے کے مطابق ترکی کی آزادی کو ختم کر دیا گیا مگر مصطفٰے کمال کی مجلسِ ملیہ نے اس معاہدے کو رد کر دیا۔ یونانی انگریزوں کی مدد سے ترکی کی طرف بڑھے۔ مصطفٰے کمال نے سکاریا کے کنارے یونانیوں کو شکستِ فاش دی۔ ترک ستمبر 1922ء میں سمرنا پہنچ گئے۔ اب اتحادی مجبور ہو گئے کہ قومی مجلس ملیہ سے معاہدہ کر لیں۔ لوازن (سوئٹزرلینڈ) میں ترک نمائندوں اور اتحادیوں کے درمیان گفتگو ہوئی۔ 4 جون 1923ء کو معاہدہ ہوا جس کی رو سے ترکوں کو اپنے علاقوں میں کامل آزادی مل گئی۔ 21 اکتوبر 1923ء کو مجلس ملیہ نے خلافت کا خاتمہ کر کے جمہوری حکومت کا اعلان کیا۔ غازی مصطفٰے کمال اس کے پہلے صدر بنے۔ آلِ عثمان کا آخری حکمران سلطان عبدالمجید خان فرانس بھاگ گیا۔ غازی مصطفٰے کمال نے جنہیں قوم اتاترک یعنی ترکوں کا باپ کہتی ہے ہر صیغے اور ہر شعبے میں دوررس اصلاحات کیں اور ترکی کو جلد ایک زبردست قومی قوت بنا دیا۔

مصر کا عہدِ جدید

مصر میں نپولین کے حملے کے بعد کئی سال تک افراتفری رہی۔ آخر محمد علی پاشا نے 1811ء میں ترکی کے خلیفہ سے حکومتِ مصر کا فرمان حاصل کیا۔ مملوکوں نے مخالفت کی۔ محمد علی پاشا نے ان سرداروں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ ملک کا نظام درست کیا۔ مشرقی سوڈان کو فتح کیا۔ صنعت و حرفت کو ترقی دی۔ ملک میں امن و امان قائم کیا۔ یورپی تاجروں نے تجارتی کوٹھیاں بنائیں۔ محمد علی پاشا کے عہدِ حکومت میں مصر اپنی پہلی عظمت کے راستے پر گامزن ہو گیا۔ 1848ء میں جب محمد علی پاشا کی عمر 80 سال ہو چکی تھی اس نے حکومت چھوڑ دی۔ 1863ء میں اسماعیل پاشا نے حکومت سنبھالی۔ اس نے سلطان ترکی سے خدیو کا لقب حاصل کیا۔ اسماعیل بڑا فضول خرچ اور کوتاہ اندیش آدمی تھا۔ اسے بے حد شوق تھا کہ مصر یورپی ملکوں جیسا بن جائے۔ قرض لے لے کر ملک کو زیرِ بار کرتا رہا۔ نہر سویز بنی لیکن ملک کی مالی حالت بگڑتی گئی۔ قرض بڑھتا گیا۔ یورپی طاقتیں ملک میں یہاں تک دخیل ہو گئیں کہ انہوں نے قرضوں

Marfat.com

کی واپسی کے سلسلے میں ایک کمیشن قائم کیا اور خدیو نے مصر کی ذاتی جائیداد بین الاقوامی نگرانی میں دے دی۔

جمال الدین افغانی

اسی زمانے میں جمال الدین افغانی مصر پہنچے۔ ان کی کوششوں سے توفیق پاشا مسند نشین ہوا مگر تخت پر بیٹھتے ہی اس نے جمال الدین افغانی کو مصر سے نکال دیا جس کے بعد مصر میں انگریزوں کے قدم جم گئے اور وہ سارے ملکی امور پر قابض ہو گئے۔ اس اثناء میں مصر اور سوڈان میں ایک اصلاحی تحریک پیدا ہوئی جس کا لیڈر محمد احمد تھا۔ وہ مہدی سوڈانی کے لقب سے مشہور ہے۔ محمد احمد کی تحریک نے سارے سوڈانیوں میں مذہب اور آزادی کا جوش پیدا کر دیا۔ اس نے مصر اور برطانیہ کی فوجوں کو شکست دے کر سارے سوڈان پر قبضہ کر لیا مگر اس کی عمر نے وفا نہ کی۔ اس کی حکومت درویش حکومت کہلاتی ہے۔

مصر میں جمال الدین افغانی کے بعد ان کے رفیق شیخ محمد عبدہ' مصری نے سیاست کے ساتھ ساتھ دینی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ سعد پاشا زاغلول بھی سید جمال الدین افغانی کے شاگرد تھے، انہوں نے مصریوں کو انگریزوں سے آزادی دلانے کی تحریک شروع کی۔ جب پہلی جنگِ عظیم شروع ہوئی تو آزادی کی یہ تحریک زور پکڑ گئی۔ سعد پاشا زاغلول نے ایک قومی مجلس بنائی اور وفد لے کر پیرس کی صلح کانفرنس میں جانے کی تیاری کرنے لگے تو انگریزوں نے سعد پاشا کو گرفتار کر لیا۔ ملک میں ہنگاموں کی آگ بھڑک اٹھی۔ بڑی کشمکش کے بعد برطانیہ اور مصر کے درمیان 1936ء میں ایک معاہدہ ہوا جس میں مصر کی کامل آزادی کا فیصلہ ہوا۔ ترکی کی طرح 1937ء میں مصر جمعیت اقوام کا ممبر بن گیا اور اس طرح برطانیہ سے اس کی کامل آزادی پر برطانیہ کے ساتھ مساوات کا عملی اظہار ہوا۔

ایران

ہلاکو خان کی اولاد میں سے پہلے نکودار اور اس کے بعد غازان محمود مسلمان ہوا۔ اس

Marfat.com

خاندان کی حکومت ابوسعید پر ختم ہوئی - ایران میں طوائف الملوکی شروع ہوگئی - آخر صفوی خاندان نے وہاں حکومت بنائی - امام موسیٰ کاظم کی اولاد میں سے ایک بزرگ صفی الدین تھے - صفوی خاندان انہی سے منسوب ہے - شاہ اسمٰعیل چودہ، پندرہ سال کے تھے جب والد کے مرنے کے بعد اپنے مریدوں کو اکٹھا کر کے شیروان کے حاکم کو شکست دی، پھر تبریز پر قبضہ کرلیا پھر عراق اور آس پاس کے علاقے فتح کر لیے - خراسان کی طرف رخ کیا - ترکستان میں اس وقت ازبک سردار شیبانی خان حکمران تھا - اسی نے بابر اور دوسرے تیموریوں کو ترکستان سے باہر نکالا تھا - 1510ء میں شاہ اسمٰعیل صفوی کی جنگ ازبکوں سے ہوئی - شیبانی خان مارا گیا - مشترکہ دشمن کی اسی شکست نے بابر اور اسمٰعیل میں دوستی پیدا کر دی - بابر اس وقت کابل کا حکمران تھا - 1514ء میں ترکی کے سلطان سلیم نے شاہ اسمٰعیل کو جنگ چالدیراں میں شکست دی - تبریز عثمانیوں کے قبضے میں چلا گیا - اسمٰعیل کے بعد 1524ء میں شاہ طہماسپ اس کا جان نشین ہوا جو 1576ء تک حکمران رہا - ہمایوں بادشاہ اسی کے پاس ایران پہنچا تھا - طہماسپ فوت ہوا تو ایران میں سخت بدنظمی پیدا ہوگئی - شاہ کی ایک بیگم پری خانم نے تمام شہزادوں کو ختم کروا دیا - طہماسپ کے کم سن بیٹے عباس کے لیے بھی قتل کا حکم پہنچ چکا تھا مگر رمضان شریف کی وجہ سے اس پر عمل درآمد نہ ہو سکا - عباس نہ صرف سزائے موت سے بچ گیا بلکہ آخر تختِ حکومت بھی اسی کو مل گیا - یہ صفوی خاندان کا سب سے بڑا بادشاہ ہوا ہے - اسی وجہ سے اسے عباسِ اعظم کہتے ہیں - عباسِ اعظم 1587ء میں تخت نشین ہوا - اس نے ترکوں کے ساتھ صلح کی - ازبک ہر سال خراسان پر حملہ کرتے تھے - عباس نے 1597ء میں ازبکوں کو ایسی شکست دی کہ پھر اس کی زندگی میں وہ سر نہ اٹھا سکے - 1603ء میں شاہ عباس نے ترکوں کو آذربائیجان سے مار بھگایا اور تبریز ان سے واپس لے لیا - اس نے جہانگیر کے عہد میں مغلوں سے قندھار بھی چھین لیا - عباس کے زمانے میں ایران کی عظمت کمال کو پہنچ گئی - اس نے اصفہان کو اپنا مرکز بنایا - یہ شہر اتنا عظیم الشان بن گیا کہ مثل مشہور ہوگئی کہ، اصفہان آدھا جہان - بیالیس

Marfat.com

برس کی حکومت کے بعد شاہ عباس نے 1629ء میں وفات پائی - صفوی سلطنت کی حالت ابتر ہوگئی - افغانیوں نے قندھار پر قبضہ کرلیا - ایک افغان سردار محمود نے ایران پر حملہ بول دیا اور اصفہان جا پہنچا - اس نے صفوی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجادی - یہ حالت دیکھ کر ایک طرف ترک ایرانی علاقوں میں گھس آئے، دوسری طرف روسیوں نے پیش قدمی شروع کردی - اس دوران قدرت نے نادر بادشاہ افشار کو ایرانیوں کا نجات دہندہ بنا کر بھیج دیا - وہ بالکل معمولی حیثیت کا آدمی تھا مگر جرنیل بلا کا تھا - شروع میں کچھ آدمی اپنے ارد گرد جمع کر کے ڈاکے مارنے لگا - پھر صفوی شہزادے طہماسپ کے ساتھ مل کر افغانوں کو ملک سے نکالا - ترکوں کو روکا - اسی طرح روسیوں کو ملک سے نکالا اور نادر شاہ کے لقب سے بادشاہ بن گیا - پھر اس نے افغانستان، ہندوستان اور خیوا کو فتح کرلیا - ہر ملک کی دولت لوٹ لوٹ کر ایران لے گیا - اس نے مشہد کو دارالحکومت بنایا - آخری عمر میں نادر شاہ کے دماغ میں فتور آ گیا - معمولی معمولی باتوں پر بڑے بڑے درباریوں کو قتل کروا دیتا تھا - نادر شاہ اپنے ہی آدمیوں کے ہاتھوں 1747ء کو مارا گیا - نادر شاہ کی وفات کے بعد ایران ابتری کا شکار ہوگیا - دو خاندان سامنے آئے - زند اور قاچار - زند خاندان کے سردار کریم خان نے شیراز کو اپنا مرکز بنایا - قاچار خاندان کا سردار محمد خان قاچار تھا، جس نے آخر میں سارے ایران پر قبضہ کرلیا اور تہران کو اپنا دارالحکومت بنایا - اس کے ایک جانشین ناصر الدین شاہ قاچار کی ملاقات سید جمال الدین افغانی سے ولایت میں ہوئی، وہ انہیں اپنا وزیر بنانے کے لیے ساتھ لے آیا - مگر ناصر الدین شاہ کے مفاد پرست اور خود سر مصاحبوں کو سید جمال الدین افغانی کے اصلاحی پروگرام میں اپنا نقصان نظر آیا - آخر ان سازشوں سے سید کو ایران سے نکلنا پڑا - 1896ء میں ناصر الدین شاہ مارا گیا اور اس کا بیٹا مظفر الدین شاہ تخت پر بیٹھا - اس نے دستوری حکومت منظور کرلی - اس کے بیٹوں کی تربیت روسی اتالیقوں نے کی تھی - وہ بادشاہ بنا تو روسیوں کا عمل دخل بڑھ گیا - آخر روسیوں اور انگریزوں نے ایران کو آپس میں تقسیم کرنے کا ایک خفیہ معاہدہ بنا لیا -

Marfat.com

ایرانیوں کوخبر ہوئی تو وہ احتجاج کرتے ہوئے سڑکوں پر نکل آئے - محمد علی شاہ نے بھاگ کر روسیوں کے ہاں پناہ لی - اس اثناء میں 1914ء کی جنگ شروع ہوگئی - ایران میں سید رضا شاہ پہلوی لیڈر بن کر ابھرا - رضا شاہ شروع میں ایک چھوٹے سے دستے کا کمان دار تھا - وزیرِ جنگ کے عہدے پر پہنچا - کچھ عرصے بعد وزیرِ اعظم بن گیا - 1925ء میں قومی مجلس نے ایران کے بادشاہ احمد شاہ کو تخت سے ہٹا کر محمد رضا شاہ کو ایران کا بادشاہ بنا دیا - پہلوی خاندان کی ابتداء ہوئی - دوسری جنگِ عظیم کے بعد انگریزوں اور روسیوں نے محمد رضا شاہ پہلوی کو تخت سے اتار کر ولی عہد محمد رضا خان کو تخت پر بٹھا دیا -

افغانستان

افغانستان کی جدید تاریخ 1747ء سے شروع ہوتی ہے - نادر شاہ کے قتل کے بعد اس کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی - ایک سالار احمد خان ابدالی افغانستان کا بادشاہ بن گیا - ابدالیوں کے دو بڑے قبیلے تھے - ایک درانی دوسرا بارک زئی - کچھ عرصے بعد بارک زئی حکمران بن گئے - دوست محمد خان بادشاہ بنا - اس کے ایک جانشین شیر علی خان کے عہد میں انگریزوں سے جنگ چھڑ گئی - اس کا بیٹا یعقوب خان بادشاہ بنا جو انگریزوں کی قید میں رہا - 1880ء میں انگریزوں نے دوست محمد خان کے پوتے اور شیر علی خان کے بھتیجے عبدالرحمٰن کو بخارا سے بلا کر کابل کا امیر بنایا - اس نے حالات درست کیے - 1891ء میں سارا افغانستان امیر عبدالرحمٰن کے زیرِ اقتدار آ گیا - امیر عبدالرحمٰن بہت منظم، مدبر اور زبردست حاکم تھا - اس نے لوگوں پر ایسی ہیبت بٹھا دی کہ اس کا نام ہی سب کو درست کرنے کے لیے کافی تھا - چوریاں، ڈاکے بالکل بند ہوگئے - وہ اکتوبر 1901ء میں فوت ہوا - اس کے بعد اس کا بیٹا حبیب اللہ خان حکمران بنا - پھر اس کا بیٹا امان اللہ خان - امان اللہ خان کے عہد میں انگریزوں کے ساتھ تیسری جنگِ افغانستان چھڑ گئی - آخر انگریز گفت و شنید پر مجبور ہوئے - انہوں نے افغانستان کی آزادی کو تسلیم کر لیا - اس موقع پر دھوم دھام سے جشنِ استقلال منایا گیا اور

Marfat.com

یادگار کے طور پر کابل میں ایک مینار کی تعمیر کی گئی- امان اللہ خان نے زور وشور سے افغانستان میں یورپی تہذیب وتمدن کو رواج دینا شروع کر دیا تو لوگوں میں بددلی پھیل گئی- انتشار کا فائدہ اٹھا کر ایک ڈاکو نے جس کا نام حبیب اللہ تھا اور جسے 'بچہ سقہ' کہتے تھے کابل پر قبضہ کرلیا مگر ملک میں افراتفری پھیلتی گئی- ایک ریٹائرڈ سپہ سالار اور سابق وزیرِ جنگ نادر خان نے بچہ سقہ کو شکست دے کر موت کی سزا سنائی اور نادر شاہ کے نام سے ایک نئے خاندان کی بنیاد ڈالی- 1933ء میں ایک نوجوان نے اچانک حملہ کر کے نادر شاہ کو مار دیا- اس کا اکلوتا بیٹا ظاہر شاہ کے نام سے تخت پر بیٹھا- اس کے عہد میں ملک کی زراعت، صنعت وحرفت اور تجارت میں شاندار ترقی ہوئی- بڑے بڑے شہر آباد ہوئے-

Marfat.com

مسلمان ـــــ برصغیر پاک و ہند میں

محمد بن قاسم (711ء - 715ء)

ولید بن عبدالملک کے عہد خلافت میں جب مغربی محاذ پر طارق بن زیاد گاڈلٹ کے مقام پر سپین کے بادشاہ راڈرک (لذرلق) کو شکستِ فاش دینے کے بعد پورے ملک پر اپنا تسلط قائم کرنے کے لیے پیش قدمی میں مصروف تھا اور ادھر شمال مشرق میں قتیبہ بن مسلم اپنی فتوحات کے جھنڈے گاڑتا ہوا سمرقند سے کاشغر جا پہنچا، اُسی زمانے میں 711ء کے موسمِ خزاں میں 17 سالہ جرنیل عماد الدین محمد بن قاسم کے بحری جہاز موجودہ کراچی کے قریب دیبل کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہو رہے تھے ان جہازوں پر محمد بن قاسم کی فوج کے لیے بھاری اسلحہ اور ساز و سامان لدا ہوا تھا - خود محمد بن قاسم اور اس کی فوج عراق سے خشکی کے راستے بلوچستان اور مکران کی ساحلی پٹی پر سفر کرتے ہوئے شہر دیبل کی فصیل کے باہر خیمہ زن ہو چکی تھی - یہ فوج چھ ہزار گھڑ سوار اور چھ ہزار اونٹنی سوار چاق و چوبند دستوں پر مشتمل تھی -

برصغیر پاک و ہند میں عرب مجاہدین کے قدم، محمد بن قاسم کی یلغار سے بہت پہلے پہنچ چکے تھے، اس دور میں بلوچستان اور مکران ایرانی سلطنت کا حصہ تھے، جو فتح ایران کے ساتھ ہی مسلمانوں کے قبضے میں آ گئے تھے - حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں عمان کے گورنر عثمان ثقفی نے ہندوستان میں پیش قدمی کی غرض سے ایک مختصر سا لشکر روانہ کیا تھا جو موجودہ ممبئی کے گرد و نواح میں تھانہ پر کامیاب حملہ کرنے کے بعد واپس چلا گیا - حضرت عمر فاروقؓ کو جب

Marfat.com

اس مہم کا علم ہوا تو انہوں نے اس سمت میں مزید کارروائی سے منع کر دیا۔

محمد بن قاسم نے بغیر کسی مشکل کے اپنی منجنیق ''العروس'' کی مدد سے دیبل فتح کر لیا۔ منجنیق کو ایک طرح سے اُس زمانے کی توپ کہنا چاہیے۔ یہ قلعے کی فصیل کو توڑنے کے لیے بھاری پتھر پھینکنے کے کام آتی تھی۔ العروس کو پانچ سو آدمی مل کر چلاتے تھے۔ اِس سے اُس کے حجم اور طاقت کا کچھ اندازہ ہوتا ہے۔ دیبل کی فتح کے بعد محمد بن قاسم شہر کا انتظام و انصرام کرنے کے بعد نیرون (موجودہ حیدرآباد) اور سہوان کی طرف بڑھا۔ دونوں شہروں نے بغیر لڑائی کے ہتھیار ڈال دیئے سندھ کے حکمران راجہ داہر سے محمد بن قاسم کا آمنا سامنا سندھ کی راجدھانی الور کے قریب دریائے سندھ کے کنارے راوڑ کے مقام پر ہوا۔ یہاں محمد بن قاسم نے پہلی دفعہ ہندوؤں کے لاؤ لشکر اور ان کے ہاتھی سوار دستوں کا نظارہ کیا۔ اردگرد کے کئی راجے اور راجپوت سردار راجہ داہر کی مدد کو پہنچے ہوئے تھے۔ ایک خوں ریز لڑائی کے بعد جس میں راجہ داہر مارا گیا، مسلمانوں کی فوج کو فیصلہ کن فتح حاصل ہوئی۔ اب سارا سندھ محمد بن قاسم کے قدموں میں تھا۔ وہ بھمن آباد اور الور پر قبضہ کرتا ہوا اور مفتوحہ علاقے میں اپنے دستے متعین کرنے کے بعد ملتان کی طرف بڑھا۔ مختصر سے محاصرے کے بعد ملتان کے ہندو گورنر نے بغیر کسی مقابلے کے ہتھیار ڈال دیئے۔ چونکہ محمد بن قاسم کی پیش قدمی، اس کے تین سو سال بعد شمالی مغرب سے ہندوستان پر حملہ آور ہونے والے سلطان محمود غزنوی کی طوفانی یلغار کی طرح نہ تھی اس لیے اسے ملتان تک پہنچتے پہنچتے دو سال لگ گئے۔ وہ جو علاقہ فتح کرتا اس کے بہتر منصفانہ اور رعیت پرور انتظام و انصرام پر خصوصی توجہ دیتا اور وہاں دیکھ بھال کے لیے اپنے آدمیوں کو مقرر کر کے آگے بڑھتا، مسلمانوں کی آمد سے پہلے سندھ میں راجہ داہر نے ظلم و ستم کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ معروف ہند مورخ ڈاکٹر تارا چند اپنی کتاب ''مختصر تاریخ اہل ہند'' میں لکھتا ہے ''اُس نے اپنی رعایا کے ایک حصے (یعنی غریب اکثریت اور نیچی ذات والوں) کے لیے سخت جابرانہ قوانین نافذ کیے ہوئے تھے۔ انہیں ہتھیار رکھنے یا ریشمی کپڑے پہننے اور گھوڑوں پر زین ڈال کر سوار ہونے کی ممانعت تھی۔ اس نے حکم دے رکھا تھا کہ وہ ننگے پاؤں

Marfat.com

اور ننگے سر اور کُتوں کو ساتھ لے کر چلا کریں - اس کے مقابلے میں محمد بن قاسم اور اُس کے افسروں کا سلوک سب کے ساتھ بڑا فیاضانہ اور برابری کا تھا - محمد بن قاسم نے ہندوؤں سے نرمی اور مہربانی کا وہی سلوک کیا جو اسلام میں اہل کتاب کی خاطر مخصوص کیا ہے - اُس نے اعلان کیا ''ہندوؤں کے مندر اسی طرح مقدس اور قابل احترام سمجھے جائیں جس طرح ہمارے لیے عیسائیوں کے گرجے اور یہودیوں کے معبد ہیں - محمد بن قاسم کا یہی فیاضانہ اور مدبرانہ سلوک تھا جس نے سندھ کے لوگوں کو اُس کا گرویدہ بنا دیا - جب وہ ملتان کا محاصرہ کیے ہوئے تھا، ملتان کے گردونواح سے جاٹ اور مید قوم کے لوگ باجے بجاتے رقص کرتے اور پھولوں کے ہار لیے ہوئے اُس کو خوش آمدید کہنے آن موجود ہوئے - محمد بن قاسم نے حکومت کی انتظامیہ میں ہندو اہلکاروں کو ان کے عہدوں پر برقرار رکھا اور مالیہ اور ٹیکس وصول کرنے میں نہایت نرمی کا برتاؤ کرنے کی ہدایت کی - سندھ کے عوام محمد بن قاسم کو اپنا نجات دہندہ سمجھتے تھے، اگر نیا خلیفہ سلیمان بن عبدالملک اپنی ذاتی دشمنی کی بنا پر محمد بن قاسم کو واپس نہ بلا بھیجتا اور اُسے ہندوستان میں رہنے دیتا تو مسلمان اُسی زمانے میں سارا ہندوستان فتح کر لیتے - بلکہ مسلمانوں کے حسن سلوک اور محمد بن قاسم کے فیاضانہ برتاؤ سے متاثر ہو کر ہندوؤں کی اکثریت اسلام قبول کر لیتی اور آج برصغیر کی ساری تاریخ ہی مختلف ہوتی -

محمد بن قاسم نے مفتوحہ علاقوں کا انتظام اتنی خوش اسلوبی اور رعیت پروری سے کیا اور سندھ میں اپنے چار سال کے مختصر قیام کو اپنے لیے اس قدر نیک نامی کا باعث بنایا کہ اس علاقے میں مسلمانوں کی آمد کے اثرات ہمیشہ کے لیے محفوظ و مامون ہو گئے - کچھ عرصے بعد جب محمد بن قاسم کا بیٹا عمر بن محمد سندھ کا والی بن کر آیا تو اُس نے فتح سندھ کی یادگار کے طور پر ایک شہر منصورہ آباد کیا جو صدیوں تک سندھ کا دارالحکومت بنا رہا - منصورہ کے بالمقابل دریا کے دوسری طرف مسلمانوں نے ایک شہر محفوظہ بھی آباد کیا - مسلمان خلفاء نے اگرچہ ہندوستان میں اپنی مقبوضات کی توسیع واستحکام پر کوئی توجہ نہ دی اور سندھ میں مسلمانوں کی امداد کے لیے کوئی فوجی کمک روانہ نہ کی مگر مسلمان پھر بھی یہاں اپنے قدم جمائے رہے - تین سو سال بعد

Marfat.com

1006ء میں جب سلطان محمود غزنوی نے ملتان پر حملہ کیا تو یہاں کا صوبیدار (گورنر) ایک اسماعیلی مسلمان داؤد تھا جسے محمود غزنوی اِس جرم میں گرفتار کر کے اپنے ساتھ غزنی لے گیا کہ اس نے محمود کے خلاف لاہور کے ہندو راجہ جے پال کی مدد کے لیے فوجی دستہ بھیجا تھا۔

سندھ کی ثقافت پر مسلمانوں کی تہذیب کے گہرے اور دیرپا اثرات مرتب ہوئے۔ سندھی زبان اسی زمانے سے عربی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔ سندھ میں کھجور کا درخت بھی عرب اپنے ساتھ لائے تھے۔ مسلمانوں نے بھی ہندو برہمنوں سے علم ہیئت، طب، ریاضی اور دوسرے علوم میں بہت سی نئی باتیں سیکھیں۔ عرب میں ہندسے پہلے حروف ابجد میں لکھے جاتے تھے۔ ہندوؤں نے عربوں کو علم ہندسہ سکھایا اسی لیے اسے علم ہندسہ کہتے ہیں۔ (تفصیلات کے لیے دیکھیے شیخ محمد اکرام کی مشہور کتاب ''آب کوثر'')۔

سلطان محمود غزنوی (997ء-1030ء)

محمود غزنوی کی عظمت و شوکت کے بارے میں انگریزوں کا سب سے بڑا مورخ ایڈورڈ گبن اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''دی ڈی کلائن اینڈ فال آف دی رومن ایمپائر'' میں لکھتا ہے

''عظیم ترین ترک شہزادوں میں سے ایک سلطان محمود غزنوی تھا جس نے حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے ایک ہزار سال بعد ایران کے مشرقی صوبوں پر حکومت کی۔ اس کی سلطنت کی حدود ایک طرف سمرقند سے اصفہان تک اور دوسری طرف بحیرہ کیسپین سے دریائے سندھ تک پھیلی ہوئی تھیں۔ اس کتاب میں جو ایک مختلف موضوع پر ہے، میں شاید اُسے ایک صفحہ سے زیادہ نہ دے سکوں جب کہ اس کی مہمات اور محاصروں کے بیان کے لیے ایک پوری کتاب بھی ناکافی ہے۔ مسلمانوں کے اس ہیرو کا راستہ کوئی نہ روک سکا۔ نہ موسموں کی شدت، نہ پہاڑوں کی بلندی، نہ دریاؤں کی طغیانی، نہ صحراؤں کی بے آب و گیاہ وسعت، نہ دشمنوں کی ٹڈی دل افواج اور نہ جنگی ہاتھیوں کی ناقابل تسخیر قطاریں۔ غزنی کا یہ سلطان اپنی

Marfat.com

فتوحات کے اعتبار سے سکندر اعظم کو بھی مات کر گیا۔

محمود غزنوی نے ہندوستان پر 16 حملے کیے۔ اِن میں سب سے زیادہ مشہور معرکہ سومنات کا تھا۔ غزنوی سے سومنات تک کا چار ماہ کا مسلسل سفر ہی کچھ کم حیرت انگیز کارنامہ نہیں۔ اس معرکے کا حال بھی گبن کے بیان کی روشنی میں ملاحظہ ہو۔ "سومنات کا مندر سمندر کے کنارے علاقہ گجرات کے آخری کونے پر دیومالا کے قریب واقع تھا۔ دو ہزار گاؤں کا مالیہ اس مندر کے سالانہ اخراجات کے لیے وقف تھا (ہزاروں پجاریوں کے نذرنذرانے اس کے علاوہ تھے) دو ہزار برہمن اس مندر کی مورتی کی دن رات سیوا کرتے تھے۔ ہر روز صبح شام گنگا سے لائے گئے مقدس پانی سے مورتی کو اشنان دیتے تھے۔ تین سو موسیقار اور پانچ سو اونچی ذات کی حسین وجمیل رقاصائیں بت کے چرنوں میں بھجن گانے پر مقرر تھیں۔ مندر کے تین اطراف سمندر کی لہریں ٹھاٹھیں مار رہی تھیں۔ چوتھی جانب عمودی چٹان کی بلند و بالا جھیل تھی۔ سومنات کے شہری اور گردونواح میں بسنے والے لوگ اپنے مذہبی جنون میں حد سے بڑھے ہوئے تھے اور اپنے مندر کے ناقابل تسخیر ہونے پر پختہ ایمان رکھتے تھے۔ انہوں نے مشہور کر رکھا تھا کہ دہلی اور قنوج کے دیوتا اپنے پجاریوں کے گناہوں پر اُن سے ناراض ہو گئے تھے اس لیے محمود غزنوی نے وہاں کے مندروں کی اینٹ سے اینٹ بجادی ہے۔ اگر یہ غیر ملکی حملہ آور کبھی سومنات کا رخ کرے تو ہمارے دیوتا کا غیض وغضب اُسے پل بھر میں نیست و نابود کر دے گا۔ سلطان محمود غزنوی نے اس دعوے کو اپنے لیے ایک چیلنج سمجھا اور دیوتا کی طاقت کو آزمانے کے لیے سومنات پر چڑھ دوڑا۔ پہلے ہی ہلے میں پچاس ہزار پجاریوں کو مسلمانوں کے نیزوں نے چھید کر رکھ دیا۔ محمود کے سپاہی مندر کی بلند و بالا فصیل پر چڑھ گئے۔ محمود نے جب لنگا دیوتا کے بت کو پاش پاش کرنے کے لیے ہوا میں اپنا گرز لہرایا تو خوف و ہراس سے کانپتے ہوئے برہمن اس کے پاؤں پڑ گئے اور التجا کرنے لگے کہ دس لاکھ سونے کی اشرفیاں لے لو مگر ہمارے دیوتا کو نہ مارو۔ محمود کے کئی افسروں نے بھی اُسے مشورہ دیا کہ بت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے سے کیا فائدہ، اس کے بدلے رقم لے لی جائے اور غریب مسلمانوں میں بانٹ کر ثواب دارین حاصل کیا

Marfat.com

جائے محمود نے کہا تمہارا مشورہ درست ہے اور عقل پر مبنی ہے مگر میں نہیں چاہتا کہ آنے والی نسلیں مجھے بت شکن کی بجائے بت فروش کے نام سے یاد کریں۔ یہ کہتے ہوئے اس نے گرز کے متعدد وار کیے اور بت کے ٹکڑے اڑا دیئے۔ یہ ٹکڑے یادگار کے طور پر مکہ، مدینہ، بغداد اور غزنی روانہ کیے گئے۔

سلطان محمود غزنوی تاریخ عالم کے ان چند ایک گنے چنے جنگجو سپہ سالاروں میں سے ہے جنہیں زندگی میں کبھی شکست نہیں ہوئی۔ ہندوستان پر اس کے پے در پے حملوں نے ہندو مہاراجوں کی کمر ہمت توڑ کر رکھ دی۔ وہ اس کی یلغار کی خبر سنتے ہی اپنی راجدھانیوں کو چھوڑ کر بھاگ اٹھتے اور جنگلوں اور پہاڑوں میں جا چھپتے تھے۔

محمود غزنوی نے اتنی فتوحات کے باوجود ہندوستان میں کوئی مستقل حکومت نہیں بنائی۔ بہر حال پشاور سے لے کر لاہور تک مسلمانوں کا تسلط قائم ہو گیا۔ محمود نے اپنے غلام ایاز کو لاہور کا گورنر مقرر کیا۔ اس کے بعد جب غزنوی خاندان کو زوال ہوا اور کابل پر غوری خاندان کا قبضہ ہو گیا تو سلطان محمود کا بیٹا سلطان مسعود مستقل طور پر لاہور آ گیا۔ حضرت داتا گنج بخش سلطان مسعود غزنوی کے ہمراہ لاہور تشریف لائے۔

محمود غزنوی اور اس کا بیٹا مسعود بڑے علم دوست اور ادب پرور بادشاہ تھے۔ غزنی اہل علم کا گہوارہ بن گیا۔ ابوریحان البیرونی، فردوسی، فارابی، عسجدی، عنصری، بیہقی، اور فرخی محمد کے دربار سے ہی منسلک تھے۔ مولانا شبلی نعمانی رقمطراز ہیں۔ محمود جس طرح فاتحِ کشورستان تھا، اسی طرح علم و فضل میں بھی کمال رکھتا تھا۔ خود اس کا شمار فقہا میں ہوتا ہے۔ فقہ میں اس کی ایک مبسوط تصنیف موجود ہے۔ غزنی میں اس نے ایک عظیم الشان مدرسہ قائم کیا۔ فنونِ لطیفہ کے مشاہیر کو اپنے دربار میں جگہ دی۔'' (شعر العجم جلد اول)

محمد غوری (1175ء-1206ء)

محمود غزنوی کی وفات کے تقریباً ڈیڑھ سو سال بعد معز الدین محمد غوری نے ہندوستان پر حملوں کا ایک نیا سلسلہ شروع کیا۔ غزنوی خاندان کے زوال کے بعد غزنی میں

Marfat.com

غوری خاندان برسراقتدار آ گیا تھا - اس خاندان کا سربراہ غیاث الدین محمد غوری تھا جس کا چھوٹا بھائی معزالدین محمد غوری جو تاریخ پاک و ہند میں محمد غوری کے نام سے مشہور ہے ہندوستان میں مسلمانوں کی مستقل حکومت قائم کرنے کی طرف متوجہ ہوا - اُس نے محمود غزنوی کی طرح تقریباً پچیس سال تک بار بار ہندوستان پر لشکر کشی کی - پہلے غزنوی خاندان کے جانشینوں سے پشاور سے لاہور تک کا علاقہ فتح کیا پھر ملتان اور ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا - اور دیبل تک کا علاقہ مختلف مسلمان امیروں سے چھین کر اپنے قبضے میں کر لیا - اب وہ اس پوزیشن میں تھا کہ ہندوستان کی طرف مزید پیش قدمی کر سکے اور ہندو راجوں مہاراجوں سے جنگ آزما ہو - اجمیر اور دہلی کے علاقے پر راجہ پرتھوی راج چوہان کی حکومت تھی - 1191ء میں کرنال سے پندرہ کلومیٹر شمال کی طرف پانی پت کے تاریخی میدان کے قریب ترائن کے مقام پر پرتھوی راج سے محمد غوری کی پہلی لڑائی ہوئی جس میں پرتھوی راج کا پلہ بھاری رہا - مسلمانوں کو سخت ہزیمت اٹھانی پڑی - محمد غوری نے اپنے لشکر کے ساتھ زخمی حالت میں راہ فرار اختیار کی - پورا سال اپنی شکست کا بدلہ لینے کی تیاری میں مصروف رہا اور دل میں عہد کیا کہ جب تک اپنی شکست کا بدلہ نہ لے لوں گا اس وقت تک بستر پر لیٹنے کے بجائے ننگے فرش پر سویا کروں گا - اگلے سال یعنی 1192ء میں ایک لاکھ بیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ محمد غوری پھر ترائن کے میدان کی طرف بڑھا - جہاں پرتھوی راج اس سے دوگنی فوج کے ساتھ مقابلے کے لیے تیار کھڑا تھا - اس دفعہ محمد غوری نے پرتھوی راج کو فیصلہ کن شکست دی - خود پرتھوی راج لڑائی میں مارا گیا -

اجمیر اور دہلی پر محمد غوری کا قبضہ ہو گیا - محمد غوری نے اپنے ایک جرنیل قطب الدین ایبک کو برصغیر میں اپنے مقبوضات کا والی (وائسرائے) مقرر کر کے دہلی کے پایۂ تخت پر متمکن کیا - اس کے بعد دہلی کے تخت پر اگلے ساڑھے چھ سو سال مسلمان حکمران رونق افروز رہے - اگلے سال تازہ دم فوج لے کر پھر حملہ آور ہوا اور قنوج اور بنارس کو فتح کیا - ان علاقوں پر راٹھور راجاؤں کی حکومت تھی، اس اثناء میں محمد غوری کے ایک اور جرنیل اور قطب الدین ایبک کے

Marfat.com

ساتھی محمد بختیار خلجی نے بہار، اودھ اور بنگال ایک ہی یلغار میں فتح کر لیے- وہ اپنے لشکر کا اٹھارہ گھڑ سواروں پر مشتمل ہراول دستہ لے کر اچانک بنگال کی راجدھانی لکھناؤتی پر چڑھ دوڑا- بنگال کے راجہ نے بغیر کسی مزاحمت کے ہتھیار ڈال دیئے- ادھر قطب الدین ایبک نے گوالیار، بدایوں، کالپی، کالنجر اور انہلواڑہ پر قبضہ کر لیا- واپسی پر محمد غوری دس بارہ سال خوارزم اور ایرانی مقبوضات کی لڑائیوں میں الجھا رہا- وہ آخری بار 1206ء میں ہندوستان آیا جہاں سے واپسی پر جہلم کے قریب گکھڑوں نے اسے شبخون مار کر ہلاک کر دیا- اس کی جائے شہادت پر اب پاکستان کے مایہ ناز سائنس دان ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے یادگار کے طور پر ایک خوبصورت مقبرہ تعمیر کرا دیا-

سلطان قطب الدین ایبک (1206- 1210ء)

اگرچہ محمد غوری نے 1192ء میں اپنے نائب کی حیثیت سے قطب الدین ایبک کو دہلی کے تخت پر بٹھا دیا تھا مگر ہندوستان کا پہلا خود مختار مسلمان حکمران ہونے کا اعزاز اسے سلطان محمد غوری کی 1206ء میں شہادت کے بعد ہی حاصل ہوا- وہ بڑا بہادر، مدبّر، رعیت پرور اور سخی تھا- لوگ اسے لکھ داتا (لکھ بخش) کہتے تھے- اس نے امن و امان قائم کیا- عدل و انصاف سے حکومت کی- وہ سلطان محمد غوری کا ایک ترک غلام تھا جسے محمد غوری نے خریدا تھا اور اپنے بیٹے کی طرح اس کی پرورش اور تعلیم و تربیت کی تھی- ایبک کے بعد اُس کا غلام شمس الدین التمش اس کا جانشین ہوا- اس طرح سلطان قطب الدین ایبک کے ساتھ خاندان غلاماں کے دور کا آغاز ہوا- سیاست میں غلاموں کے عمل دخل کا آغاز خلافت عباسیہ کے دور میں ہوا- آہستہ آہستہ اس نے باقاعدہ ایک سیاسی ادارے کی شکل اختیار کر لی اور تاریخ اسلام میں موثر اور نمایاں کردار ادا کیا- ابن خلدون نے اپنی مشہور کتاب ''مقدمہ'' میں لکھا ہے کہ عباسی خلفاء کے عہد میں جب عربی اثر و نفوذ کم ہوا اور بساطِ سیاست پر ایرانیوں کا تسلط قائم ہوا، سلطنت کی وسعت اور حدود بہت بڑھ گئیں اور مختلف نسلوں اور قبیلوں کے لوگ مسند خلافت کے اردگرد

Marfat.com

اکٹھے ہو گئے تو خلفاء اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھنے لگے، وہ اپنی حفاظت کے لیے غلامان خاص اور غلامان سلطانی پر انحصار کرنے لگے - یہ غلام زیادہ تر ترک نسل کے تھے جو نو عمری میں عام اشیائے ضرورت کی طرح کھلی منڈیوں میں فروخت ہوتے تھے - ان غلاموں کی خصوصی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جاتا - خلفاء کے ذاتی ملازمین اور ان کا حفاظتی دستہ انہی غلاموں سے ترتیب پاتا - خلفاء کی تقلید میں مختلف سلاطین اور دوسرے بڑے امراء نے بھی اپنے اردگرد غلاموں کا ایک حلقہ قائم کرنا شروع کر دیا -

سلطان محمود غزنوی انہی غلاموں کی اولاد تھا - گبن لکھتا ہے کہ وہ غلام ابن غلام ابن غلام ابن غلام تھا - تخت دہلی کا پہلا خود مختار مسلمان حکمران سلطان قطب الدین ایبک بھی غلام تھا جس کی پرورش سلطان محمد غوری نے اپنے بیٹوں کی طرح کی تھی - سلطان محمد غوری کا اپنا کوئی بیٹا نہ تھا - وہ اپنے وفادار اور معتمد غلاموں کو ہی اپنا بیٹا سمجھتا تھا اور کہا کرتا تھا مجھے خدا نے اتنے سارے بیٹے عطا کیے ہیں - سلطان قطب الدین ایبک سے برصغیر کی تاریخ میں خاندان غلاماں کی بنیاد پڑی - قطب الدین ایبک نے اپنے عہد حکومت کی یادگار کے طور پر دہلی میں قطب مینار بنوایا جو دنیا کی تاریخی میناروں میں سب سے بلند ہے - اس کی اونچائی 250 فٹ تھی - اس کے اوپر کا کچھ حصہ گر چکا ہے مگر اب تک وہ قطب الدین ایبک کی عظمت کی داستان سنا رہا ہے - 1210ء میں ایبک لاہور میں چوگان کھیلتے ہوئے گھوڑے سے گر کر مر گیا - اس کا مزار انار کلی لاہور میں موجود ہے -

ایبک کے بعد شمس الدین التمش تخت نشین ہوا اُس نے بغاوتوں کو فرو کیا اور مقبوضہ علاقوں میں اپنے تسلط کو مضبوط بنایا - اجین اور مالوہ کو فتح کر کے کوہ بندھیاچل تک پورے شمالی ہندوستان پر اپنا پرچم لہرایا 1229ء میں بغداد سے خلیفۃ المسلمین نے اسے سلطان الہند کا خطاب دیتے ہوئے اس کے لیے خلعت اور تحفے بھیجے - التمس نے پہلی دفعہ سکوں پر عربی عبارت کندہ کرائی - التمش 1236ء میں 26 سال کی حکومت کے بعد فوت ہوا - کس کی وفات کے بعد چھ ماہ تک اس کا نااہل اور عیاش بیٹا فیروز شاہ تخت نشین رہا پھر التمش کی لائق اور بہادر

Marfat.com

بیٹی سلطانہ رضیہ تین سال تک حکومت کرتی رہی۔

رضیہ سلطانہ (1236ء-1240ء)

التمش کی وفات پر اس کا بیٹا فیروز شاہ تخت پر بیٹھا مگر اس کی نااہلی اور عیاشی نے جلد ہی اسے تخت و تاج سے محروم کر دیا۔ اس کے بعد اس کی لائق اور بہادر بہن رضیہ نے کاروبار حکومت اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ سلطانہ رضیہ نے تین سال تک بڑے تدبر انصاف پسندی اور کامیابی سے حکومت کی مگر امرائے سلطنت ایک عورت کے ماتحت رہنے پر راضی نہ تھے انہوں نے سلطانہ رضیہ کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کے بھائی بہرام اور بعد میں رضیہ کے بھتیجے مسعود کو تخت سلطنت پر بٹھایا مگر دونوں ناکام ہوئے۔ اس دوران منگولوں نے لاہور پر حملہ کر کے شہر میں قتل و غارت کا بازار گرم کیا اور ملتان اور سندھ کے علاقوں پر یلغار کی۔ التمش کے ایک غلام بلبن نے جو ترقی کرتے کرتے سلطنت دہلی کا سپہ سالار اعلیٰ بن گیا تھا آگے بڑھ کر منگولوں کی یلغار کو روکا اور انہیں واپس شمال مغربی سرحد کی طرف دھکیل دیا۔ ایسے میں التمش کا تیسرا بیٹا ناصر الدین قباچہ تخت نشین ہوا۔

سلطان ناصر الدین قباچہ (1244ء-1266ء)

سلطان ناصر الدین 22 سال تک تخت نشین رہا۔ وہ بڑا خدا ترس اور درویش صفت سلطان تھا۔ حکومت کا سارا کام اُس نے اپنے لائق، بہادر اور جابر سپہ سالار بلبن کے سپرد کر دیا۔ اس طرح بلبن نے وزارت کا عہدہ بھی سنبھال لیا۔ اس دوران اصل حکمران بلبن تھا مگر سلطان ناصر الدین کی نرم دلی اُسے شر پسندوں اور باغیوں کے خلاف انتہائی سخت قدم اٹھانے سے روکتی رہی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک طرف تو منگولوں کے حملوں نے ملک کا امن و امان تہ و بالا کر رکھا تھا، دوسرے ڈاکوؤں اور لٹیروں نے ہر طرف اودھم مچایا ہوا تھا اور خوف و ہراس کی فضا پیدا کی ہوئی تھی۔ دارالسلطنت دہلی کے گرد و نواح میں ڈاکوؤں کا راج تھا اور شہر سے باہر ایک گھنے

Marfat.com

جنگل کو انہوں نے اپنی آماجگاہ بنایا ہوا تھا۔ دور دراز علاقوں کے امن وامان کی صورت حال اور بھی ابتر تھی۔ بلبن کا کافی وقت فوج کی تنظیم نو پر صرف ہوا۔ منگولوں کے خطرے سے نپٹنے کے لیے ایک مضبوط فوج کی اشد ضرورت تھی۔ 1266ء میں جب سلطان ناصرالدین فوت ہوا تو بلبن اس کی جگہ تخت دہلی پر متمکن ہوا، وہ پہلے ہی ملک کی اہم ترین شخصیت بن چکا تھا۔

سلطان غیاث الدین بلبن (1266ء - 1287ء)

بلبن کہا کرتا تھا کہ نبوت کے بعد خلق خدا کی خدمت کا سب سے عمدہ ذریعہ بادشاہت ہے۔ اُس نے مطلق العنان اور خود مختار حکمران بنتے ہی شر پسندوں اور حکومت دشمن عناصر کے خلاف انتہائی سخت اقدامات کرنے کا فیصلہ کر لیا، ان لوگوں کے لیے اس کے دل میں نرمی اور رعایت کا کوئی گوشہ نہ تھا۔ سب سے پہلے اس نے دارالحکومت میں امن وامان بحال کرنے کے لیے اُن لوگوں کو جو اپنے آپ کو قانون سے بالا سمجھتے تھے بر سر عام پھانسی پر لٹکا دیا۔ دہلی کے مضافات میں واقع جس جنگل کو ڈاکوؤں اور لٹیروں نے اپنی پناہ گاہ بنایا ہوا تھا اس کے گرد فوج کا گھیرا ڈال کر حکم دیا کہ جو درخت اور آدمی نظر آئے اُسے کاٹ کر رکھ دو، شہر اور گرد و نواح میں اس کارروائی کے دوران ایک لاکھ کے قریب آدمی مار دیئے گئے۔ حکومت کی سخت ترین تادیبی کارروائی سے حکومت مخالف قوتوں اور شر پسندوں پر لرزہ طاری ہو گیا۔ بچے کھچے چوروں اور ڈاکوؤں نے اپنا دھندہ چھوڑ کر شریفانہ بود و باش اختیار کر لی۔ مورخین لکھتے ہیں کہ لٹیرے اور راہ زن اس قدر خوف زدہ ہوئے کہ بلبن کے مرنے کے ساٹھ سال بعد بھی سڑکیں اور شاہراہیں انتہائی محفوظ و مامون تھیں۔ امن عامہ کو تہ و بالا کرنے والوں کا قلع قمع کرنے کے بعد بلبن نے التمش کے اُن مشہور چالیس امراء (امرائے چہلگانی) کے خاندانوں کا دماغ درست کرنے کی ٹھان لی جو اپنے آپ کو حکومت کا ''ماماں'' سمجھتے تھے۔ یہ لوگ اپنی اپنی جاگیروں میں اپنے آپ کو خود مختار اور موروثی مالک بنائے ہوئے تھے۔ بلبن نے ان سے جاگیریں چھین لیں اور جس کسی پر بغاوت کا شائبہ تک ہوا اُس کا سر قلم کر دیا۔ بلبن نے اپنے دربار کا رعب اور دبدبہ اس قدر بڑھایا کہ کسی بڑے سے بڑے امیر کو سلطان کی طرف آنکھ اٹھا

Marfat.com

کر دیکھنے کی جرات نہ تھی اس نے یہ اہتمام کیا کہ محل کے خدمت گار بھی اسے ہمیشہ پورے شاہانہ لباس میں ہی دیکھیں۔ ہنسنا تو درکنار اس کے چہرے پر کسی نے کبھی مسکراہٹ کے آثار تک نہیں دیکھے۔ اس کے سامنے کسی کے ہنسنے مسکرانے یا بے تکلفی سے بات کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ اس کے دربار کا اتنا دبدبہ تھا کہ کئی غیر ملکی سفیر اس کی ہیبت سے بے ہوش ہو کر گر پڑتے تھے۔

منگولوں کو اپنی سرحدوں سے دور رکھنے کے لیے اس نے سرحد پر مضبوط قلعہ بندیاں کیں اور وہاں مستعد اور چاق و چوبند فوجی دستے تعینات کیے۔ اپنے لائق اور بہادر فرزند شہزادہ محمد کو ملتان کا گورنر مقرر کیا اور منگولوں کی سرکوبی کا کام اس کے سپرد کیا۔ امیر خسرو شہزادہ محمد کا مصاحب اور درباری شاعر تھا۔

بنگال کے مرکز سے دوری کی وجہ سے اور یہ سوچ کر کہ بلبن بڑھاپے میں بنفس نفیس بنگال پر چڑھائی کی صعوبت برداشت کرنے کے قابل نہیں رہا ہوگا۔ بنگال کا گورنر طغرل باغی ہو گیا اور بنگال کا خود مختار بادشاہ بن بیٹھا۔ اپنے نام کے سکے جاری کر دیے۔ بلبن نے اس کی سرکوبی کے لیے یکے بعد دیگرے دو جرنیل بھیجے مگر دونوں شکست کھا کر ناکام و نامراد واپس لوٹے۔ بلبن اِس شکست اور ناکامی پر آگ بگولہ ہو گیا اس نے ناکام لوٹنے والے جرنیلوں کو برسر عام پھانسی پر لٹکا دیا اور خود فوج لے کر بنگال کے دارالحکومت لکھناؤتی پر چڑھ دوڑا۔ بلبن کی آمد کی خبر سن کر طغرل پہلے ہی راہ فرار اختیار کر چکا تھا۔ وہ جنگلوں میں جا کر چھپ گیا مگر بلبن کے آدمیوں نے اسے ڈھونڈ نکالا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔ بلبن نے اُس کے ساتھیوں کو بازار میں پھانسی پر لٹکا دیا۔ مورخ لکھتے ہیں کہ اتنی تعداد میں لوگوں کو پھانسیاں دی گئیں کہ پورا بازار لاشوں سے اٹ گیا۔ بلبن نے اپنے بیٹے بغرا خان کو بنگال کا حاکم مقرر کیا اور لاشوں کے انبار کی طرف اشارہ کر کے اسے متنبہ کیا کہ اگر اس کے ذہن میں کبھی بغاوت کی بُو سمائی تو اس کا اور اس کے ساتھیوں کا بھی یہی حشر ہوگا۔

بلبن کا چہیتا بیٹا شہزادہ محمد 1285ء میں دیپالپور کے مقام پر منگولوں کا مقابلہ کرتے

Marfat.com

ہوئے شہید ہو گیا- بلبن اس صدمے کی تاب نہ لا سکا- اس کی صحت تیزی سے گرنا شروع ہو گئی آخر 1287ء میں اس نے داعی اجل کو لبیک کہا- اورنگ زیب عالمگیر ہندوستان کی تاریخ میں بلبن سے زیادہ جابر، سخت گیر اور رعب اور دبدبے والا حکمران اور کوئی نہیں ہوا-

جلال الدین خلجی (1290ء-1296ء)

بلبن اورنگ زیب عالمگیر کی طرح ان سخت گیر حکمرانوں میں سے تھا جو اپنے پیچھے کوئی اہل اور موزوں جانشین نہیں چھوڑتے- بلبن کی وفات کے بعد اس کا پوتا کیقباد تخت نشین ہوا مگر تین سال کی بدامنی کے بعد ایک جرنیل جلال الدین خلجی فیروز شاہ نے تخت پر قبضہ کر لیا- کیقباد قتل ہوا اور اس کے ساتھ ہی خاندان غلاماں کا خاتمہ ہو گیا اور خلجی خاندان کی بنیاد پڑی- فیروز شاہ ایک لائق جرنیل تھا- اس نے منگولوں کی یلغاروں کو بڑی کامیابی سے پسپا کیا تھا جس سے اُسے شہرت اور مقبولیت ملی اور جس کے بل بوتے پر اس نے اقتدار پر قبضہ کر لیا- وہ بڑا رحمدل اور نرم مزاج سلطان تھا، قاتلوں اور ڈاکوؤں کو بھی معاف کر دیتا- میدان جنگ کے علاوہ کسی کا خون بہانے پر وہ کبھی راضی نہ ہوا اس نرمی سے شر پسند عناصر کے حوصلے بڑھ گئے- بدامنی کا دور دورہ ہو گیا- رعیت سلطان کی نرمی اور حلیمی کی وجہ سے اس سے بڑی محبت کرتی تھی مگر اس کے عہد میں اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتی تھی- اس صورت حال سے فائدہ اٹھا کر اس کے بھتیجے علاؤالدین خلجی نے 1296ء میں اُسے قتل کروا دیا اور اقتدار پر قبضہ کر لیا-

علاؤالدین خلجی (1296ء-1316ء تک)

علاؤالدین خلجی ایک ان پڑھ مگر بہت ہی قابل جرنیل تھا- اپنے چچا جلال الدین خلجی فیروز شاہ کے آخری سالوں میں اس نے دکن پر چڑھائی کی تھی- سلطان نے اسے بندھیل کھنڈ اور مالوہ میں بغاوتیں فرو کرنے بھیجا تھا- باغیوں کی سرکوبی کے بعد علاؤالدین خلجی کے دماغ میں دکن پر چڑھ دوڑنے کی دھن سمائی، اس سے پہلے کسی مسلمان جرنیل نے کوہ بندھیا چل کو عبور کر کے دریائے نربدا کے جنوب میں مہاراشٹر کے علاقے پر لشکر کشی نہیں کی تھی- مسلمانوں کی تگ و تاز خیبر سے لے کر بنگال اور کشمیر سے لے کر جنوب میں بندھیا چل کے سلسلہ ہائے کوہ

Marfat.com

تک جو برصغیر کے شمالی علاقوں اور دکن کے درمیان حد فاصل کا کام دیتا تھا، محدود تھی۔ علاؤالدین خلجی اپنے آٹھ ہزار چاق وچوبند رسالے کے ساتھ سات سو میل کا سفر طے کر کے مہاراشٹر کے دارالحکومت دیوگری جا پہنچا۔ اپنے ہراول دستے کے ذریعے اُس نے دیوگری کے مرہٹہ راجہ کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ اپنے چچا سلطان جلال الدین خلجی کے خلاف بغاوت کر کے راہ فرار اختیار کرتا ہوا، دکن تک پہنچا ہے۔ اُس پر دیوگری کے دروازے کھول دیے گئے۔ شہر میں داخل ہوتے ہی اس کی فوج نے اچانک حملہ کر دیا۔ راجہ نے بھاگ کر اپنی جان بچائی۔ دیوگری سے بے شمار مال و دولت اس کے ہاتھ لگا۔ اس مہم کی کامیابی اور زر و مال کا نشہ اس کے دماغ کو ایسا چڑھا کہ اُس نے دکن سے واپسی پر اپنے شفیق اور بوڑھے چچا کو قتل کروا دیا اور اس کی جگہ خود سلطان بن بیٹھا۔ دکن کی لوٹی ہوئی دولت سے اُس نے اپنے مخالفوں کا منہ بند کیا اور تخت حکومت پر اپنا قبضہ مضبوط کرنے کے بعد اپنے دشمنوں سے نہایت سخت سلوک کیا۔ اس کے عہد کا مشہور مورخ ضیاءالدین برنی لکھتا ہے کہ اس کے چچا کے جو سردار اس سے زر و جواہر لے کر اس کی حمایت پر آمادہ ہوئے تھے اُن سب کو نمک حرام قرار دے کر اُس نے چن چن کر قتل کروا دیا۔ اس کی سختی اور ظلم وستم سے سب مخالفتیں دب گئیں۔ نظم ونسق کے لحاظ سے وہ بڑا لائق مگر جابر اور ظالم حکمران ثابت ہوا۔

دکن پر چڑھائی کے علاوہ اس کا دوسرا بڑا کارنامہ منگولوں کی سرکوبی ہے۔ اس زمانے میں منگول ہر سال ہندوستان پر چڑھ دوڑتے تھے۔ پنجاب پر تو باقاعدہ اُن کا قبضہ تھا۔ علاؤالدین نے ان کے مقابلے کے لیے ایک مضبوط اور مستعد فوج تیار کی اور منگولوں کو عبرتناک شکست دی۔ پنجاب کا علاقہ ان سے چھین کر انہیں دریائے سندھ (دریائے اٹک) کے پار دھکیل دیا اور پنجاب میں اپنے قابل جرنیل غازی ملک کو گورنر مقرر کیا۔

منگولوں کے حملوں سے نجات پا کر علاؤالدین خلجی پھر دکن کی طرف متوجہ ہوا۔ اپنے منظورِ نظر جرنیل ملک کافور کو ایک ٹڈی دل فوج کے ساتھ اس نے دکن روانہ کیا۔ ملک کافور دیوگری کو دوبارہ فتح کرتا ہوا آگے مالابار تک نکل گیا اور میسور کے پاس ایک مقام دھور سمندر کو فتح کر کے وہاں اپنی کامیابی کا جھنڈا لہرایا۔ علاؤالدین خلجی کی فوج دکن سے بے حد و

Marfat.com

حساب مال غنیمت کے ساتھ لوٹی - ضیاء الدین برنی کے مطابق ملک کافور اپنے ساتھ 612 ہاتھی، بیس ہزار گھوڑے، 96 ہزار من سونا اور اس کے علاوہ بے شمار زر و جواہر کے صندوق لے کر دہلی پہنچا۔

علاؤ الدین خلجی 1316ء میں فوت ہوا- اسے پورے برصغیر کا پہلا مسلمان فرمانروا ہونے کا اعزاز حاصل ہے- اس کی سلطنت بنگال سے گجرات تک اور لاہور سے مالا بار تک پھیلی ہوئی تھی- برصغیر کی تاریخ میں اس سے پہلے صرف مہاراجہ اشوک کو یہ امتیاز حاصل تھا کہ اس کی حکومت پورے ہندوستان پر تھی- علاؤ الدین نے ہندوستان کی تاریخ میں پہلی بار فوج کو نقد تنخواہیں دینے کا تجربہ بھی کیا- اس سے پہلے حکمران فوجی افسروں کو جاگیریں دے دیا کرتے تھے جس کی آمدنی سے وہ اپنے ماتحت دستوں کا خرچ پورا کرتے - حکومت کی طرف سے نقد تنخواہوں کے نئے نظام سے فوج براہ راست سلطان کے ماتحت ہوگئی - اس طریقے سے علاؤ الدین خلجی نے اپنی فوجی قوت میں بے پناہ اضافہ کیا ایک طرف اس نے منگولوں کو مار بھگایا دوسری طرف اس کی فوجیں دکن میں فتح کے جھنڈے گاڑتے ہوئے تلنگانہ دھورا سمندر (میسور کے پاس) اور معبر تک جا پہنچیں - یہ سارا علاقہ سلطان کا باجگزار بن گیا - دریائے اٹک (دریائے سندھ) سے معبر تک اور گجرات کاٹھیاواڑ سے بنگال تک سارا برصغیر سلطان علاؤ الدین خلجی کے زیر نگیں تھا - ہندوستان میں اتنی وسیع سلطنت پر انگریزوں کے علاوہ کسی حکمران کا تسلط نہیں رہا - ایک اور شعبے میں بھی سلطان علاؤ الدین خلجی کو اولیت حاصل ہے- وہ پہلا حکمران تھا جس نے برصغیر کی تاریخ میں اشیائے خورد و نوش کی قیمتیں مقرر کیں اور دوکانداروں سے ان پر عمل کروایا - نرخ بندی سے سلطان کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ جو تنخواہ فوجیوں کو ملتی تھی وہ اس میں بہ آسانی گزارہ کرسکیں- سلطان کی بڑی خواہش تھی کہ وہ کوئی ایسا کام کر جائے کہ اس کے بعد لوگ اسے یاد رکھیں- اس مقصد کے لیے اس نے عوام کی سہولت کی خاطر منڈیوں میں ہر جگہ اجناس کی وافر مقدار میں موجودگی اور ارزانی کو یقینی بنایا - مورخین لکھتے ہیں کہ روزمرہ کی اشیائے ضرورت جتنے سستے داموں علاؤ الدین خلجی کے عہد میں لوگوں کو

Marfat.com

میسر تھیں اس کے بعد پھر کبھی اتنے سستے داموں نہ ملیں۔

سلطان علاؤ الدین خلجی کے عہد کو کئی حیثیتوں سے امتیاز حاصل ہے۔ اس کے عہد میں جتنے صوفیا، مذہبی رہنما، علما، ادباء اور شعراء اور مختلف فنون کے ماہرین دہلی میں اکٹھے ہو گئے تھے اس کی مثال بھی مشکل سے ملتی ہے۔ پھر اکبر کے زمانے میں دہلی میں علم وادب کے لحاظ سے یہی کیفیت نظر آتی ہے۔ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء، طوطی ہند حضرت امیر خسرو دہلوی، امیر حسن سنجری، ضیاء الدین برنی، علاؤ الدین خلجی اور اس کے فوراً بعد کے عہد کی نمایاں ترین شخصیات ہیں اُس زمانے میں دہلی میں دو دربار تھے۔ ایک سلطان دہلی کا اور دوسرا سلطان المشائخ کا۔ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء کی درگاہ کا دربار زیادہ عزت واحترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ یہاں بن بلائے عقیدتمندوں کا جمگھٹا لگا رہتا تھا اور اُن کے دربار کا جو مقام ومرتبہ لوگوں کے دلوں میں تھا اس سے شاہان وقت بھی دبتے تھے۔ برصغیر کی روحانی تاریخ میں پھر یہ مقام ومرتبہ کسی ولی اللہ کے حصے میں نہیں آیا۔ دہلی اس زمانے میں اہل قلم اور اہل علم کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ منگولوں کے حملوں سے جان بچا کر سمرقند، بخارا، افغانستان، ایران سے بہت سے علماء، فضلاء اور صوفیاء ہندوستان چلے آئے تھے اور دہلی میں آکر مقیم ہو گئے تھے، خود علاؤ الدین خلجی علم وادب کا اتنا دلدادہ نہ تھا۔

وسعتِ سلطنت اور انتظامی قابلیت کے لحاظ سے سلطان علاؤ الدین خلجی کا شمار شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے ساتھ برصغیر کے عظیم ترین حکمرانوں میں ہوتا ہے۔ وہ بالکل ان پڑھ تھا مگر آخری دس سالوں میں اس نے اپنے اندر پڑھنے لکھنے کی اچھی خاصی استعداد پیدا کر لی تھی۔

جنوری 1316ء میں سلطان علاؤ الدین خلجی کی وفات کے بعد اس کے نالائق اور نااہل وارث حکومت میں اپنا تسلط قائم نہ رکھ سکے۔ ایک نومسلم غلام خسرو سیاہ وسفید کا مالک بن بیٹھا اور سلطان علاؤ الدین خلجی کے تمام ورثاء کو قتل کر کے مارچ 1321ء میں تخت دہلی پر قابض ہو گیا اور سلطان ناصر الدین خسرو خان کا لقب اختیار کیا۔ وہ دراصل برائے نام مسلمان ہوا تھا

Marfat.com

اور دوبارہ ہندو راج قائم کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا - اس نے تخت پر بیٹھتے ہی سلطنت کے تمام بڑے بڑے عہدے اپنے رشتہ داروں میں بانٹ دیئے، مسجدوں کی بے حرمتی شروع کر دی - مورخین لکھتے ہیں کہ اس کے ہندو اہلکار اور سردار قرآن حکیم کے نسخوں کو اوپر تلے جوڑ کر ان کے اوپر بیٹھ جاتے تھے - اُس نے فوج کی حمایت حاصل کرنے اور ان کی وفاداریاں خریدنے کے لیے خزانے کا منہ کھول دیا - فوجیوں کو تین تین سال کی پیشگی تنخواہ دے ڈالی - شہر کے بااثر لوگوں میں بھاری رقوم تقسیم کیں اور اپنے مخالفوں پر ہر طرح کا ظلم وستم روا رکھا، مگر ظلم کا یہ بازار زیادہ دیر گرم نہ رہا - اگست 1321ء میں یعنی صرف چار پانچ ماہ بعد علاؤالدین خلجی کے ہر دلعزیز اور لائق جرنیل غازی ملک نے جو پنجاب کا گورنر تھا، دہلی پر چڑھائی کر دی اور شہر کو خسرو کے ظلم وستم سے نجات دلائی - شہر پر قبضہ کرنے کے بعد اس نے عمائدین شہر سے کہا کہ علاؤالدین خلجی کا کوئی وارث ڈھونڈ کے لائیں کہ اُسے تخت دہلی پر بٹھایا جائے - خلجی کے تمام مرد رشتہ داروں کو خسرو موت کے گھاٹ اتار چکا تھا - عمائدین شہر اور علاؤالدین خلجی کے باقی ماندہ سرداروں نے سلطان دہلی کا تاج غازی ملک کے سر پر رکھا اور اُس نے سلطان غیاث الدین تغلق کے نام سے سلطنت دہلی کا انتظام وانصرام سنبھالا - سلطان غیاث الدین تغلق سے خاندان تغلق کا آغاز ہوتا ہے - برصغیر میں اس کی سپہ سالاری کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی - علاؤالدین خلجی نے اُسے پنجاب کا گورنر مقرر کیا تھا اور منگولوں کے حملوں کو روکنے کا کام اس کے سپرد کیا تھا جس طرح بلبن نے اپنے بیٹے شہزادہ محمد کو ملتان کا گورنر بنایا تھا اور منگولوں کے پے در پے حملوں کی روک تھام کا کام اُسے سونپا تھا - غازی ملک نے منگولوں کا مقابلہ اتنی بہادری اور لیاقت سے کیا اور انہیں بار بار اتنی عبرتناک شکستیں دیں کہ وہ ہندوستان کا رخ کرنا بھول گئے - مشہور سیاح ابن بطوطہ نے 1340ء میں ملتان کی ایک مسجد کے مقصورہ پر غازی ملک سلطان تغلق کا لکھوایا ہوا یہ کتبہ دیکھا - ’’ میں تاتاریوں سے 29 دفعہ لڑا ہوں اور ان کو شکست دی ہے ‘‘ -

سلطان غیاث الدین تغلق کے تخت حکومت پر بیٹھتے ہی ہر طرف امن وامان قائم

Marfat.com

ہوگیا۔ رعایا نے سکھ کا سانس لیا۔ وہ ہر لحاظ سے نہایت ہی قابل تعریف اور لائق حکمران تھا۔ اس عہد کا مشہور مورخ ضیاء الدین برنی سلطان غیاث الدین تغلق کے بارے میں رقمطراز ہے۔ ''در دہلی ہیچ بادشاہے ہمچو سلطان تغلق شاہ پائے بر سریر سلطنت نہ نہادہ است۔ شاید کہ بعد از و، ہم ہمچو او بادشاہے بر تخت گاہ دہلی جلوہ فکند''۔ یعنی دہلی میں سلطان تغلق جیسے کسی بادشاہ نے اس سے پہلے تخت سلطنت پر کبھی قدم نہیں رکھا۔ شاید اس کے بعد بھی اس طرح کا بادشاہ تخت دہلی پر جلوہ افروز نہ ہو''۔ سلطان غیاث الدین تغلق جیسا لائق اور خلیق و شفیق بادشاہ زیادہ عرصہ ہندوستانی عوام اور مسلمانوں کی قسمت میں نہ تھا۔ 1325ء میں بنگال کی کامیابی مہم سے واپسی پر سلطان کی فتح کا جشن منانے اور اس کے استقبال کے لیے ایک چوبی محل بنایا گیا تھا جو سلطان کے سر پر گر پڑا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی۔ سلطان غیاث الدین تغلق کی ناگہانی موت سلطنت دہلی کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان تھی۔

سلطان غیاث الدین تغلق کی وفات کے بعد اُس کا عالم فاضل شاعر اور فلسفی بیٹا محمد جونا، سلطان محمد تغلق کے نام سے تخت نشین ہوا۔ اس نے 1325ء سے 1351ء تک حکومت کی۔ مشہور سیاح ابن بطوطہ اس کے عہد میں برصغیر پاک و ہند آیا تھا۔ اس نے ابن بطوطہ کی بڑی عزت افزائی کی پہلے اسے قاضی شہر کے عہدے پر فائز کیا پھر اسے اپنا سفیر بنا کر چین بھیجا۔ جب اس نے واپس آ کر اپنے سفر کے دلچسپ واقعات سنائے تو سلطان محمد تغلق نے ایک بڑا لشکر تیار کر کے تبت اور چین کو فتح کرنے کے لیے روانہ کر دیا۔ سارا برصغیر پہلے ہی سلطان کے زیرنگیں تھا۔ اسے دوسرے ممالک فتح کرنے کی سوجھی۔ اس کی فوج چین کی سرحد پر پہنچ کر برسات کا موسم آ جانے سے تباہ ہوگئی۔ اس نے تین لاکھ ستر ہزار سواروں پر مشتمل ایک اور فوج خراسان اور ماوراالنہر کے علاقے فتح کرنے کے لیے تیار کی۔ ان بڑے بڑے خیالی منصوبوں کے اخراجات سے خزانہ خالی ہوگیا تو سلطان نے سونے کے بجائے تانبے کا سکہ رائج کر دیا۔ برصغیر کی تاریخ میں ٹوکن کرنسی کا یہ پہلا تجربہ تھا۔ اس پر ہندو بنیوں اور سناروں نے بڑی تعداد میں تانبے کے جعلی سکے بنا کر چلا دیئے۔ ہر بنیے کا گھر ٹکسال بن گیا۔ شاہی سکے کا نرخ اتنا گر گیا کہ

Marfat.com

لوگوں نے اسے لینے سے انکار کر دیا۔ مجبوراً سلطان کو تانبے کے تمام سکے سونے کے عوض واپس لینے پڑے جس سے خزانے کی بچی کچھی پونجی بھی لٹ گئی۔ سلطان محمد تغلق نے دہلی سے سات سو میل دور دکن میں دیوگری (دولت آباد) کو اپنا نیا دارالحکومت بنایا اور دہلی کے سب بچوں بوڑھوں، نوجوانوں، مردوں، عورتوں کو حکم دیا کہ دہلی چھوڑ کر دولت آباد جا کر آباد ہوں۔ کئی لوگ راستے کی صعوبتوں سے جاں بحق ہو گئے۔ نئی جگہ راس نہ آئی تو پھر حکم ہوا کہ اب سب لوگ واپس دہلی چلیں۔ اس آنے جانے میں کئی خاندان تباہ ہو گئے۔ خزانہ خالی، لشکر بے دل رہا امیر ناراض مخلوق پریشان، جگہ جگہ بغاوتیں اور شورشیں شروع ہو گئیں۔ محمد تغلق کو تخت نشینی کے وقت اتنی وسیع و عریض خوشحال اور پرامن سلطنت ملی تھی جس کی مثال نہیں ملتی مگر اس نے اپنے احمقانہ منصوبوں سے سب کچھ تباہ و برباد کر دیا۔ وہ بہت پڑھا لکھا تھا مگر عالموں اور صوفیوں سے بھی اس کا سلوک بڑا ناروا اور ظالمانہ تھا۔ اس نے سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء کے جانشین حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دہلی پر بڑی سختیاں کیں اور زبردستی انہیں اپنے ذاتی ملازموں میں شامل کر لیا۔ وہ بڑا بے رحم تھا۔ قتل سے کم سزا دینے کا قائل نہ تھا۔ اس کے آخری سالوں میں ہر جگہ عوام قحط اور بدامنی کا شکار ہو گئے۔ دکن اور بنگال کے وسیع علاقے اس کی قلمرو سے نکل گئے۔ تاریخ میں کم ہی کوئی حکمران اتنے موافق حالات کے ہوتے ہوئے اِس قدر ناکام و نامراد ہوا ہو گا۔ ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ سلطان محمد تغلق کبھی کسی سے کوئی مشورہ نہیں کرتا تھا۔ جو خیال اس کے ذہن میں آتا اسے عملی جامہ پہنانے کے لیے پوری قوت اور شدت کے ساتھ کمر بستہ ہو جاتا۔ آخر 1351ء میں محمد تغلق کی وفات پر عوام کو مصیبتوں سے نجات ملی۔ اب محمد تغلق کا چچازاد بھائی فیروز شاہ تغلق تخت نشین ہوا۔ اس نے 1388ء تک یعنی 37 سال حکومت کی۔ وہ بڑا نیک طینت اور رعیت پرور حکمران تھا۔ اس نے لوگوں کی سہولت اور بہبودی کے لیے بے شمار کام کیے۔ کئی نئے شہر آباد کیے۔ ان میں جونپور، فتح آباد اور فیروز آباد مشہور ہیں۔ دہلی کے گردونواح میں ایک قلعہ حصار فیروزہ کے نام سے بنوایا اور اس کے لیے آب رسانی کی خاطر جمنا اور ستلج سے دو نہریں نکال کر

Marfat.com

لایا - جمنا کی یہی پرانی دو سو میل لمبی نہر اب تک آب رسانی کے کام آتی ہے - مشہور مورخ فرشتہ کے مطابق فیروز شاہ تغلق نے رفاہ عامہ کے چھوٹے بڑے 845 منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جن میں متعدد چھوٹی بڑی نہریں پل حوض تالاب غسل خانے حمام شفا خانے مساجد مدرسے مکتب درگاہیں، سرائیں اور باغات شامل ہیں - صرف دہلی اور اس کے گرد و نواح میں بارہ سو باغات لگوائے - اس نے کئی اہم اور پرانی عمارتوں کی مرمت کروائی جن میں قطب مینار کی مرمت اور زیبائش کا کام نمایاں ہے - دہلی سے تھوڑے فاصلے پر اس نے فیروز آباد کے نام سے جو ایک بڑا شہر آباد کیا تھا اُس میں آٹھ جامع مسجدیں بنوائیں، اس سے شہر کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے اس نے فیروز آباد میں ایک بڑا گھنٹہ گھر بھی بنوایا جو برصغیر میں بننے والا غالباً پہلا گھنٹہ گھر تھا - فیروز شاہ تغلق اہل علم و فضل کا بڑا دلدادہ تھا - اس عہد کے مشہور مورخ ضیاء الدین برنی نے اگرچہ محمد تغلق کا عہد زیادہ دیکھا تھا مگر اس نے اپنی تاریخ کا نام تاریخ فیروز شاہی رکھا - فیروز شاہ تغلق کے عہد میں اسلامی فقہ کے علوم کو فروغ حاصل ہوا - اس نے اسلامی فقہ پر ایک مبسوط کتاب فقہء فیروز شاہی لکھوائی جو برصغیر میں فقہ کی قدیم کتابوں میں بہت مشہور ہے -

یہ نیک دل اور رعیت پرور سلطان جس کا مقام تخت دہلی سے زیادہ لوگوں کے دلوں میں تھا، ستمبر 1388ء میں فوت ہوا، جس کے بعد سلطنت دہلی کا شیرازہ بکھرنا شروع ہو گیا - صوبوں میں خود مختار حکومتیں قائم ہو گئیں - ان میں دکن کی بہمنی سلطنت اور مالوہ گجرات جونپور اور بنگال کی حکومتیں نمایاں ہیں - دہلی میں کئی شہزادوں کے قتل اور معزولی کے بعد آخر فیروز شاہ تغلق کا ایک پوتا محمد تغلق 1394ء سے 1412ء تک 18 سال تخت دہلی پر متمکن رہا مگر ایک وقت ایسا آیا جب کہ اس کا چچا زاد بھائی نصرت شاہ دہلی کے پاس ہی فیروز آباد میں دہلی کا سلطان بن بیٹھا - گویا ایک وقت میں دہلی میں بیک وقت دو سلطان تخت نشین تھے - طوائف الملوکی کا یہ عالم تھا جب دسمبر 1398ء میں تیمور 92 ہزار گھڑ سواروں کا لشکر جرار لے کر دہلی پر ٹوٹ پڑا اور شہر میں قیامت برپا کر دی - چودہ پندرہ دن دہلی لٹتی رہی اور گلیوں میں خون بہتا رہا

Marfat.com

اور تیمور شاہی محل میں اپنی فتح کا جشن مناتا رہا۔ یکم جنوری 1899ء کو اس نے اپنی فوجوں کو دہلی سے کوچ کا حکم دیا۔ اُس نے سلطان محمود تغلق کی جاں بخشی کر دی اور اس کا خزانہ اپنے ہمراہ لے کر ہندوؤں کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوا۔ تین ماہ دہلی سے نگرکوٹ اور حموں تک کے علاقے میں قتل و غارت اور لوٹ مار کا بازار گرم کر کے افغانستان لوٹ گیا۔ دہلی پھر 1526ء میں بابر کی آمد تک جانبر نہ ہو سکی۔ محمود تغلق کے مرنے کے بعد 1413ء میں خاندان سادات کا پہلا بادشاہ حضر خان تخت نشین ہوا۔ اس خاندان نے تقریباً چالیس سال حکومت کی۔ اس زمانے میں دہلی کے سلطان کی حیثیت عام صوبیداروں سے بھی بدتر تھی۔ 1451ء میں لاہور کے صوبیدار بہلول لودھی نے دہلی پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح خاندان لودھی کے دور کا آغاز ہُو گیا۔ لودھی افغانی تھے۔ بہلول لودھی نے سلطان دہلی کا اقتدار بحال کرنے کی حتی المقدور کوشش کی۔ دہلی کے گرد و نواح کے علاقوں پر اپنا تسلط قائم کیا۔ جونپور کو فتح کیا۔ بہار پر چڑھائی کی جسے اس کے بیٹے سکندر لودھی (1488ء سے 1517ء) نے فتح کیا۔ سکندر لودھی کے عہد میں جونپور، اودھ، بہار دھولپور، چندیری، گوالیار، پنجاب، دوآبہ بندھلکنڈہ کے علاقے پھر سلطنت دہلی کی قلمرو میں شامل ہو گئے مگر وہ اقتدار و اختیار جو بلبن اور علاؤالدین خلجی کے عہد سے لے کر فیروز شاہ تغلق تک سلطان دہلی کو حاصل تھا، لودھی خاندان کے کسی حکمران کو نہ مل سکا۔ اُن کی سلطنت آزاد اور خودمختار صوبوں، ضلعوں اور جاگیروں کے ایک مجموعے کا نام تھا۔ سکندر لودھی اس خاندان کا سب سے لائق اور علم دوست اور علم پرور سلطان تھا۔ اس نے آگرہ شہر کی بنیاد رکھی اور اسے اپنا دارالحکومت بنایا۔ سکندر لودھی کے عہد تک ہندو پٹواری اور قانون گو جن کے سپرد معاملہ اور لگان کا کام ہوتا تھا، اپنا حساب کتاب ہندی زبان میں ہی رکھا کرتے تھے۔ اُس نے حکم دیا کہ معاملہ اور لگان کے حساب کتاب کے جملہ دفتر فارسی زبان میں مرتب کیے جائیں چنانچہ ہندوؤں نے سکندر لودھی کے عہد میں فارسی زبان سیکھی۔ ہندوستانی طبیبوں کے نسخوں پر مشتمل سکندر لودھی نے ایک طب سکندری (معدن الشفا) کے نام سے لکھوائی جس میں ایک ہزار ایک سو سات امراض اور ان کی ادویہ کا ذکر ہے۔ ہندوستان میں اسلامی طب کی ترویج و

Marfat.com

ترقی میں اس کتاب کو تاریخی حیثیت حاصل ہے۔ سلطان سکندر لودھی کے عہد کا ایک بڑا شاعر شیخ جمالی تھا۔ نعت کا یہ مشہور و معروف شعر شیخ جمالی کا ہی ہے۔

موسیٰ ز ہوش رفت ز یک جلوہء صفات
تُو عینِ ذات می نگری در تبسمے

سکندر لودھی خود بھی شاعر تھا اور شیخ جمالی سے بڑی عقیدت رکھتا تھا۔ ملتان کے ایک بڑے عالم شیخ عبداللہ تلنبی سکندر لودھی کے عہد میں دہلی آ کر مقیم ہو گئے تھے۔ سلطان خود ان کے درس میں جا کر شامل ہوتا تھا۔

سکندر لودھی کے بارے میں مورخوں نے لکھا ہے کہ وہ اس بات کا خاص خیال رکھتا تھا کہ آٹے کا نرخ بڑھنے نہ پائے۔

سکندر لودھی کے بعد اس کا بیٹا ابراہیم لودھی تخت نشین ہوا۔ اس میں اپنے باپ کی کوئی خوبی نہ تھی۔ لودھی اور لوہانی سرداروں سے اس کا رویہ بھی متکبرانہ اور درشت تھا۔ امرائے سلطنت اس کے خلاف ہو گئے۔ خود اس کا چچا علاؤ الدین لودھی اس سے ناراض ہو کر پنجاب کے گورنر دولت خان لودھی کی شہ پر افغانستان کے بادشاہ ظہیر الدین بابر کو ہندوستان پر حملہ کرنے کی دعوت دینے کابل جا پہنچا۔

Marfat.com

عہد مغلیہ

(1526ء سے 1857ء)

یہ بھی تاریخ کا ایک دلچسپ مذاق ہے کہ پوری تین صدیوں تک سلاطین دہلی چنگیز خان، امیر تیمور اور اُن کے جانشینوں کے جن خوں خوار لشکروں کی تباہ کن یلغاروں کو روکتے رہے، آخر برصغیر میں مسلمانوں کی عظیم ترین حکومت کا قیام اُنہی کی قسمت میں تھا- عہد مغلیہ کا باب صرف برصغیر پاک و ہند کی تاریخ میں ہی نہیں بلکہ تاریخ عالم میں بھی سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے- مغلیہ خاندان کے بادشاہوں کو اہل یورپ ''دی گریٹ مغل'' اور ''دی گرینڈ مغل'' یعنی عظیم مغل کہا کرتے تھے-

ظہیر الدین بابر

(1526ء تا 1530ء)

برصغیر میں مغلیہ سلطنت کا بانی ظہیر الدین بابر (1526ء سے 1530ء) باپ کی طرف سے تیمور اور ماں کی طرف سے چنگیز خان کی نسل سے تھا- چھ واسطوں سے اُس کا شجرہ ء نسب امیر تیمور سے جا ملتا ہے- وہ اپنے آپ کو چنگیز خان کی بجائے تیمور کی اولاد ہونے کے ناطے تیموری کہتا تھا- عہد مغلیہ کے سارے بادشاہ اپنے آپ کو تیموری کہتے تھے مگر تاریخ نے انہیں مغلوں کے نام سے یاد رکھا- یہ بادشاہ بڑے شائستہ، مہذب اور باذوق تھے- وہ منگولوں یا مغلوں کو یعنی چنگیز خان کی نسل کو وحشی درندے سمجھتے تھے- ایک مورخ لکھتا ہے کہ اگر بابر کو اب بھی اس بات کا پتہ چل جائے کہ اس کے خاندان کو خاندانِ مغلیہ کہا جاتا ہے تو وہ قبر میں بھی بڑبڑا اُٹھے-

بابر نے 21 اپریل 1526 کو پانی پت کے تاریخی میدان میں سلطان ابراہیم لودھی کو شکست دے کر دہلی پر قبضہ کر لیا- یہ ہندوستان پر اُس کا پانچواں حملہ تھا- اپنے جد امجد امیر تیمور کی طرح اُس نے دہلی کو تاخت و تاراج نہ کیا بلکہ عام معافی کا اعلان کر دیا اور شہریوں

Marfat.com

کے جان و مال کی حفاظت کو یقینی بنایا - ابراہیم لودھی کا جو خزانہ اس کے ہاتھ لگا اس نے وہ اپنے لشکریوں اور شہر کے نادار لوگوں میں تقسیم کر دیا - اُسے قدم جماتے دیکھ کر ہندوستان کے سارے راجپوت راجے اور مہاراجے اس کا مقابلہ کرنے اور اُسے برصغیر سے باہر نکالنے کے لیے مشہور جنگجو راجپوت سردار رانا سانگا کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے - انہوں نے بابر کے خلاف ابراہیم لودھی کا ساتھ نہیں دیا تھا - اُن کا خیال تھا کہ بابر بھی اپنے جدامجد کی طرح لُوٹ مار کر کے واپس کابل چلا جائے گا اور ابراہیم لودھی کے خاتمے کے بعد وہ ہندوستان میں ہندو راج قائم کر لیں گے مگر بابر کے عزائم دیکھ کر اُن کا خواب پریشان ہو گیا - چنانچہ وہ بابر کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنی پوری قوتِ میدانِ جنگ میں لے آئے - بابر نے مارچ 1527ء میں کنواہر کے مقام پر راجپوتوں کی 80 ہزار سے زائد اسلحہ سے لیس، چاق و چوبند گھڑ سواروں اور پانچ سو جنگی ہاتھیوں پر مشتمل فوج کو اپنی مختصر سی فوج کے ساتھ جو دشمن کی فوج کا پانچواں حصہ بھی نہ تھی، شکست فاش دی - اس فتح کے بعد سارا برصغیر بابر کے قدموں میں تھا -

بابر کو زیادہ دیر ہندوستان میں حکومت کرنے کا موقع نہ ملا - ابھی وہ اپنے قبضے کو مستحکم ہی کر رہا تھا کہ 1530ء میں انتقال کر گیا - اُس نے اپنے سب سے بڑے بیٹے ہمایوں کو جو وصیت کی، اُس سے بابر کی شخصیت اور اس کے کردار کا پتہ چلتا ہے - اُس نے اپنی وصیت میں لکھا :

''فرزندمن! ہندوستان میں مختلف مذاہب کے لوگ رہتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی عنایت ہے کہ اُس نے تمہیں اس ملک کا بادشاہ بنایا ہے - اپنی بادشاہی میں تمھیں ذیل کی باتوں کا خیال رکھنا چاہیے -

1) تم مذہبی تعصب کو اپنے دل میں ہرگز جگہ نہ دو اور لوگوں کے مذہبی جذبات اور مذہبی رسُوم کا خیال رکھتے ہوئے رُو رعایت کے بغیر سب لوگوں کے ساتھ پورا انصاف کرنا -

2) گاؤکشی سے بالخصوص پرہیز کرو تاکہ اس سے تمہیں لوگوں کے دل میں جگہ مل جائے اور اس طرح وہ احسان اور شکریے کی زنجیر سے تمہارے مطیع ہو جائیں -

Marfat.com

3) تمہیں کسی قوم کی عبادت گاہ مسمار نہیں کرنی چاہیے، اور ہمیشہ سب سے پورا انصاف کرنا چاہیے تاکہ بادشاہ اور رعیت کے تعلقات دوستانہ ہوں اور ملک میں امن وامان رہے۔

4) اسلام کی اشاعت ظلم وستم کی تلوار کے مقابلے میں لطف واحسان کی تلوار سے بہتر ہو سکے گی۔

5) شیعہ، سُنی اختلافات کو ہمیشہ نظر انداز کرتے رہو کیونکہ ان سے اسلام کمزور ہو جائے گا۔

6) اپنی رعیت کی مختلف خصوصیات کو یہاں کے مختلف موسم سمجھو۔

بابر بڑی مسحور کن شخصیت کا مالک تھا۔ اس کی تلوار جتنی تیز تھی اس کا قلم اتنا ہی رواں تھا اُس کی زندگی کے حالات کسی رُومانوی داستان کا ٹکڑا معلوم ہوتے ہیں۔ اس کی خودنوشت سوانح حیات ''تزک بابری'' عالمی ادب کا حصہ ہے۔ اُسے ''خودشت سوانح نگاروں کا شہزادہ'' کہا گیا ہے۔ وہ فارسی اور ترکی زبانوں کا عمدہ شاعر بھی تھا۔ اس نے ایک نیا رسم الخط بھی اختراع کیا جسے خط بابری کہا جاتا تھا۔ اس رسم الخط میں بابر نے قرآن حکیم کے دو نسخے اپنے ہاتھ سے لکھ کر مکہ اور مدینہ بھیجے۔

نصیر الدین ہمایوں

(1530ء تا 1540ء، 1555ء)

بابر کے بعد نصیر الدین ہمایوں 1530ء میں تخت نشین ہوا مگر 1540ء میں شیر شاہ سوری نے اُسے شکست دے کر راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔ ہمایوں ایران چلا گیا۔ 1540ء سے 1545ء تک شیر شاہ سُوری نے حکومت کی۔ شیر شاہ سوری کا پانچ سال کا یہ مختصر دور حکومت کئی اعتبار سے تاریخ میں یادگار رہے، وہ بڑا قابل منتظم، انصاف پسند اور رعیت پرور بادشاہ تھا۔ اس کی بنائی ہوئی کئی عمارات اور شاہراہیں آج تک موجود ہیں۔ اس کے بندوبست

Marfat.com

اراضی کی روشنی میں اکبر نے اپنا بندوبست اراضی مرتب کیا۔

1555ء میں پندرہ سالہ جلاوطنی کے بعد ہمایوں نے ایران سے واپس آ کر شیر شاہ سوری کے نالائق جانشینوں سے حکومت چھین لی مگر اُسے حکومت کرنے کا موقعہ نہ ملا۔ وہ ایک شام اپنے دارالمطالعہ سے نکل کر سیڑھیاں اُتر رہا تھا کہ پاؤں پھسلنے سے گر کر مر گیا۔

جلال الدین اکبر

(1556ء تا 1605ء)

ہمایوں کے بعد اس کے بیٹے جلال الدین اکبر نے 1556ء سے لے کر 1605ء تک برصغیر پر بڑے تزک احتشام اور شان وشوکت سے حکومت کی۔ اکبر دنیا کے چند بڑے حکمرانوں میں سے تھا۔ اس کی سلطنت کابل قندھار سے لے کر بنگال اور کشمیر سے لیکر دکن اور گجرات تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس نے اپنی اس وسیع وعریض سلطنت میں تقریباً نصف صدی تک امن وامان اور قانون کی حکمرانی قائم کی۔ وہ اَن پڑھ ہونے کے باوجود انتہا کا ذہین وفطین، علم و ادب کا دل دادہ اور حق وصداقت کا متلاشی تھا۔ اس نے اپنے عہد کے بہترین دانشور، علما اور شعراء اپنے اردگرد اکٹھے کر رکھے تھے جنہیں اکبر کے نورتن کہا جاتا تھا۔ اُسے صوفیوں اور درویشوں سے بڑی رغبت تھی۔ اُس نے علماء کی مجلس اور مباحثوں کے لیے عبادت خانہ کے نام سے ایک عالی شان ایوان تعمیر کرایا اور تمام فرقوں سے تعلق رکھنے والے مسلمان علماء کو عبادت خانہ میں مدعو کیا، لیکن پہلے ہی اجلاس میں علماء میں نشستوں کے تعین پر جھگڑے شروع ہو گئے۔ بات بات پر آپس میں تو تو میں میں ہونے لگی۔ اکبر کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان فرقوں کے علماء ایک جگہ بیٹھ کر متنازعہ فیہ مسائل پر رواداری سے تبادلہء خیال کریں لیکن انہوں نے ایک دوسرے کو کافر کہنا شروع کر دیا۔ حضرت مجدد الف ثانی کے الفاظ ''ہر فتورے کہ دریں زماں درترویج ملت ودیں ظاہر گشتہ از شومئی علماء سُو است،، (کمپنی کی حکومت مصنفہ باری صفحہ 49)۔ شہنشاہ اکبر نے اختلافی مسائل کا حتمی فیصلہ کرنے اور حکومتی سطح پر ممکنہ اختلافی اُمور نپٹانے کے

Marfat.com

لیے جید علماء کا ایک خصوصی اجلاس بُلایا اور اُن سے مشورہ طلب کیا۔ اس اجلاس میں بحث و تمحیص کے بعد ایک محضر نامہ تیار کیا گیا جس کا نفسِ مضمون یہ تھا کہ جہاں کسی شرعی مسئلے میں علماء میں اختلاف ہو، بادشاہ علماء کی مختلف آراء میں سے جس رائے کو صائب سمجھے اس کے بارے میں فرمانِ شاہی جاری کر دے۔ اس فرمان شاہی کی اطاعت ہر شخص پر فرض ہو گی۔ اس محضر نامے پر تصدیق کے طور پر علماء نے اپنے دستخط ثبت کئے۔ یہ محضر نامہ آئین اکبری کا ایک حصہ بن گیا۔ اس پر جونپور کے قاضی مُلا یزدی نے فتویٰ دے دیا کہ بادشاہ بد مذہب ہو گیا ہے اُس پر جہاد واجب ہے مگر عامۃ الناس نے اس فتوے کا کوئی خاص نوٹس نہ لیا۔ اکبر کا بھائی میرزا حکیم جو کابل کا حکمران تھا اکبر کے خلاف جہاد کا نعرہ بلند کر کے حملہ آور ہوا مگر اس کے حملے کو آسانی کے ساتھ پسپا کر دیا گیا۔ اکبر نے حکیم کی جگہ مان سنگھ کو کابل کا صوبیدار بنا دیا۔

مولانا ابوالکلام آزاد اس محضر نامے کے بارے میں رقمطراز ہیں۔ ''اصلاً تو یہ بات ٹھیک تھی۔ فی الحقیقت خلیفۂ وقت و ارباب حل وعقد و اصحاب شوریٰ کو ہر عہد و دور میں حق اجتہاد حاصل ہے۔ اور اس کے سد باب نے تاریخِ اسلام کے تمام مصائب کی بنا ڈالی''۔
(رُودِ کوثر مصنفہ شیخ محمد اکرام صفحہ 104)

شہنشاہ اکبر کے بارے میں عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ اُس نے ایک نیا مذہب ''دین الٰہی'' کے نام سے نکالا تھا۔ دین الٰہی کو ایک مذہب کہنا صحیح نہیں ہے، نہ ہی یہ کسی قسم کی کوئی سنجیدہ کوشش تھی۔ یہ فری میسنری کی طرح کا ایک شغل تھا۔ ورنہ اگر نیا مذہب رائج کرنے کی یہ ایک سنجیدہ کوشش ہوتی اور اکبر جیسا عظیم حکمران اس کا بانی اور داعی ہوتا تو اس ''نئے مذہب'' کے ماننے والوں کی تعداد صرف 17 تک محدود نہ رہتی۔ جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ کئی چھوٹے مذاہب کے بانی اپنے پیرووں کی تعداد ہزاروں لاکھوں تک بڑھانے میں کامیاب ہو گئے۔

Marfat.com

نورالدین جہانگیر

(1605ء تا 1627ء)

اکبر کے بعد اس کا بیٹا نورالدین سلیم، جہانگیر کے نام سے تخت نشین ہوا۔ اُس نے 1605ء سے 1627ء تک حکومت کی، تخت نشیں ہوتے ہی اُس نے اپنی سلطنت کے طول و عرض میں شراب نوشی کو ممنوع کر دیا۔ شاہی خزانہ بے آباد اضلاع کو آباد کرنے اور نئی سڑکیں بنانے پر کُھلے دل سے خرچ کیا۔ ناک کان کاٹنے کی سزا منسوخ کر دی۔ رعیت کی سہولت کے لیے بہت سے شفاخانے بنوائے۔ اس کا عہد عدل وانصاف کے لیے مشہور ہے۔

جب جہانگیر نے نور جہاں سے شادی کی تو ملکہ نور جہاں بھی کاروبار حکومت میں جہانگیر کے ساتھ برابر کی شریک ہوگئی۔ اس عہد میں جو سکے جاری کیے گئے اُن پر شہنشاہ جہانگیر اور ملکہ نور جہاں دونوں کا نام کندہ ہے۔ تاریخ اسلام میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ ہے۔

عہد جہانگیری میں انگلستان سے کیپٹن ہاکنز اور شاہِ انگلستان کا سفیر سر ٹامس راؤ دہلی آئے۔ ٹامس راؤ تین سال تک جہانگیر کے دربار میں رہا۔ اُس نے شہنشاہ سے ایسٹ انڈیا کمپنی کے لیے کئی تجارتی مراعات حاصل کیں۔

شہنشاہ جہانگیر اور ملکہ نور جہاں کے مقبرے شاہدرہ لاہور میں ہیں۔ مقبرہ جہانگیر مغلیہ طرزِ تعمیر کا ایک عمدہ نمونہ ہے۔

شہاب الدین شاہ جہان

(1627ء تا 1657ء)

جہانگیر کے بعد اس کا بیٹا شہزادہ خرم، شاہ جہان کے لقب سے بادشاہ بنا۔ اُس نے 1627ء سے 1657ء تک حکومت کی۔ اس کا عہد دورِ مغلیہ کا زریں عہد سمجھا جاتا ہے۔ امن و امان کے قیام اور عوام کی خوشحالی کے لحاظ سے عہد شاہجہانی اپنی مثال آپ ہے۔ اپنی رعیت سے شاہجہان کا سلوک اس طرح تھا جس طرح باپ کا اپنے بچوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس نے

Marfat.com

متعدد نئی عمارات اور نئے باغات بنوائے، تاج محل آگرہ اُسی کی یادگار ہیں۔

اورنگ زیب عالمگیر

(1657ء تا 1707ء)

1657ء کی جنگِ تخت نشینی میں فتح پا کر اور اپنے بھائیوں دارا شکوہ اور مراد کو موت کے گھاٹ اتار کر اور اپنے باپ شاہ جہان کو آگرہ کے شاہی محل میں قید کرنے کے بعد شہزادہ اورنگ زیب اورنگ زیب عالمگیر کا لقب اختیار کر کے تخت نشین ہوا، وہ برصغیر کے عظیم ترین حکمرانوں میں آخری شہنشاہ تھا۔ اُس نے 1707ء تک پورے پچاس سال حکومت کی۔ وسعت سلطنت کے لحاظ سے برصغیر کا اور کوئی حکمران اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ بلخ سے لے کر راس کماری تک اور کراچی سے لے کر آسام تک اس کی سلطنت پھیلی ہوئی تھی۔ سلطان علاؤالدین خلجی دہلی کا پہلا حکمران تھا جس نے اپنی سلطنت کی حدود دکن میں میسور تک بڑھا دی تھیں مگر اورنگ زیب عالمگیر نے اس سے آگے دریائے کرشنا تک کا علاقہ فتح کر لیا، پھر سلطان علاء الدین خلجی اور محمد تغلق کے برعکس شمال مغرب میں کشمیر، کابل اور قندھار بھی اورنگ زیب عالمگیر کی سلطنت میں شامل تھے۔ اکبر اعظم کی سلطنت کی حدود بھی دکن کی جانب بیجاپور اور گولکنڈہ تک محدود تھیں۔ اورنگ زیب ان دونوں ریاستوں کو فتح کر کے آگے مہاراشٹر کی آخری سرحد دریائے کرشنا کے اُس پار تک جا پہنچا۔ اس کی زندگی کے آخری بیس پچیس سال دکن میں مرہٹوں کی سرکوبی کرتے ہوئے گزرے۔ دکن کی یہی ربع صدی پر محیط نہ ختم ہونے والی لڑائیاں آخر کار اس کی عظیم سلطنت کے زوال کا سبب بنیں، اگرچہ اپنی زندگی میں اُس نے کبھی شکست کا منہ نہیں دیکھا۔

اورنگ زیب عالمگیر انتہائی متشرع اور پرہیز گار مسلمان تھا اُس نے اپنی 90 سالہ زندگی میں شاید ہی دوسرے بادشاہوں کی طرح عیش و عشرت کا کوئی لمحہ گزارا ہو۔ سادہ پانی کے علاوہ اس کا اور کوئی مشروب نہ تھا۔ رقص و سرود اور موسیقی وغیرہ حتیٰ کہ مصوری اور شاعری بھی

Marfat.com

اس کے دربار اور اس کی مجلس میں بار پانے کی جرات نہیں کر سکتی تھی۔ بطور حکمران وہ بڑا عادل اور منصف مزاج تھا۔ عہد مغلیہ کا مستند مورخ لین پول لکھتا ہے کہ پچاس سال کے طویل دور حکومت میں اس سے بے انصافی اور ظلم و تشدد کا کوئی ایک واقعہ بھی سرزد نہیں ہوا۔ ہاں البتہ وہ بڑا سخت گیر تھا اور مجرموں کو عبرتناک سزا دینے میں کبھی پس و پیش نہیں کرتا تھا۔ طبیعت کے لحاظ سے وہ بڑا درویش صفت اور انتہائی محنتی اور مستقل مزاج تھا۔ خود بھی علم کے زیور سے آراستہ تھا اور عالموں کی قدر کرتا تھا۔ اُس نے اپنی نگرانی میں فتاویٰ عالمگیری مرتب کرائی۔ رقعات عالمگیری اس کے خطوط کا مجموعہ ہے جو اس کے عالم اور ایک بڑا ادیب ہونے کا ثبوت ہے، مگر بابر، ہمایوں، اکبر اور شاہ جہان کی طرح لوگ اس سے محبت نہیں کرتے تھے بلکہ ہر وقت اس سے خوفزدہ رہتے تھے۔ وہ مشکل ہی سے کسی پر اعتماد کرتا تھا۔ کاروبار حکومت سے متعلق چھوٹے سے چھوٹا کام بھی اسی کے فیصلے اور حکم سے ہوتا۔ اس کی قوتِ کار پر حیرت ہوتی ہے۔

مغلیہ سلطنت کا زوال

1707ء میں عالمگیر کی وفات گویا دفعتاً ایک عظیم الشان عمارت کا انہدام تھا۔ اس کی وسیع و عریض سلطنت کا شیرازہ تیزی سے بکھرنا شروع ہو گیا۔ کسی میں اتنی اہلیت اور ہمت نہ تھی کہ اس کی جگہ لے سکتا۔ دکن کی ربع صدی کی مسلسل لڑائیوں نے مغل فوج کو ناکارہ کر دیا تھا۔

اورنگ زیب عالمگیر کے بعد اس کا بڑا بیٹا محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ کے لقب سے تخت پر بیٹھا۔ ہر طرف شورشیں اور بغاوتیں شروع ہو گئیں۔ انہی شورشوں کو فرو کرتے اور بغاوتوں کو کچلتے ہوئے آخر 1711ء میں لاہور میں وہ انتقال کر گیا۔

شاہ عالم کا لڑکا شہزادہ معزالدین جہاں دار شاہ کے لقب سے اپنے بھائی بھتیجوں کو ٹھکانے لگانے کے بعد تخت پر بیٹھا۔ وہ شراب و شباب کا اس قدر رسیا تھا کہ رات دن مدہوش پڑا رہتا۔ مشکل سے ایک سال گذرا تھا کہ اس کے بھتیجے فرخ سیر نے پٹنہ کے سادات کی مدد

Marfat.com

سے جہاں دار کو شکست دے کر تخت پر قبضہ کر لیا۔ فرخ سیر نے سادات کی مدد سے تخت حاصل کیا تھا۔ اس نے سادات میں سے سید عبداللہ خان کو قطب الملک اور اس کے بھائی سید حسین علی خان کو امیر الامراء کا خطاب دیا۔ یہ دونوں بھائی تاریخ میں سید برادران کے نام سے مشہور ہیں۔۔ اصل اقتدار ان کے ہاتھ میں تھا۔ مغل شہنشاہ فرخ سیر محض کٹھ پتلی تھا۔

چھ سال بعد سید برادران نے فرخ سیر کو قید کر دیا اور اسی قید میں اُسے مروا ڈالا۔ شاہ عالم کے پوتے رفیع الدرجات کو تخت شاہی پر بٹھایا۔ تین ماہ کے بعد وہ مر گیا۔ پھر اس کے بھائی رفیع الدولہ کو بادشاہ بنایا لیکن دو ماہ بعد وہ بھی چل بسا۔ ملک میں ہر طرف بدنظمی پھیل چکی تھی۔ صوبے دار خود مختاری کے خواب دیکھنے لگے۔ چین قلیچ خان جسے فرخ سیر نے نظام الملک فتح جنگ کا خطاب دے کر دکن کا صوبیدار مقرر کیا تھا کھلم کھلا سید برادران کے خلاف ہو گیا۔ سید برادران نے رفیع الدولہ شاہ عالم کے ایک اور پوتے میرزا روشن اختر کو محمد شاہ کا خطاب دے کر تخت شاہی پر متمکن کیا۔ وہ تاریخ میں محمد شاہ رنگیلا کے نام سے مشہور ہے۔ وہ 1748ء تک تقریباً (30) تیس سال تخت نشین رہا۔ اس کے عہد کا سب سے پہلا قابل ذکر واقعہ یہ ہے کہ سید برادران نے نظام الملک صوبیدار دکن کے خلاف فوج کشی کی۔ نظام الملک نے سید برادران کو نہ صرف شکست دی بلکہ لڑائی میں دونوں بھائی مارے گئے۔ اس طرح سید برادران سے محمد شاہ کو نجات مل گئی۔ محمد شاہ نے نظام الملک کو دہلی بلا کر آصف جاہ کا خطاب دیا اور اپنا وزیر بنایا مگر آصف جاہ نظام الملک بادشاہ کی عیش کوشیوں اور بے اعتدالیوں سے دل برداشتہ ہو کر دکن واپس چلا گیا اور اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ اس طرح نظام حیدر آباد دکن کی بنیاد پڑی۔

محمد شاہ کے عہد کا دوسرا قابل ذکر اور اہم واقعہ یہ ہے کہ ایران کے بادشاہ نادر شاہ کے کچھ باغی امیر بھاگ کر پنجاب آ گئے تھے۔ نادر شاہ نے محمد شاہ کو لکھا کہ ان باغیوں کو اپنے ملک سے نکال دو۔ محمد شاہ نے کچھ پرواہ نہ کی، جس پر نادر شاہ 1738ء میں برصغیر پر حملہ آور ہو گیا۔ وہ پنجاب کو فتح کرتا ہوا دہلی کی جانب بڑھا، مگر آصف جاہ نظام الملک نے اپنے تدبر

Marfat.com

اور دانشمندی سے نادرشاہ کو کچھ روپیہ بطور تاوان لے کر واپس جانے پر آمادہ کرلیا- مگر اودھ کے صوبیدار برہان الملک سعادت خان نے نادرشاہ سے خفیہ ملاقات کی اور اُسے کہا کہ تم نے نظام الملک سے بڑا سستا سودا کیا ہے- اس پر نادرشاہ نے بیس کروڑ کا مطالبہ کردیا- سعادت خان مغل بادشاہ محمد شاہ کو بھی نادرشاہ کے کیمپ میں لے آیا جہاں نادرشاہ نے ایک طرح سے محمد شاہ کو اپنا قیدی بنالیا اور اُسے ساتھ لے کر اپنی فوج سمیت دہلی میں داخل ہوگیا- سات روز تک دہلی میں قتل و غارت اور لوٹ مار کا بازار گرم رہا- آخر نادرشاہ پندرہ کروڑ نقد، کوہ نور ہیرا اور شاہ جہان کا بنایا ہوا تخت طاؤس لے کر واپس لوٹا-

1748ء میں محمد شاہ رنگیلے کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا احمد شاہ تخت نشین ہوا 1753ء میں اس کے وزیر غازی الدین نے اس کی آنکھیں نکلوادیں اور جہاں دار شاہ کے لڑکے کو عالمگیر ثانی کا خطاب دے کر تخت پر بٹھادیا- ادھر نادرشاہ کے مرنے کے بعد اس کا سپہ سالار اعلیٰ احمد شاہ ابدالی قندھار اور کابل پر قابض ہوگیا- وہ پنجاب پر اپنا قبضہ جماتا ہوا 1756ء میں دہلی پر چڑھ دوڑا- احمد شاہ ابدالی کی واپسی کے بعد غازی الدین خان نے مرہٹوں سے سازباز شروع کردی، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مرہٹے نہ صرف دہلی اور پنجاب میں لوٹ مار کرنے لگ گئے بلکہ انہوں نے دہلی اور پنجاب پر قبضہ کرلیا-

مرہٹوں نے اس قدر قوت پیدا کرلی کہ وہ پورے ہندوستان پر مرہٹہ راج قائم کرنے کے منصوبے بنارہے تھے- انہوں نے ''ہندوستان صرف ہندو کا'' کا نعرہ بلند کردیا اور مسلمانوں پر بے دریغ ظلم و ستم ڈھانے لگے- عالمگیر ثانی 1759ء میں قتل ہوچکا تھا- ایسے عالم میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی سے احمد شاہ ابدالی کو خط لکھا کہ وہ آئے اور مسلمانوں کو مرہٹوں کے ظلم و ستم سے چھٹکارا دلائے، احمد شاہ ابدالی 1760ء میں مرہٹوں کے لیے قہر خداوندی بن کر نازل ہوا- چھ جنوری 1761ء کو پانی پت کے میدان میں ایک خوفناک لڑائی ہوئی جو اندلس میں یوسف بن تاشفین کی جنگ زلاقہ کی یاد تازہ کرتی ہے، ان دونوں مشہور جنگوں نے مسلمان دشمن قوتوں کی کمر توڑ کر رکھ دی اور مسلمانوں کو سنبھلنے اور اپنی

Marfat.com

صفیں مضبوط کرنے کا ایک سُنہری موقعہ فراہم کیا مگر مسلمان اپنی نااہلی، اندرونی ریشہ دوانیوں اور غداریوں کی وجہ سے اس موقعہ سے کوئی فائدہ نہ اُٹھا سکے۔ احمد شاہ ابدالی نے پانی پت میں مرہٹوں کی پوری متحدہ قوت کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ اُن کا ہندوستان میں مرہٹہ راج قائم کرنے کا خواب ہمیشہ کے لیے چکنا چور ہو گیا۔ برصغیر کی سیاسی بساط پر مرہٹہ قوت کے انہدام سے جو جگہ خالی ہوئی تھی اُسے مسلمان تو پُر نہ کر سکے مگر اس سے انگریزوں نے فائدہ اٹھایا جو ایسٹ انڈیا کمپنی کی شکل میں بنگال میں پلاسی کی لڑائی میں 1757ء میں سراج الدولہ کو شکست دینے اور بنگال میں اپنا سیاسی تسلط قائم کرنے کے بعد اب پورے برصغیر پر قبضہ کرنے کے منصوبے بنا رہے تھے۔

پانی پت میں مرہٹوں کو شکست فاش دینے کے بعد احمد شاہ ابدالی پہنچا اور شاہ عالم ثانی کو تختِ دہلی پر بٹھا کر واپس افغانستان لوٹ گیا۔ اس وقت مغلوں کی کمزوری کا یہ عالم تھا کہ مغل بادشاہ شاہ عالم ثانی دہلی میں اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتے ہوئے اودھ کے نواب وزیر شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا اور الہٰ آباد میں قیام پذیر ہوا۔ 1764ء میں بنگال کے نواب میر قاسم نے انگریزوں سے اپنی جان بچانے کے لیے شجاع الدولہ کے ہاں پناہ لی۔ 15 ستمبر 1764ء کو انگریزوں نے شجاع الدولہ، شاہ عالم اور میر قاسم، تینوں کو بکسر کے مقام پر شکست دی۔ اس پر مغل بادشاہ شاہ عالم انگریزوں کی پناہ میں چلا گیا۔ میر قاسم نے راہ فرار اختیار کر کے اپنی جان بچائی اور شجاع الدولہ نے مزید کچھ عرصہ برسرِ پیکار رہ کر انگریزوں کیساتھ اُن کی شرائط پر معاہدہ کر لیا۔ انگریزوں کی شرائط کا لب لباب یہی تھا کہ خود محض برائے نام تخت نشیں رہ کر سارا اقتدار و اختیار ایسٹ انڈیا کمپنی کے حوالے کر دیا جائے اور کمپنی کے افسروں اور کارندوں کو ہر حربے سے ملکی دولت لوٹنے کی پوری طرح آزادی دے دی جائے۔ شاہ عالم ثانی نے بنگال، بہار اور اڑیسہ کی دیوانی انگریزوں کے حوالے کر دی اور خود اُن کی حفاظت میں قلعہ الہٰ آباد میں مقیم ہو گیا جہاں وہ مرکزی پایہءِ تخت دہلی سے لاتعلق ہو کر دس سال تک بیٹھا رہا۔ پھر مرہٹوں کی امداد کے بھروسے دہلی آیا لیکن غلام قادر روہیلہ نے جو دہلی پر قابض ہو گیا تھا،

Marfat.com

شاہ عالم کی آنکھیں نکال دیں۔ آخر مرہٹوں نے غلام قادر کے پنجہ سے نجات دلا کر ایک عرصہ تک بادشاہ کو اپنا دست نگر بنائے رکھا۔ 1804ء میں انگریزوں نے بادشاہ کو مرہٹوں سے نجات دلا کر اُس کی پنشن مقرر کر دی اور اُسے لال قلعہ دہلی میں گویا ایک طرح سے مقید کر دیا۔ قلعے سے باہر مغل بادشاہ کا کوئی عمل دخل نہ تھا۔ شہر دہلی بھی کمپنی کے انتظام وانصرام میں چلا گیا۔ یہ ایک عجیب وغریب صورت حال تھی۔ تاریخ میں اس کی مثال ڈھونڈنی مشکل ہے۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ 1764ء میں ہی مغل بادشاہ الٰہ آباد میں انگریزوں کی پناہ میں چلا گیا تھا۔ اس میں اتنی سکت نہ تھی کہ اپنے پایہ تخت دہلی جا کر قیام کرے۔ مغل بادشاہ کے بجائے برصغیر کی مرکزی حکومت کا اصل اقتدار واختیار انگریزوں کے پاس تھا مگر انہوں نے دہلی میں اپنی تخت نشینی اور اپنی حکومت کے قیام کا اعلان نہ کیا، حالانکہ اصل حاکم وہ تھے مگر 1764ء سے 1857ء تک یعنی تقریباً پورے سو سال تک وہ اپنے آپ کو مغل بادشاہ کے کارندوں کی حیثیت میں پیش کرتے رہے۔ وہ یہ ظاہر کرتے رہے کہ مغل بادشاہ نے مالیہ اور لگان وصول کرنے اور امن وامان قائم رکھنے کی ذمہ داری اُن کے سپرد کی ہوئی ہے۔ یہ انگریزوں کی بڑی گہری چال تھی۔ اپنے تدبر اور بصیرت سے وہ یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ مغل بادشاہ کے پاس اگرچہ کوئی طاقت نہیں ہے مگر اکبر اور اورنگ زیب عالمگیر کی عظمت وشوکت اور جاہ وجلال کا ہالہ ابھی تک اُس کی شخصیت کے گرد منڈلا رہا ہے۔ اگر وہ لال قلعہ پر قبضہ کر کے دہلی کے تخت پر اپنے قدم رکھیں گے تو ہندوستان کے مختلف حصوں میں موجود منتشر قوتیں انکے خلاف جمع ہو جائیں گی اور ایسا نہ ہو کہ اُن کا بھی وہی حشر ہو جو پانی پت کے میدان میں مرہٹوں کا ہوا تھا۔ خصوصاً وہ مملکت خداداد میسور کے سلطان ٹیپو سے خائف تھے۔ انہیں ڈر تھا کہ اگر وہ دہلی میں کھلم کھلا اپنے آپ کو تختِ شاہی پر متمکن کر لیں تو ہر کسی پر اُن کے اصل عزائم روز روشن کی طرح واضح ہو جائیں گے اور پھر کہیں ایسا نہ ہو کہ نظام حیدر آباد دکن سلطان ٹیپو کی بات مان لے اور دونوں ان کے خلاف اعلان جہاد کر دیں اور کابل کے بادشاہ کو بھی اپنی مدد کے لیے بلا لیں۔ چنانچہ انگریزوں نے ایک چالاک لومڑی کی طرح یہ رویہ اپنائے رکھا کہ وہ مغل بادشاہ کو جو اُن کے ٹکڑوں پر پل

Marfat.com

رہا تھا اُسی طرح احترام دیتے رہے جس ادب و احترام کا مظاہرہ سرٹامس راؤ نے جہانگیر کے دربار میں حاضری کے وقت کیا تھا - اُن کا نمائندہ جب لال قلعہ میں بادشاہ سے ملنے جاتا تو پورے آداب شاہی بجالاتا - وہ دربار میں اُس مغل بادشاہ کے حضور دست بستہ کھڑا رہتا جو انگریزوں کا وظیفہ خوار تھا اور جس کا فرمان صرف لال قلعے کے اندر چلتا تھا اور وہ بھی انگریزوں کی صوابدید پر - یہ ڈرامہ 1857ء تک جاری رہا -

سلطان ٹیپو

(1781ء - 1798ء)

برصغیر کے بالکل جنوب میں دکن کے آخری سرے پر ایک چھوٹی سی ریاست میسور تھی - 1781ء میں اپنے لائق اور بہادر باپ حیدر علی کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا فتح علی (سلطان ٹیپو) میسور کا سلطان بنا - وہ بڑا بہادر ہوشیار اور مدبر حکمران تھا - اُس نے زمام اقتدار ہاتھ میں لیتے ہی اردگرد کے علاقے فتح کر کے اپنی سلطنت کی حدود کو وسعت دی، اور اپنی سلطنت کا نام مملکت خداداد میسور رکھا - سلطان ٹیپو نے اپنی مملکت میں بعض ایسی اہم اور دوررس اصلاحات کیں کہ اس کی دانش مندی اور اس کے تدبر اور اس کے فہمِ اسلام پر حیرت ہوتی ہے - اس نے تخت پر بیٹھتے ہی جاگیرداروں (پالیگاروں) کا خاتمہ کر دیا - اس نے فرمان جاری کیا کہ زمین اُس کی ہے جو ہل چلائے، اور حکم دیا کہ جو شخص زمین کے لیے درخواست دے اسے اس کی ضرورت کے مطابق مفت زمین دی جائے -

سلطان ٹیپو نے زراعت، صنعت و حرفت، اسلحہ سازی اور اپنی فوج کو بہت ترقی دی، اس کے عہد میں مملکت خداداد میسور کی جو حالت تھی اُسے ایک انگریز کی زبانی ملاحظہ کریں -

''جب ہم اس کے ملک میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ صنعت و حرفت میں ترقی کی وجہ سے نئے شہر آباد ہو رہے ہیں، رعایا اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہے - زمین کا کوئی حصہ بھی بنجر نظر نہیں آتا - قابل کاشت زمین پر کھیتیاں لہلہا رہی ہیں، رعایا اور فوج کے دل میں اپنے

Marfat.com

بادشاہ کے لیے محبت ہے،فوج کی تنظیم اور جدید آلاتِ حرب وضرب کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ میسور کی فوج یورپ کے مہذب سے مہذب ملک کی فوج سے کسی حالت میں بھی پیچھے نہیں ہے''(کمپنی کی حکومت-صفحہ 226)

سلطان ٹیپو نے جو بینک قائم کیے اُن میں چھوٹے سرمایہ کاروں کو زیادہ منافع دیا جاتا-پانچ سو روپیہ جمع کرانے والوں کو پچاس فیصد سالانہ منافع اور پانچ سو سے پانچ ہزار تک پچیس فی صد سالانہ منافع اور پانچ ہزار سے زیادہ پر بارہ فی صد سالانہ منافع - اس طرح سلطان ٹیپو نے جاگیرداری کے ساتھ ساتھ سرمایہ داری کا بھی قلع قمع کر دیا-اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ برٹش پارلیمنٹ کے ایک ممبر کے الفاظ میں''میسور کے باشندے ہندوستان میں سب سے زیادہ خوشحال ہیں''-

سلطان ٹیپو ہر قیمت پر انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنا چاہتا تھا،اس مقصد کے لیے اُس نے اپنی فوج کی تعداد بڑھائی، جدید اسلحہ تیار کرایا،ترکی کے سلطان کو مدد کے لیے لکھا اور اُسے اپنے سفیر کے ذریعے بتایا کہ انگریزوں کے خلاف مملکت خداداد کی مدد کے لیے سلطان ترکی جو فوج بھیجے گا، باقاعدہ اس کا معاوضہ نقد ادا کیا جائے گا مگر سلطان ترکی کے دربار میں بھی انگریزوں کی لابی کام کر رہی تھی،وہاں سے سلطان ٹیپو کا سفیر ناکام واپس لوٹا-پھر ٹیپو نے یکے بعد دیگرے ایران اور افغانستان سفارتیں بھیجیں مگر وہ آپس کی لڑائیوں میں الجھے ہوئے تھے-سلطان ٹیپو نے اس پر نپولین کو خط بھیجا کہ انگریزوں کے خلاف مدد کے لیے پہنچو-نپولین نے قاہرہ سے سلطان ٹیپو کو جواب میں لکھا''میرے عظیم الشان سلطان! عزیز ترین دوست ٹیپو سلطان! غالباً آپ کو یہ اطلاع پہنچ چکی ہوگی کہ ہماری فوج نے ان دنوں بحیرہء قلزم کے ساحل پر ڈیرہ ڈال رکھا ہے-میری اور میری فوج کی دلی تمنا ہے کہ آپ کو برطانیہ کے پنجے سے رہائی دلا سکوں''-

ہندوستان میں سلطان ٹیپو نے نظام حیدر آباد کو انگریزوں کے خلاف جہاد کے لیے پکارا مگر اس نے سلطان ٹیپو کے خلاف انگریزوں کی مدد کی-انگریز سلطان ٹیپو کے عزائم اور اس

Marfat.com

کی بڑھتی ہوئی قوت سے خوف زدہ تھے - انہوں نے نظام حیدر آباد کو اپنے ساتھ ملا کر 1798ء میں میسور کے دارالحکومت سرنگا پٹم پر حملہ کر دیا - جب انہیں سرنگا پٹم کے قلعہ کو سر کرنا مشکل نظر آیا تو سازش سے سلطان کے معتمد خاص میر صادق کو اپنے ساتھ ملا لیا - اُس نے سلطان ٹیپو سے غداری کی اور قلعے کے دروازے کھلوا دیئے - دشمن فوج قلعے میں داخل ہوگئی، سلطان ٹیپو کو انگریزوں نے جان بخشی کے وعدے پر ہتھیار ڈال دینے کو کہا مگر سلطان ٹیپو نے جواب دیا ''شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سوسالہ زندگی سے بہتر ہے'' - سلطان شیروں کی طرح بہادری سے لڑتا ہوا شہید ہوگیا - جب انگریزوں کے جنرل ہارس کو سلطان کی شہادت کی خبر پہنچائی گئی تو وہ خوشی سے چلا اٹھا ''آج سے ہندوستان ہمارا ہے'' -

1806ء میں شاہ عالم دوم کا انتقال ہوگیا - اس کی جگہ معین الدین اکبر دوم برائے نام دہلی کا بادشاہ بنا - 1837ء میں اکبر دوم فوت ہوا تو انگریزوں نے اس کے بیٹے سراج الدین کو بہادر شاہ دوم کا لقب دیکر تخت پر بٹھایا -

پنجاب میں انیسویں صدی کی پہلی دہائی میں رنجیت سنگھ نے سکھوں کی حکومت قائم کر لی تھی - اُس نے لاہور کو اپنا دارالحکومت بنایا، اور تمام پنجاب کشمیر اور سرحدی علاقے پر قبضہ کر لیا - 1839ء میں اس کی وفات کے بعد اس کے نالائق جانشینوں کے زمانے میں انگریز سکھ حکومت میں دخیل ہو گئے - 1849ء میں گورنر جنرل ڈلہوزی نے پنجاب پر قبضہ کر لیا - اس وقت تک ہندوستان بھر میں انگریزوں کی عملداری قائم ہو چکی تھی مگر لال قلعہ دہلی کے اندر ابھی تک مغل بادشاہ بہادر شاہ دوم (جو بطور شاعر بہادر شاہ ظفر کے نام سے مشہور ہے) تخت شاہی پر رونق افروز تھا اور شاہی محل کی غلام گردشوں میں باادب باملاحظہ ہوشیار کی آوازیں گونج رہی تھیں -

انگریزوں نے جس بے دردی سے حکومت کی اور جس بے رحمی سے ہندوستان کو لوٹا اس سے اہل ہندوستان اور خصوصاً مسلمانوں کے دلوں میں انگریزوں کے خلاف شدید غم و غصے اور نفرت کی آگ سُلگ رہی تھی - مئی 1857ء میں جب میرٹھ کے مقام پر ایسٹ انڈیا کمپنی کی

Marfat.com

فوج کے دیسی سپاہیوں نے اپنے انگریز افسروں کے خلاف بغاوت کر دی تو ہندوستان کے طول وعرض میں یہ آگ اچانک شعلہء جوالہ بن کر پھیل گئی اور اس عوامی تحریک نے جنگ آزادی کا روپ دھار لیا۔ ہر طرف سے لوگوں کے جتھے مسلح ہو کر دہلی پہنچے۔ ان جتھوں نے بہادر شاہ دوم کو اپنا لیڈر بنا لیا اور انگریزوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔

انگریزوں نے اپنے منظم فوجی دستوں اپنے بہتر اسلحہ اور خاص کر توپوں سے اور نظام حیدر آباد دکن اور سکھوں کی مدد سے جلد ہی اس تحریک کو کچل دیا حالانکہ اس کا آغاز ان کی اپنی فوج کے ہندو سپاہیوں سے ہوا تھا مگر انگریزوں نے اس کا سارا الزام مسلمانوں کے سر تھوپ دیا اور انتقامی کارروائی میں مسلمانوں پر بے پناہ مظالم توڑے۔ بہادر شاہ ظفر کو گرفتار کر کے اس کے بیٹوں کے کٹے ہوئے سر دستر خوان میں سجا کر اس کے سامنے پیش کیے۔ پھر اس کی آنکھیں نکال دیں اور اُسے جلاوطن کر کے رنگون میں قید کر دیا جہاں وہ 1863ء میں مر گیا۔

مسلمانوں پر یہ واضح ہو چکا تھا کہ وہ اس قابل نہیں کہ انگریزوں کے خلاف کسی مسلح جدوجہد کے متحمل ہوں۔ ان پر ہر لحاظ سے مایوسی اور مُردنی چھائی ہوئی تھی۔ ایسے میں سرسید احمد خان ان کی دستگیری اور راہ نمائی کو آگے بڑھے اُن کی پیدا کردہ علی گڑھ تحریک اور محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس نے بالآخر مسلم لیگ کا روپ دھار لیا اور برصغیر کے مسلمان آخر کار قائداعظم محمد علی جناح کی ولولہ انگیز قیادت میں حکیم الامت علامہ اقبال کے بتائے ہوئے راستے پر چل کر 1947ء کو آزادی کی منزل تک پہنچے۔ یہ برصغیر کے مسلمانوں کی مشترکہ سیاسی جدوجہد کا نتیجہ ہے کہ آج برصغیر میں اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان اور بنگلہ دیش مسلمانوں کی دو آزاد اور خود مختار مملکتیں موجود ہیں۔

Marfat.com

تاریخِ اسلام — ایک نظر میں

جمیل یوسف

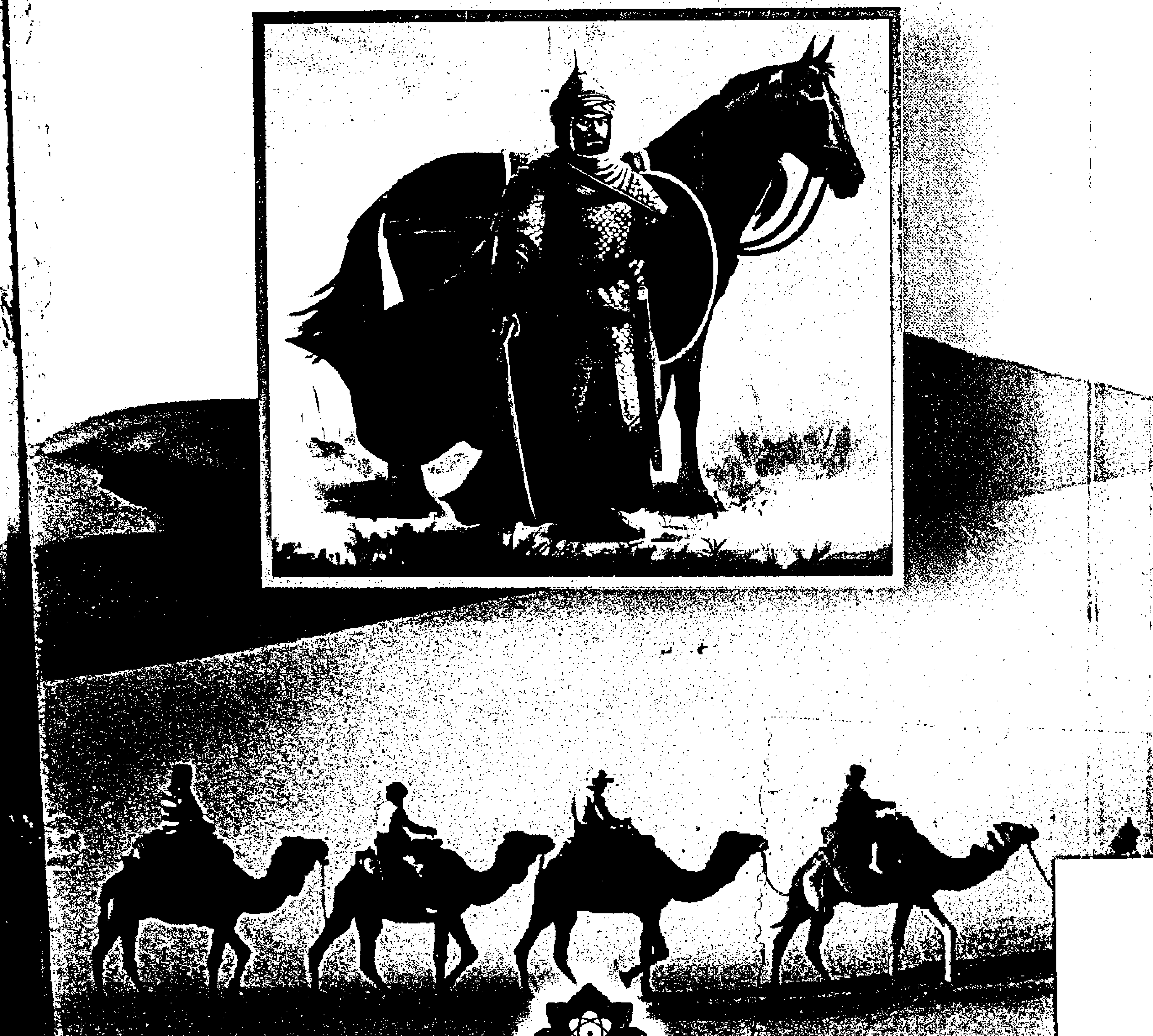

اردو سائنس بورڈ

Marfat.com